پندرہ روزہ

قومی زبان

کراچی

انجمن ترقی اردو

مطبوعات انجمن ترقی اردو

اردو روڈ کراچی - ۱

فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ -

مرتبہ ابرار حسین صاحب قادری ایم - اے لیکچرار جغرافیہ مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ اس سے قبل انجمن علمی مصطلحات کے سلسلے میں تین جلدیں یعنی فرہنگ اصطلاحات کیمیا، اصطلاحات طبیعیات اور اصطلاحات تاریخ و معاشیات و جغرافیہ شائع کر چکی ہے - یہ اس سلسلے کی چوتھی جلد ہے - قیمت ایک روپیہ

فرہنگ اصطلاحات فلکیات -

یہ علمی اصطلاحات کی پانچویں جلد ہے - ان فرہنگوں میں انگریزی اصطلاحات کے مقابل اردو مترادف دئے گئے ہیں - اصطلاحات کے جمع کرنے میں بڑی تحقیق اور محنت سے کام لیا گیا ہے - قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے -

اصطلاحات کیمیا -

فن کیمیا (کیمسٹری) کی انگریزی اصطلاحات کے بالمقابل اردو اصطلاحات انجمن نے ماہرین فن کی ایک جماعت سے تیار کرائی ہیں حتی الامکان اردو اصطلاحات کو عام فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے - صفحات کتاب ۱۲۰ دیباچہ کے علاوہ - قیمت غیر مجلد دو روپے پچیس پیسے مجلد تین روپے -

وضع اصطلاحات -

یہ کتاب ملک کے نامور انشا پرداز و عالم مولوی وحید الدین سلیم مرحوم نے سالہا سال کے غور و فکر اور مطالعے کے بعد تالیف کی ہے - یہ بالکل نیا موضوع ہے - اس میں اصطلاحات کے ہر پہلو پر تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے اور اس کے اصول قائم کئے گئے ہیں - دوسرا ایڈیشن - قیمت پانچ روپے پچھتر پیسے

ملنے کا پتہ

اردو اکیڈیمی سندھ - بہادر شاہ مارکیٹ، بندر روڈ کراچی

نظامی کہن ہار جس یار ہوئے
سُنن ہار سن نغز گفتار ہوئے

اردو کی پہلی منظوم تصنیف جو ابتک غیر مطبوعہ تھی

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ

مصنفہ

فخر الدین نظامی دکنی

اس مثنوی کا دنیا بھر میں صرف ایک نسخہ ہے جو
انجمن میں محفوظ ہے۔ اسی نسخہ کو فوٹو بلاک
کے ذریعے شائع کیا جا رہا ہے۔

اس مثنوی کی اشاعت سے اردو زبان و ادب کی
تحقیق میں نئی راہیں کھل جائیں گی۔

شائع کردہ
انجمن ترقی اردو — کراچی

انجمن ترقی اردو پاکستان کا پندرہ روزہ ترجمان

قومی زبان

جلد نمبر ۲۳ شمارہ ۹ — ۱۰

مدیر اعلیٰ
جمیل الدین عالی

مدیر
مشفق خواجہ

یکم و ۱۶ مئی ۱۹۶۳ء

فی شمارہ
پچاس پیسے

سالانہ قیمت
دس روپے

انجمن ترقی اردو پاکستان اردو روڈ کراچی

فہرست

اداریہ

انجمن کا اپنا چھاپے خانہ

ایک انجمن ہی نہیں ہر ادارے کے اعلیٰ مقاصد اور کام کی بنیاد روپے پر ہوتی ہے بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ابھی ایسے افراد اور خاندانوں کی شدید کمی ہے جو ملک سے کمائی ہوئی دولت میں سے ایک معقول حصہ ملک کی ثقافتی اور دوسری رفاہی تحریکوں پر بے غرضی کے ساتھ خرچ کر سکیں۔ حکومت الگ اپنی مجبوریاں گنواتی رہتی ہے اس کو دفاع، رسل و رسائل انتظامیہ اور ایسے ہی بے شمار مسائل میں ثقافت تعلیم و فنون کا خیال آٹے میں نمک کے برابر رہتا ہے اور اسی اعتبار سے وہ قومی اداروں کو مالی امداد دیتی ہے جو ان کے لئے ناکافی ہوتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس سال حکومت نے انجمن کے حال پر خصوصی توجہ کی ہے۔ ہماری تنظیم نو کے بعد اس نے ہمارے کالج کو خصوصی امداد دی اور اس سال خود انجمن کی سالانہ امداد میں گراں قدر اضافے کی توقع ہے۔

لیکن تنظیم نو کے بعد ہم نے یہ بھی سوچ لیا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو ہمیں انجمن کو مالی اعتبار سے خود کفیل بنا دینا پڑیگا تاکہ ہم اور ہمارے جانشین ہر سال ان پیچیدگیوں میں نہ پڑیں انمیں بہت سے تکلیف دہ معاملات شامل ہیں جن کی تفصیل اسوقت مناسب نہیں خدا کا شکر ہے کہ کئی ماہ کی جد و جہد کے بعد ہم اس سمت میں ایک اہم عملی قدم اٹھانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب انجمن کے چھاپے خانے میں دو جدید ترین مشینوں کا اضافہ کر دیا ہے۔ ایک آفسٹ مشین ہے اور دوسری عام چھپائی کی جدید ترین مشین۔ دونوں ساختہ جرمنی ہیں۔ ان اضافوں سے نہ صرف ہمارا مطبع انجمن کی ضروریات بغیر تاخیر پوری کر دیا کرے گا بلکہ کاروباری سطح پر اچھی خاصی آمدنی کا ذریعہ بن گیا ہے۔

بظاہر نئی یا پرانی مشین سے ادب یا تحقیق کا بالواسطہ تعلق نہیں ہے لیکن کارکن حضرات جانتے ہیں کہ عملی زندگی میں اعلیٰ مقاصد تک پہنچنے کے لئے آمدنی پیدا کرنے جیسی غیر ادبی غیر تحقیقی باتیں کرنی پڑتی ہیں۔

انجمن کے دوستوں اور ہمدردوں سے درخواست ہے کہ اپنے اپنے حلقہائے اثر میں انجمن پریس کے لئے چھاپے کا کام بھجوانے کی جستجو کریں۔ ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر ہم صدر انجمن جناب اختر حسن کا شکریہ بطور خاص ادا نہ کریں۔ انجمن کی موجودہ رفتار ترقی ان کی مسلسل توجہ اور انتظامی صلاحیتوں کی مظہر ہے۔

شوکت تھانوی

زندگی بھر لوگوں کو ہنسانے والا ادیب ــــ شوکت تھانوی ــ آخر کار اپنے بے شمار مداحوں اور عقیدت مندوں کو روتا ہوا چھوڑ کر ۴ مئی کی صبح کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ شوکت تھانوی کی موت ایک بہت بڑا سانحہ ہے، اردو کا دامن ایک اچھے صحافی، مزاح نگار، شاعر اور انشا پرداز سے محروم ہو گیا۔

مرحوم ۲۳ مارچ کو صدر ایوب سے تمغۂ امتیاز لینے کی غرض سے لاہور گئے تھے یہ تمغہ ان کو اردو ادب کی خدمت کے صلہ میں دیا گیا تھا۔ لاہور میں قیام کے دوران ہی وہ اچانک علیل ہو گئے۔ تقریباً سوا ماہ تک وہ میو اسپتال لاہور میں زیر علاج رہے۔ آپ ۲ فروری ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے تھے آپ نے بھوپال، لکھنؤ اور علی گڑھ میں تعلیم پائی تھی۔ اور بچپن سے ہی شعر کہنے شروع کر دیئے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں جالب مرحوم کے اخبار "ہمدم" کے عملۂ ادارت میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے متعدد اخباروں میں کام کیا اور ایک اپنا اخبار "طوفان" اور ایک ہفت روزہ "سرپنچ" بھی نکالا تھا آپ آل انڈیا ریڈیو سے بھی وابستہ رہے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے اور ایک عرصہ تک ریڈیو پاکستان سے "قاضی جی" کے نام سے مقبول فیچر نشر کرتے رہے۔ آپ نے ایک کامیاب ادبی زندگی گزاری اور متعدد ناول اور افسانوں کے مجموعے شائع کئے۔ اُن کی تصانیف کی تعداد ستر کے لگ بھگ ہے جس میں ناول، افسانے، شاعری، خاکے، ڈرامے اور مضامین شامل ہیں۔ آخر میں وہ روزنامہ جنگ (راولپنڈی) کے ایڈیٹر ہو گئے تھے۔ شوکت تھانوی کی وفات کی خبر آناً فاناً میں سارے پاکستان میں پھیل گئی اور ملک کے ممتاز مشاہیر نے اُن کی رحلت پر اظہار افسوس کیا، جن میں صدر مملکت، گورنر مغربی پاکستان، اسپیکر مغربی پاکستان اسمبلی اور صوبائی وزراء کے علاوہ ممتاز ادیب اور شاعر شامل ہیں

پروفیسر حمید احمد خاں

خطبۂ صدارت

حلقہ اربابِ ذوق کے چوبیسویں سالانہ اجلاس
منعقدہ ۳ اپریل ۱۹۶۳ء میں پڑھا گیا

ن حلقہ، خواتین و حضرات،

ادیبوں کے اس سالانہ جلسے میں میری طلبی کا جواز شاید اس بنا پر پیدا ہوا کہ مجھے بحیثیت مدرس پرانے ادب کے پڑھنے پڑھانے سے سروکار ۔ لیکن آج شام مجھے اردو، فارسی، یا انگریزی کے پرانے شاہکاروں کا ذکر مقصود نہیں ہے۔ اس موقع پر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں ایک مبصر ن تماشائی کی حیثیت سے آپ کو ہمارے اردو ادب کے بعض کوائف پر توجہ دلاؤں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ اس مہینے اقبال کی رحلت کو پورے پچیس برس گزر جائیں گے۔ اگر آپ اس ربع صدی میں اردو ادب کے نفع و نقصان کا اب لگائیں تو مجھے یقین ہے کہ خسارے کی مد خاصی بھاری نظر آئے گی۔ اس انحطاط کا ایک سبب ہر طفل مکتب کو معلوم ہے۔ ۱۹۳۹ء سے بے اطمینانی ب ایسا دور شروع ہوا کہ پندرہ برس تک ادب و فن زندگی میں اپنے صحیح مقام سے محروم رہے۔ اس مدت کے پہلے آٹھ برس دوسری عالمگیر جنگ نر اتفری کی نذر ہو گئے۔ اس ضمن میں ایک اور مصیبت یہ پیش آئی کہ اقبال کے دورِ آخر کے نوجوان معاصرین کی ایک بڑی تعداد برطانوی ہند کی خدمات سے منسلک ہو گئی۔ سرکاری ملازمت کی گھٹن فکر و تخیل کی آزاد حرکت کو روکتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف خلق خدا پر جنگ عظیم کا قہر ل ہوا، اور دوسری طرف وہ اس روحانی تسلی کا بڑا حصہ بھی کھو بیٹھی جس کا سرچشمہ صرف ہم عصر قومی ادب ہوتا ہے۔ اس کمی کے باعث ہمارے م کے شعور میں اس ذہنی ناہمواری اور اخلاقی عدم توازن کا بیج بویا گیا جس کی فصل ہم کاٹ رہے ہیں۔ جنگ عظیم ختم ہوئی تو ہمارے ادب کو برس کے ایک ادر خلا کا سامنا کرنا پڑا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کے سات سال، اور ان کی لائی ہوئی تخریبی و تعمیری کاوشیں (جن کے اہم اجزا ، قتل، سیاسی جوڑ توڑ اور شہری آبادی کے فسادات تھے) ادبی بے حاصلی کی الگ داستان ہیں۔ لیکن اقبال کی وفات کے بعد کے پندرہ برس

بہ قطع نظر، سوال یہ ہے کہ گزشتہ دس برس کی مدت، جس کے آخری سال میں سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں، ہمارے لئے کن ادبی کارناموں ک
ئی؟ ہماری فردِ عمل کچھ مختصر افسانے، چند ناول، تھوڑا سا علمی کام ضرور پیش کرتی ہے لیکن شعر جو ادبی احساس کی بلندی کا صحیح معیا
رتا ہے، ابھی تک اس بے باک، بھرپور اور مطمئن لہجے کی تلاش میں ہے جو خود ۱۹۴۰ء تک ہمارے ادب کو میسر تھا۔ ظاہر ہے کہ اس بحث م
راد ادبی کام کی مقدار سے نہیں بلکہ نوعیت اور منصب سے ہے، اور نوعیت اور منصب کا لحاظ کیجئے تو تخیل کی جولانی اب طرح طرح ک
نوساختہ حدبندیوں سے دوچار ہے۔

اکبر اور اقبال کے دور میں مغربی تمدن کا گھٹیا ہونا قومی شاعری کے اصولِ موضوعہ میں داخل تھا۔ اسی طرح اپنے تمدن اور اق
کی خیالی عظمت کے اعلان کو جزوِ ایمان کی حیثیت حاصل تھی۔ استقلالِ پاکستان کے بعد اپنا تمدن اور قومی اخلاق، جیسے کچھ بھی ہیں، واشگا
ہو کر سامنے آگئے ہیں اور ان پر تکیہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ باقی رہا مغربی تمدن، سو اس موضوع پر پھبتی کی تحریک صرف انگریز د
موجودگی تک جاندار اور بامعنی معلوم ہوتی تھی۔ انگریزی حکومت کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو مغربیت پر ادبی طنز کا سارا لطف کرکرا ہوگیا۔
تاریخ کے انقلاب نے نئے ادیب کو ایک ایسی منزل پر لا ڈالا ہے جہاں وہ نہ تو حالی کی طرح اپنی گزشتہ سیاسی عظمت کا ماتم کرنے میں خو
نظر آتا ہے، نہ اکبر و اقبال کی طرح مغربی تمدن پر سیر حاصل طنز کرنے کے قابل رہا ہے۔

لیکن ان ضمنی تبدیلیوں سے کہیں زیادہ اہم تہذیبی پس منظر کا وہ انقلاب ہے جس نے ملک کے صاحبِ ذوق طبقے کو بھی مختلف
اور مختلف عقائد کی متعدد ٹکڑیوں میں بانٹ دیا ہے۔ کٹر قسم کی ملائیت سے کٹر قسم کی لادینی تک، کٹر قسم کی سرمایہ داری سے کٹر قسم کی ا
تک، کٹر قسم کی قدامت پسندی سے ہلکی پھلکی، لاابالی تجدد پرستی تک، ہر رنگ اور ہر عقیدے کے متحارب فریق اب ہمارے ادب
والوں اور ناقدر دانوں میں موجود ہیں۔ اس قسم کا منفرق معاشرہ ادبی تخلیق، بالخصوص اعلیٰ درجے کی ادبی تخلیق، کا محرک نہیں ہو
وغالب، اس ناشادی و نامرادی کے باوجود جو اُن کی زندگی کا نمایاں عنصر رہی، عہدِ حاضر کے پاکستانی ادیب سے زیادہ خوش نصی
ان کا خطاب ایک ایسے ہم ذوق اور یک رنگ معاشرے سے تھا جس کی وحدتِ فکر و احساس شاعر اور قاری کے درمیان تفر
کو قائم رکھنے کا محکم وسیلہ تھی۔ مغلیہ معاشرے کے مخروط کی چوٹی اور بنیاد میں بڑا فاصلہ تھا لیکن اس مخروط کی ہر تراش اپنی جگہ
ایک بے خلل تمدنی روایت میں رچی ہوئی، اپنی پرسکون صلابت کا اظہار کر رہی تھی۔ ۱۸۵۷ء کے بعد پرانے تمدن میں ہر ود
لگنے۔ تاآنکہ ایک سو برس کے اندر نوبت یہاں تک آپہنچی کہ وہ تمدنی روایت جو ایک ہزار برس سے ہماری وحدتِ شعور کی
بالآخر پارہ پارہ ہوگئی۔ اس طرح شاعر اور قاری کے درمیان وہ گہری خلیج پھیلتی چلی گئی جس کو پاٹنے کے لئے ایک نئے تمدنی
مشترک تہذیبی روایت کے رچنے کا انتظار کرنا ہوگا۔ خود اقبال کو بھی نصف صدی پہلے، کسی نہ کسی حد تک، یہی مصیبت
اس وقت تک دینی عقائد کے اتحاد کا وسیلہ ابھی باقی تھا۔ اقبال نے اسی اتحاد کو ذریعۂ افہام و تفہیم قرار دیا اور اپنے ا
چاشنی دے کر نئے قارئین کے لئے قابلِ قبول بنایا۔ یہ نصف صدی پہلے کی بات تھی۔ اس کے بعد بھی اپنی تمدنی روایت
کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ گزشتہ پچاس ساٹھ برس کے عرصے میں ہم اپنی تینوں تہذیبی زبانوں سے دور ہوتے گئے۔ پہلے

فارسی سے قطع تعلق کرلیا، اب اُردو کی باری ہے۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ ملک کے چیدہ و برگزیدہ اصحاب کا مستقل طبقہ انگریزی کو اپنی مادری زبان بنائے ہوئے ہے، اب ایک اور طبقے نے ملک کے اندر نئی قسم کی مادری زبانوں کی تلاش شروع ۔ اگر ہماری تمام مادری زبانوں کا دائرہ عمل اسی رفتار سے بڑھتا رہا تو یقین رکھنا چاہیئے کہ قومی زبان اور قوم کی وحدت شعور کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہے گی۔

خواتین وحضرات، یہ مسئلہ بجائے خود بہت اہم ہے، لیکن میں اس کا ذکر بعد میں کروں گا۔ فی الحال میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معاشرت اور زبان کے معاملے میں ہمارے سمٹتے ہوئے تہذیبی پس منظر کے باوجود تخلیقی کام کی راہیں ابھی ہم پر بند نہیں ہوئیں۔ ہمیں چاہیئے کہ تاریخ ادب صرف ہومر، فردوسی اور شیکسپیئر کے کارناموں سے بھری ہوئی نہیں ہے۔ بلاشبہ ان تینوں عظیم شعراء ہر ایک کا کام ایک پختہ تہذیبی روایت کا ثمر تھا، لیکن دوسری طرف اُن زندۂ جاوید فنکاروں کو نہ بھولئے جنہوں نے ناسازگار باوجود اپنی اپنی قوم کے سامنے زندگی کی ایک نئی تصویر رکھ دی۔ اگر ہومر نہیں تو یوریپیڈیز، اگر فردوسی نہیں تو سعدی، اگر نہیں تو ملٹن یا ورڈز ورتھ بن جانا ہمارے ادیبوں کے لئے کیوں دشوار ہے؟ یہ آخرالذکر لوگ وہ ہیں جو اپنی اپنی قوم کے لئے ندگی نہیں تو شمع ہدایت ضرور بنے۔ خواتین وحضرات، مجھے اس محفل میں شاید یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میرے دل میں اُردو یبوں کا بے حد احترام ہے، لیکن میں بصد ادب اتنا عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ گزشتہ دس برس میں ہمارے نے اپنا عظیم الشان منصب کما حقہٗ پورا نہیں کیا۔ اقبال، اکبر اور حالی کا ہاتھ قوم کی نبض پر تھا۔ موجودہ ادیب نے منگوں کا ترجمان بننے کے بجائے فقط اپنی ذاتی نجات کی راہ تلاش کرنے کی کوشش کی ہے اپنی انفرادیت کے لئے ہیے ٹیش یک محدود حلقے کی زیارت گاہ بنانا فی نفسہ ایک ہنر ہے، لیکن قوم کے سواد اعظم کے دل پر خدا کی آواز بن کر گرنا ایک بلند

تے ہیں کہ پاکستان کا حصول صرف مال و دولت یا مادی فائدے کے لئے نہیں ہوا تھا، پاکستانی قومیت کی بنیاد ایک کم ہے۔ مگر اقبال کے بعد اردو ادب میں اس دینی عقیدے کا سراغ لگانا کچھ ایسا آسان نہیں رہا۔ اس سے میری مراد ہں ہے کہ ہمارے ادیبوں نے شریعت کے اوامر و نواہی پر نظمیں، افسانے یا ڈرامے کیوں نہیں لکھے، لیکن جن معنوں انگریزی ادب کے بہترین حصے کا مفہوم مسیحیت کی روشنی میں واضح ہوتا ہے، نیز جن معنوں میں شیکسپیئر کے ایک تس کے المیہ ڈراموں کے متعلق یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ ان کے ذریعے سے شیکسپیئر نے شاعرانہ زبان میں اپنے ب کی صداقت پر گواہی دی ہے، انہیں معنوں میں پاکستانی ادیبوں کے تخلیقی کام سے اسلام کی حقانیت پر گواہی ہے۔ انسانی مساوات، معاشرتی انصاف، خدمت خلق خدا، حق گوئی و بے باکی، ذوقِ ایمان ... بنائے ن ہیں جو پرواز تخیل کا تقاضا کر رہے ہیں۔ ہمارا معاشرہ طرح طرح کی پریشانیوں اور ناہمواریوں کا شکار ہے ور غیر منصفانہ تقسیم، جہالت اور تعصب اور نفس پرستی کا دور دورہ، خلوص اور دیانت کا قحط، انسانی ضمیر

ناشبانہ روز قتل، جمہوریت کا خون، یہ سب کچھ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے ادیبوں کو قلمی جہاد کی دعوت دیتا ہے ۔ اگر ادیب اپنی اپنی الگ ڈفلی سنبھالے منفی قسم کی پریشاں سرائیوں میں مصروف رہے تو پاکستان اس نظریاتی جنگ میں جل کر راکھ ہو جو اس وقت ہماری سرحدوں کے اندر اور باہر دونوں جگہ لڑی جا رہی ہے ۔ اپنی سمت کا تعین کیجئے اپنے ضمیر کی روشنی کو کچھ اور روشن کر دیکھئے ۔ قوم کے گونگے عوام کی زبان بنیئے ۔ وہ گھبرائے ہوئے ہیں ۔ آپ کی روح کی گہرائی سے تسلی کا جو لفظ نکلتا ہے، وہ ان کے لئے نامعلوم اخلاقی قوت کے خزانے کھول دیتا ہے ۔ خدا کی دی ہوئی اس دولت کے لٹانے میں بخل نہ کیجئے ۔ اسلام اور پاکستان کے نام پر ایک نئی زندگی کی داغ بیل ڈالئے تاکہ اپنے بنیادی حقوق کی نشوونما کے ساتھ ساتھ ہمیں ایک درخشاں مستقبل کی معین صورت سامنے نظر آئے ۔

لیکن، خواتین وحضرات، عالم شعر صرف عالم اخلاق سے عبارت نہیں ہے ۔ یہاں حواس سے سمیٹا ہوا لطف و سرور بھی قدم قدم پر اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے ۔ اس خاص لطف و سرور کے شعبے بے شمار ہیں ۔ میں صرف ایک کا ذکر کروں گا ۔ ہماری قومی اور علاقائی زبانوں نے ابھی تک مغربی پاکستان کے جغرافیائی حسن کا احاطہ نہیں کیا ۔ جو کچھ اب تک کہا گیا ہے اس سے اس موضوع کے بے حساب امکانات کا حق ادا نہیں ہوا ۔ ہمارے پہاڑ اور دریا، ہمارے جنگل اور پھول اور پرندے، ہمارے سہانے ریگ زار، ہمارے دیہات و قصبات، سبھی اپنے اظہار و ظہور کے لئے ہمارے ادیبوں کی محبت آمیز نگاہوں کو ڈھونڈ رہے ہیں ۔ ہمارے ادب میں پیرس اور لندن اور سٹریٹ فرڈ کے حسن موجود ہیں ۔ لیکن یقین جانیئے کہ صرف ہماری آنکھ کے کھلنے کی دیر ہے ورنہ ہمارے اپنے شہروں اور قریوں، ان کے پیچ در پیچ گلی کوچوں گنجان مکانوں اور جھکے ہوئے بالاخانوں کا پر اسرار حسن خود یورپ سے آنے والے سیاح کو مست کر دیتا ہے ۔ ٹھٹھہ، پشاور، چنیوٹ، ہمالیہ اور لسبیلہ کی آب و تاب آپ کے قدموں میں پڑی ہے اور آپ کی حب وطن سے تقاضا کرتی ہے کہ اس وطن کو اہل وطن کے لئے خوبصورت اور زیادہ دلکش بنایئے ۔

اخلاقی اور حسی تجربے کے بیان کے علاوہ ہمارے قومی ادب کے لئے ایک تیسری قسم کی تعمیری کوشش کا راستہ بھی کھلا ہے وہ ہے قومی زبان کو مستحکم اور وسیع بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش ۔ یہ زبان اس برعظیم میں صدیوں سے ہماری قومی ہستی اور تہذیب کی ترجمان رہی ہے ۔ گزشتہ دو سو برس میں اردو کے وجود کا تسلسل ہمارے قومی وجود کے تسلسل کی تاریخ ہے ۔ اب اس زبان کو نئے ملک اور بیسویں صدی کے مقتضیات کے ساتھ ترکیب دینے کا فرض ہمارے نوجوان ادیبوں کے سر پر آ پڑا ہے، اور کوئی وجہ معلوم نہیں کہ وہ اس فرض سے فتح مندانہ انداز میں عہدہ برآ نہ ہوں ۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ اردو مغربی پاکستان میں پیدا ہوئی ۔ مسعود سعد سلمان کے عہد کی اردو اور پنجابی میں کوئی فرق نہ تھا بلکہ اس زمانے تک یہ دونوں علیحدہ علیحدہ نام پیدا بھی نہ ہوئے تھے ۔ چودھویں صدی تک زبان کی یہ وحدت بدستور قائم رہی، دکنی اور پنجابی اردو کی چھاپ، جو اب بھی موجود ہے، اسی بنیادی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے ۔ چودھویں صدی کے بعد اصل پنجابی اردو کے ساتھ مقامی عناصر کو ملانا شروع کیا اور جب اٹھارہویں صدی میں اردو کو دلی کی ادبی زبان کا مرتبہ ملا تو دہلی کا علاقائی محاورہ مستحکم طور پر زبان میں داخل ہو گیا ۔ سو برس اور نہ گزرے تھے کہ لکھنؤ کی ادبی زبان کی حیثیت سے اردو میں

تبدیلیاں ہوئیں، اور اس طرح یہ ہماری اپنی بولی سے کچھ اور دور ہوگئی۔ لیکن اب تاریخ کے انقلاب نے اُردو کو پھر اپنی زاد بوم کی طرف لوٹایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس طرح دکن، دہلی اور لکھنؤ کا علاقائی محاورہ اردو کا جزِ بدن بنا، اسی طرح زندگی کے اس نئے دور میں خود اپنی مادرِ وطن کا لب و لہجہ اُردو کے لئے ایک نئی قوت اور وسعتِ بیان کا ذریعہ بنے گا۔ یہ عمل تاریخ کے اٹل بہاؤ کے ساتھ ایک دن ہو کر رہے گا، لیکن لازم یہ ہے کہ ہم خود بھی ایک ترقی پسندانہ قدم اٹھائیں اور اپنی ادبی سرگرمی سے اس تاریخی عمل کی رہنمائی کریں۔ آپ سے، اے ارکانِ حلقۂ اربابِ ذوق، اہلِ علم و ادب یہ توقع وابستہ کئے ہوئے ہیں کہ آپ اس نئی ادبی و لسانی تحریک کی دانشمندانہ قیادت کریں گے۔ جس طرح پچیس برس پہلے آپ کی ادبی فراست اور سلامتِ ذوق نے ایک مشکل وقت میں قومی ادب کو سہارا دیا تھا، اسی طرح آج کل کے بدلے ہوئے حالات میں آپ کے خلوص و ہمت سے یہ اُمید ہے کہ آپ اپنی اپنی بولیوں کا تازہ لہو اُردو کے رگ و پے میں دوڑا دیں گے۔ اردو کو پاکستان کی سب علاقائی زبانوں پر یکساں حق حاصل ہے لیکن پنجابی کے ساتھ اس کا تعلق اتنا قریبی ہے کہ پنجابی کے لغات و محاورات کا اُردو میں کھپ جانا کسی کاوش کے بغیر بھی ممکن ہے۔ یہ کہنا تحصیلِ حاصل ہے کہ ادب زندگی کے ہنگامے سے اُلجھا رہے تو زندہ رہتا ہے، ورنہ مر جاتا ہے۔ اردو زبان و ادب کو کتابوں سے نکال کر کوچہ و بازار میں لائیے۔ ہماری عوامی، دیہاتی اور شہری، زندگی کے کئی پہلو ایسے ہیں جو لفظوں کے قالب میں جلوہ گر ہونے کے لئے بے تاب ہیں۔ ان کے بیان کے لئے دہلی اور لکھنؤ کا بنا ہوا سانچہ مکتفی نہ ہو سکے گا اور زبان میں نئے اسماء افعال کو لازماً داخلہ دینا ہوگا۔ یہ عمل ذوقِ سلیم کی روشنی میں بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام پا سکتا ہے، اور آپ کی جماعت سے بہتر کون سی بردل عزیز جماعت ہے۔ جس کے سپرد یہ کام کیا جائے؟

اس مسئلے کا ایک اور پہلو بھی آپ کی توجہ چاہتا ہے۔ انگریزی زبان و ادب سے اُردو نے بہت کچھ سیکھا اور حاصل کیا ہے لیکن اس قسم کے استفادے کا دائرہ انگریزی یا فارسی تک محدود کرنا کیا ضرور ہے۔ پنجابی ادب کا بہتر حصّہ ہمارے زرعی نظامِ معیشت کی پیداوار ہے۔ اس بدلتے بلکہ مٹتے نظامِ معیشت کے بعض پہلو اس قابل ہیں کہ اُردو میں منتقل اور محفوظ کئے جائیں۔ اسی طرح پنجابی کے بے مثال لوک گیت مضمون اور ہیئت دونوں لحاظ سے اُردو کے ادیب کی توجہ پر اپنا خاص حق رکھتے ہیں۔ ان لوک گیتوں میں جو بحریں استعمال ہوئی ہیں، اُن کی روانی اور تموج کو اُردو کی متداول بحروں سے ربط دینے کی کوشش بہت مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے۔

خواتین و حضرات، خاتمۂ کلام سے پہلے مجھے ملک کی موجودہ صورتِ حال کے پیشِ نظر بعض تلخ حقیقتوں کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مذہب کے بعد اگر کوئی چیز اس ملک کی سالمیت کو برقرار رکھ سکتی ہے تو وہ اُردو زبان ہے۔ میں دلی افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ اربابِ حکومت میں سے بعض کے منہ سے کبھی کبھی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جس سے یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ ان صاحبوں کو قومی زندگی کی وحدت کے برقرار رکھنے میں زبان کی بنیادی اہمیت کا دھندلا سا شعور بھی میسر نہیں ہے۔ جب تک حکومت کے اعلیٰ حلقوں میں قومی زبان کے مسئلے کی اصولی حیثیت تسلیم نہیں ہوتی، یارانِ سرِپل سوئے فتنوں کو جگانے کی کوشش میں لگے رہیں گے

حال میں رائٹرز گلڈ نے پنجابی کو ذریعۂ تعلیم بنانے کا مسئلہ اٹھایا تو اکثر لوگ حیران ہوئے۔ رائٹرز گلڈ ایک ادبی جماعت ہے، سیاست کا ان
کا اکھاڑا نہیں ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ مغربی پاکستان کے موجودہ لسانی اور تعلیمی توازن کو برہم کرکے کس قسم کے نئے توازن کا قیام مد نظر
ہے۔ مجھے انتشار پسند اور تخریب نواز عناصر سے کوئی بحث نہیں ہے۔ لیکن اہل علم کے اس اجتماع سے مگر یہ کہنا چاہتا ہوں، کہ وحدت زبان
کو ملتوں کی بقا و استحکام کے ساتھ ایک تاریخی تعلق ہوتا ہے۔ اسلام کے آغاز میں پوری قوم کی زبان کچھ عرصے تک عربی تھی۔ مگر تین صدیاں
نہیں گزری تھیں کہ سلطنت کی روز افزوں وسعت نے نظام حکومت کو غیر متوازن کر دیا۔ سلطنت کے دو ٹکڑے ہوگئے اور زبان کے بھی د
اسلام کے مغربی حصوں کی زبان اگرچہ بدستور عربی رہی مگر اقصائے مشرق کی زبان فارسی قرار پائی۔ صدیوں تک ایران، توران اور ہند
کی یہ نئی تہذیبی وحدت برقرار رہی۔ لیکن آخرکار سیاسی زوال کا عمل ایک بار پھر نئے تفرقوں اور نئی حد بندیوں کی صورت میں ظاہر ہوا۔ فار
کا دور ختم ہوا اور اردو کا دور شروع ہوا۔ اردو کی مرکزیت پاکستان کی مرکزیت و سالمیت کی علامت بنی۔ اس موقع پر میں پوچھتا ہو
کہ اب تاریخ عالم اسلام کے اس تیسرے دور میں جو لوگ پاکستان کی رہی سہی لسانی مرکزیت کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں، وہ کس نظام زندگ
تباہی اور کس نئے نظام زندگی کے قیام کا خواب دیکھ رہے ہیں؟ تاریخ کا قدیم دستور ہے کہ وہ زبان کے شیرازے کے ساتھ حکومت کا
بھی برہم کرتی ہے۔ لاطینی مسیحیت اور لاطینی زبان کے زوال کی داستان بڑی عبرت آموز ہے۔ جب لاطینی مسیحیت کی دی ہوئی یورپی وح
پارہ پارہ ہوگئی، تو نئی لسانی و نسلی قومیتوں کو بے شمار خونریز جنگیں لڑنے کے بعد ایک ناپائدار سی آسودگی نصیب ہوئی۔ یہ بھی واضح
کہ قرون وسطیٰ کے یورپ میں لاطینی کی حیثیت مغربی پاکستان میں، اردو کی حیثیت سے بالکل مختلف تھی۔ اردو صرف علما کی زبان نہ
ہر طبقے اور ہر خطے کے لوگ اسے سمجھتے اور بولتے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کا معاملہ قرون وسطیٰ کے یورپ سے اس لئے بھی مختلف
سائنسی ایجادات کی نئی دنیا میں مغربی پاکستان کے چھوٹے چھوٹے لسانی علاقوں کا ایک علمی اور سرکاری زبان کے مرکزی رابطے
زندہ رہنا ناممکنات سے ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ جس زبان کو علمی زبان کے منصب سے ہٹانے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں اس کے متعل
سمجھنا کہ وہ سرکاری زبان بن سکے گی محض اپنی طفلانہ نافہمی کا ثبوت مہیا کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

خواتین و حضرات، پچھلے دنوں ہمارے صوبے کے وزیر مالیات نے جب اردو کو ذریعۂ تعلیم کے مقام سے ہٹانے کا ارا
فرمایا تو وہ یہ بھول گئے کہ اس مسئلے پر زبان کھولنے کا حق دراصل ہماری واجب الاحترام وزیر تعلیم کو پہنچتا تھا۔ بہرحال، ان کی خد
میں یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گو اردو کے بجائے پنجابی کے ذریعۂ تعلیم بن جانے سے قوم کی سالمیت کا حصار متزلزل نہ ہو، لیکن
یاد رہے کہ اردو وہ اینٹ ہے جس کو دیوار میں چننے کے لئے سید احمد خاں، اقبال اور قائداعظم کے ہاتھ اٹھے تھے۔ اس ایک اینٹ
اکھڑنے کے منظر کو قوم خاموشی سے برداشت نہیں کرے گی

سچ یہ کہ ہمارے ملک میں زبان و ادب کے تمام متعلقہ مسائل کے متعلق ابھی نافہمی و ناعاقبت اندیشی کے علاوہ فتنہ انگیزی کی گنجائش بھی
میں نے ان مسائل کا تجزیہ حلقۂ ارباب ذوق کے ہم عقیدہ ارکان کے سامنے اس امید پر پیش کیا ہے کہ وہ ایک زندہ اور فعال جماعت کی حیثیت
قومی زبان و ادب کی خدمت کے لئے کوئی صحیح قدم اٹھائیں گے۔

خواتین و حضرات، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ان معروضات کو توجہ سے سنا۔

شمیم احمد

مولانا غلام رسول مہر

ہم اس شمارے سے ایک نیا سلسلۂ مضامین شروع کر رہے ہیں اس میں ان شخصیتوں کے حالات زندگی اور کارناموں پر روشنی ڈالی جائیگی جنہوں نے اردو زبان کی خدمت علمی اور عملی دونوں محاذوں پر کی ہے اور جو صحیح معنوں میں اردو کے سپاہی ہیں۔

مولانا غلام رسول مہر کو اگر گذشتہ نصف صدی کی تاریخ سے تعبیر کیا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ وہ ایک محقق اور صحافی ہی نہیں بلکہ ہماری قومی تاریخ کا ایک جیتا جاگتا کردار ہیں۔ انہوں نے گذشتہ نصف صدی کے تمام ین قومی، سیاسی، تاریخی محاذوں پر ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ وہ کردار جو ان کے اور دوسرے ساتھیوں قائداعظم عبدالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خاں اور مولانا عبدالمجید سالک نے ادا کیا تھا۔ آج ان تاریخ گر شخصیتوں میں سے اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ بس ان کے کارنامے باقی رہ گئے ہیں۔ لیکن جب نظر غلام رسول مہر پر پڑتی ہے تو ان کارناموں کے ساتھ یہ شخصیتیں بھی نظر کے سامنے پھرنے لگتی ہیں۔

مولانا غلام رسول مہر مئی ۱۸۹۵ء میں پھولپور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قریبی دیہاتی اسکول میں ی کی اور مشن ہائی اسکول جالندھر سے میٹرک پاس کرکے ۱۹۱۵ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کیا۔ کالج کی تعلیم دوران مولانا کے خیالات میں زبردست تبدیلیاں پیدا ہوئیں اور انہوں نے ارادہ کرلیا کہ وہ اپنی ساری زندگی دمت میں گزاریں گے۔ ان تبدیلیوں کا باعث وہ معاشرتی مسائل اور سیاسی انقلابات تھے جو اس دور میں اسلامیان ند کو درپیش تھے۔ جنگ بلقان، جنگ طرابلس اور شہادت مسجد کانپور ایسے واقعات تھے جنہوں نے تاریخ ہند کی اہم تحریکوں کو جنم دیا اور انہی تحریکوں اور ان کے رہنماؤں سے ربط و ضبط نے مولانا مہر کو قومی مسائل سے ہمیشہ کے لئے تہ کردیا۔ اس زمانے میں ان کا ذہن سب سے زیادہ مولانا ابوالکلام آزاد کے انقلاب آفریں مضامین سے متاثر ا۔ تحریک خلافت کے سلسلے میں جب مولانا محمد علی، شوکت علی، مولانا آزاد اور مولانا ظفر علی خاں نظر بند گئے تو مولانا مہر نے یہ تہیہ کرلیا کہ وہ ساری عمر انگریزوں کی ملازمت نہیں کریں اور وہ اس عہد پر مضبوطی سے قائم رہے چند سال حیدرآباد دکن کی اسلامی میں محکمہ تعلیمات کے انسپکٹر رہے۔ اور یہیں سب سے پہلے مولانا کو صحافت سے عملی دلچسپی پیدا ہوئی جس میں ترک موالات کی تحریک زوروں پر تھی ان دنوں انہوں نے ایک دوست کی شرکت میں حیدرآباد سے سلطنت

نامی اخبار جاری کیا۔ جو بعد کے سیاسی ہنگاموں کی نذر ہو گیا۔ حیدر آباد دکن کی ملازمت ۳ سال کے عرصے تک جاری رہی اور اس کے بعد وہ ۱۹۲۲ء میں لاہور واپس آ گئے۔

مولانا کو اخبار نویسی کا جنون طالب علمی ہی کے زمانے سے تھا مگر اخبار نویسی کا کوئی خاص تجربہ نہ تھا اس دوستوں کے اصرار پر ۱۹۲۳ء میں زمیندار سے وابستہ ہو گئے۔ جس میں اداریہ لکھنے کی خدمت ان کے سپرد کی گئی کے بعد سے مولانا کا مشغلہ صحافت ہو گیا۔ اور وہ مدتوں صحافت کے میدان کے اہم ترین ستون رہے۔ لیکن صحافت کے متعلق آج کل کے نظریات سے بالکل مختلف نظریات رکھتے تھے۔ اُن کا مقصد صحافت کے ذریعہ قوم تھی۔ وہ اہم قومی مسائل کو سامنے لاتے تھے اور اُن کے حل کی تجاویز پیش کرتے تھے۔ وہ عوام کی رائے کے مطابق مسائل پر قومی نقطۂ نظر سے رہنمائی کا فریضہ ادا کرتے تھے اور جرأت اور دلیری کے ساتھ اپنے خیالات پیش کر مولانا کی ذہنی تربیت میں مولانا آزاد کی شخصیت اور اُن کی تحریروں کا بڑا ہاتھ رہا ہے اور بعد میں تو انہوں نے آزاد سے ذاتی تعلق بھی پیدا کر لیا تھا۔ مولانا آزاد کے بعد مولانا ظفر علی خاں سے متاثر ہوئے اور اُن سے مولانا اعلیٰ مقاصد کے لئے مر مٹنا سیکھا۔

زمیندار سے مولانا کی وابستگی ۱۹۲۷ء تک رہی لیکن چند امور میں اختلاف ہو جانے کی وجہ سے انہو سالک صاحب کے ساتھ زمیندار سے استعفیٰ دیدیا اور انقلاب نکالا۔ جو ۱۹۴۹ء تک برابر نکلتا رہا۔ انقلاب بند ہونے کے بعد مولانا نے اپنی تمام تر توجہ علمی اور ادبی کاموں کی طرف مبذول کر دی۔ اس سے پہلے بھی وہ علم رہے تھے اخبار نویسی کے دوران انہوں نے غالب پر اپنی مشہور کتاب لکھی تھی۔ امام ابن تیمیہ کی ایک کتاب کا مقدمہ تحریر کیا تھا۔ لیکن اُن کے اصل علمی اور ادبی کارنامے اخبار نویسی کو ترک کر دینے کے بعد ہی ظہو ۱۹۵۰ء سے آج تک انہوں نے جو کچھ لکھا وہ تقریباً پندرہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے اس ذخیرہ میں مستقل کتابیں بھی ہیں اور تراجم بھی۔ اور اُن کے موضوعات اتنے متنوع ہیں کہ مولانا کی صلاحیتوں پر حیرت ادب سے لیکر تاریخ تک وہ یکساں اپنی خداداد صلاحیت اور ذہانت کا مظاہرہ کرتے نظر آتے ہیں۔ اُن کی یہ ایسی دیدہ دلیری اور محنت کا نتیجہ ہیں جو فردِ واحد کے بس سے باہر تھیں اور ایک ادارہ اور جماعت کی مشترکہ تھیں۔ مگر مولانا نے یہ کام تنِ تنہا انجام دیا۔ اس سے زیادہ اُن کی صلاحیتوں اور خدمات کا ثبوت اور کیا ہو اُن کی اہم تصانیف اور تراجم میں یہ کتابیں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ غالب۔ سید احمد شہید۔ سیرت اما ۱۸۵۷ء۔ جماعت مجاہدین۔ سرگزشت مجاہدین۔ ۱۸۵۷ء کے مجاہد۔ نقشِ آزاد۔ تبرکات آزاد۔ انسائیکلو عالم۔ تاریخ سندھ۔ جوہر یقین۔ سرودِ رفتہ۔ مطالب بانگ درا۔ مطالب بالِ جبریل۔ مطالب ضر اسرار خودی۔ تاریخ شام۔ تاریخ لبنان۔ قسطنطنیہ۔ سکندر یونانی۔ تمدن عرب۔ اسلام اور فانو

.اہلِ عرب ۔اسلام صراطِ مستقیم۔ کتابیں جنہوں نے دنیا بدل ڈالی ۔ننو تاریخی واقعات ۔ خلامیں سفر۔ لیا روں اب میرے اندر کیا ہے۔ جزیہ اور اسلام ۔ ترکی ۔ جاپان ۔ بلجیم اور اٹلی ۔ تصانیف اور تراجم کی اس فہرست ہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا مہر نے علمی اور ادبی ذخیرہ میں کس قدر گراں بہا اضافے کئے ہیں ۔

ن کتابوں کے علاوہ انہوں نے وہ مضامین اور کالم جو اخبار نویسی کے دوران لکھے وہ الگ ہیں ۔جن میں سالہا ، اُن کا قلم قومی اور ملکی مسائل کا تجزیہ کرتا رہا ۔ مولانا کی ساری زندگی ایک محب قوم صاحب عمل مفکر اور ایک لمی اور ادبی شخصیت کی صورت میں گزری ہے ۔ جس کا ذریعہ اظہار وہ زبان تھی جو برصغیر پاک و ہند کی سب سے لاحیت ، وسعت پذیر اور لچکدار زبان ہے ۔ اُن کی نوجوانی کی صحافتی اور بڑھاپے کی علمی اور ادبی زندگی اردو ور اس کے لئے جہاد میں گزری ہے ۔ اصل معنوں میں مولانا اردو کے وہ سپاہی ہیں جنہوں نے انگریزوں کی ملازمت نہ کرنے کی قسم کھائی تھی مگر اردو کی ملازمت انہوں نے ساری عمر بغیر کسی معاوضے کے کی ۔

نیا ادبی انعام

ترقی اردو بورڈ کراچی ادارۂ مصنفین پاکستان (پاکستان رائٹرز گلڈ) کے اشتراک اور مالی تعاون سے بچوں کے لئے دلچسپ اور مفید کتابوں کا ایک انعامی مقابلہ منعقد کر رہا ہے اس سلسلے میں حسب ذیل موضوعات پر لکھی جانے والی بہترین کتابوں پر نقد انعامات کا اعلان کیا جاتا ہے :۔

انعامات

عنوانات

۱۔ کہانیوں کا مجموعہ (کل تقریباً ۵ ہزار الفاظ)

۲۔ ڈرامہ (۴۵ منٹ کھیل)

۳۔ طویل کہانی (کل تقریباً ۵ ہزار الفاظ)

۴۔ سیر پاکستان (جغرافیہ پاکستان کے دلچسپ تاریخی اور جغرافیائی مقامات کا بیان مع تصاویر)

۵۔ سائنس کے کرشمے یا دلچسپ تجربے۔ ہر عنوان پر مبلغ ۵۰۰ روپے کا ایک انعام پیش کیا جائیگا۔ کتاب صاحب کتاب کی ملکیت رہے گی

شرائط مقابلہ حسب ذیل ہیں

(۱) مسودات غیر مطبوعہ ہوں اور مقابلے میں شریک ہونے والے مصنف کی تحریر اور ملکیت ہوں۔ (۲) مسودات مکمل اور قابل اشاعت ہوں۔ (۳) زبان سادہ اور پیرایۂ بیان دلچسپ ہو (۴) انعام پانے والی کتاب مصنف کی ملکیت رہے گی لیکن اس کی پہلی اشاعت کا حق ادارے کو حاصل ہوگا۔ اگر ادارے نے اس کی اشاعت منظور کی اس کی مناسب شرائط مصنف کے ساتھ علیحدہ طے کی جائیں گی۔ (۵) انعامات اور ان سے متعلق جملہ امور کی بابت ترقی اردو بورڈ کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا (۶) کلاسیکی یا دوسری کتابوں کے خلاصے قبول نہیں کئے جائیں گے (۷) مسودات ۳۰ جون تک حسب ذیل پتے پر پہنچ جانے چاہئیں، اس کے بعد وصول ہونے والے مسودات مقابلے میں شریک نہ ہوں گے۔

سکریٹری
ترقی اردو بورڈ

۶۷۲ - اردو منزل جمشید روڈ۔ کراچی نمبر ۵

قومی زبانیں اور سائنس

قومی زبانوں اور سائینس کے موضوع پر پچھلے دنوں لاہور میں ایک سہ روزہ کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ جس میں پاکستان کے
ائنسدانوں نے شرکت کی۔
اس کانفرنس کی اہمیت کے پیش نظر اس بار ہم دو تقریریں شائع کر رہے ہیں۔ جو ایک ڈاکٹر مطہر حسین ڈین فیکلٹی آف
ں ڈھاکہ یونیورسٹی کی افتتاحی تقریر ہے اور دوسری ڈاکٹر انوار حسین چیرمین اٹامک انرجی کمیشن لاہور کا خطبہ استقبالیہ ہے
ہمارے ملک کے ان قابل فخر سائینسدانوں اور ماہرین تعلیم نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، انہی پر ہمارے ملک کی آئندہ
ا انحصار ہے۔

(- ادارہ -)

طہر حسین

ر میرے لئے بڑی مسرت کا باعث ہے کہ سائینس اور قومی زبان کے اہم موضوع پر (جو ہمارے نظام تعلیم کو درست، بنیادوں
نے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے) سائینس کانفرنس میں شریک ہونے کا اعزاز مجھے آج حاصل ہوا ہے۔ یہ ایک طے شدہ حقیقت
ور بنگلہ ہمارے وطن کی قومی زبانیں ہیں۔ جو مستقبل قریب میں انگریزی کی جگہ کو سنبھالیں گی۔ یہ دونوں زبانیں اتنی ترقی یافتہ
ہے اعلیٰ درجے مثلاً ایم۔ ایس سی تک انہیں ذریعہ تعلیم بنانے میں ہرگز کوئی دشواری حائل نہیں ہے۔ جس کا ایک ثبوت یہ
ات خود ڈھاکہ یونیورسٹی کے طلبا کو ایم۔ ایس۔ سی کی جماعتوں میں طبیعیات، ریاضی اور شماریات کی تعلیم بنگلہ زبان میں
ا اور مجھے یقین ہے کہ مغربی پاکستان کے اساتذہ بھی ان جماعتوں کو اردو میں سائینس کی تعلیم دینے پر پوری طرح قادر ہیں
ہی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ کہ اردو اور بنگلہ میں سائینس پڑھانے سے ہمیں بین الاقوامی اصطلاحوں اور علامتوں کو ترک کرنا
ہ کے باعث ہم باقی دنیا سے کٹ جائیں گے۔ کیونکہ دنیا کی تمام زندہ زبانیں دوسری زبانوں سے الفاظ اور علامتیں مستعار

لیتی ہیں اور انھیں اسی زبان کا جز بنا تی رہتی ہیں۔ خود انگریزی زبان کی سائنس کی کتابوں میں لاطینی کی اصطلاحیں اور یونا
کی علامتیں بکثرت استعمال ہوتی ہیں۔ ہم بھی اپنی ضروریات کے مطابق ایسے ہی طریقے اختیار کر سکتے ہیں۔ آخر جب انگریزی کے گوا
جی۔ او کیفے کی بجائے اے۔ یو کہا جاتا ہے۔ انگریزی کے سلو کو ایس۔ آئی کی بجائے اے۔ جی لکھا جاتا ہے۔ انگریزی کے لیڈ کو ا
کی بجائے پی بی بولا جاتا ہے۔ تو پھر ہمارے سونے کو اے۔ یو چاندی کو اے۔ جی اور سیسے کو پی۔ ایل کہنے میں کیا مضائقہ ہو سکتا
زبان میں سائنس کی تدریس کے خلاف سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے۔ کہ ہماری ان دونوں زبانوں میں اعلیٰ درجوں کے
کتابیں نہیں ہیں۔ لیکن ہم اپنے طلبا کو اس وقت ملکی زبان کے ساتھ ساتھ غیر ملکی زبان میں جو تعلیم دے رہے ہیں اس کا مقصد
ہے کہ قومی زبان میں درسی کتابیں تیار کرنے کی اہلیت ہم میں پیدا ہو۔ یعنی ہمارے طلبا انگریزی کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور ا
جو علم وہ حاصل کریں۔ امتحان میں اس کے اظہار کے لئے قومی زبان کو ذریعہ بنائیں۔ جہاں تک عام سائنسی اصطلاحات کا
ہے۔ اردو اور بنگلہ میں سائنس کی اصطلاحات کا ذخیرہ الگ الگ فرہنگوں کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ جس سے طا
اساتذہ اپنے نوٹ لیتے وقت مستفید ہو سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے راستے کی واحد رکاوٹ جس کے باعث ہم قومی زبان میں سائنس کی تدریس کے منصوبے
تک پورے طور پر عمل جامہ نہیں پہنا سکے ہیں۔ وہ رجعت پسندانہ اور غلامانہ ذہنیت ہے۔ جو ہمارے دماغوں پر مسلط
لئے ہمیں ضرورت اس ذہنیت کو بدلنے کی ہے۔ کیونکہ اس کو بدلے بغیر نہ ہماری قومیت کی صحیح معنی میں تعمیر ہو سکتی ہے۔ اور ا
کی ترقی یافتہ قوموں کی صف میں اپنا صحیح مقام پیدا کر سکتے ہیں۔ آپ یہ حقیقت بخوبی جانتے اور سمجھتے ہیں۔ اس لئے میں مزید
ہی کہوں گا۔ کہ قومی زبان کا ذریعہ تعلیم ہونا ہماری تہذیب اور ہمارے تمدن کی بقا و نشو نما کے لئے ضروری ہے۔ ان بہت
کا اس کے سوا کوئی علاج نہیں جو اس وقت ہمارے معاشرہ میں راہ پا چکی ہیں۔

ڈاکٹر انور حسین

سائنس اور قومی زبان کانفرنس کے اراکین نے مجھے اس کانفرنس کی صدارت کا جو اعزاز بخشا ہے اس کے لئے میں ا
سے ممنون ہوں۔ قومی زبان میں سائنس کی تدریس کے بارے میں ان کے پیش نظر جو مقاصد ہیں ان کی میں پورے طور پر تا
اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے جو خدمت مجھ سے بن پڑے گی اسے میں ایک قومی فرض جان کر بجا
تعلیمی کمیشن کی رپورٹ میں جو ہمارے زمانے کی ایک اہم دستاویز ہے۔ واضح طور پر یہ صراحت کر دی گئی تھی کہ قو
ہر درجہ کے لئے ذریعہ تعلیم بنانا ہمارا نصب العین ہے جس کی طرف ہمیں بتدریج قدم بڑھانا چاہیئے۔ ہمارے لئے یہ صورت
اطمینان بخش ہے کہ ہمارے ثانوی بورڈ اور یونیورسٹیوں نے اس نصب العین کے حصول کے لئے عملی اقدامات شروع کر
اس ضمن میں پاکستان کے تمام ثانوی بورڈوں نے انٹرمیڈیٹ کے درجے تک قومی زبان کو ذریعہ تدریس بنانے کی اجا

ہم قومی فرض ادا کیا ہے جس کے لئے میں انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ تمام نوجوان اساتذہ جن کے ہاتھ میں
ے کے درجوں میں سائنس کی تعلیم کی باگ ڈور ہے۔ اس اجازت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ اور قومی زبان میں سائنس کی
ہ طلبار کے لئے عام کر دیں گے۔ کیونکہ اپنی زبان میں تعلیم حاصل کرنے کی جن سہولتوں سے دنیا بھر کے دیگر طلبار بہرہ یاب ہو رہے
ی طریقہ سے پاکستانی طلبار کو حاصل ہو سکتی ہیں۔

اپنے تجربہ کار اور کہن سال اساتذہ سائنس سے جو تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔ میں یہ
وں گا کہ اب جب کہ کالج کی جماعتوں کے لئے قومی زبان میں سائنس کی کتابوں کی مانگ پیدا ہو گئی ہے۔ وہ اپنی تصنیفی قوتوں کو بروئے
ار کے لئے اردو اور بنگلہ میں طبیعیات، کیمیا، نباتات اور حیوانیات کی بہترین کتب تصنیف کریں۔ چونکہ ہماری دونوں قومی زبانوں
میں عربی، فارسی، پراکرت اور سنسکرت جیسی عظیم و قدیم السنہ شامل ہیں۔ اس لئے وسعتِ الفاظ اور قوت بیان کے اعتبار سے
ی زبانیں دنیا کی بہترین زبانوں میں شمار کی جا سکتی ہیں۔ اسی وجہ سے ان زبانوں میں ہمارے مصنفوں کے لئے سائنس کی کتابیں تصنیف
ہمارے اساتذہ کے لئے طلبا کو تعلیم دینے میں ہرگز کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ دشواری تو ایک طرف وہ انگریزی کے مقابلہ میں
ہت بڑی آسانی محسوس کریں گے۔

جہاں تک ڈگری کی جماعتوں کا تعلق ہے پاکستان کی دو بڑی یونیورسٹیوں یعنی کراچی یونیورسٹی اور ڈھاکہ یونیورسٹی نے ان جماعتوں
ں کی تدریس کے قومی زبان کے استعمال کی اجازت دے دی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ پاکستان کی باقی یونیورسٹیاں بھی بہت
ے نقشِ قدم پر چلیں گی۔ لیکن صرف ڈگری کی جماعتوں میں یہ اجازت دینا کافی نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے بعد ہمیں اپنے زراعتی کالجوں
کالجوں اور انجینئرنگ کالجوں میں بھی اس سلسلہ کو بتدریج بڑھانا ہوگا۔ آج سند یافتہ ڈاکٹروں، انجینئروں اور دیگر فنی ماہروں کی جو
ہے۔ اس کی بڑی وجہ ہمارے ان کالجوں میں ایک اجنبی زبان کا ذریعہ تعلیم ہونا ہے۔ مغربی ملکوں میں تو یہ حال ہے کہ وہاں کے مستری جب
میں وسیع عملی تجربہ حاصل کر لیتے ہیں تو وہ اپنی قومی زبان میں اس فن کا کوئی امتحان پاس کر کے ماہرین یعنی EXPERT کے زمرے میں
تے ہیں اور بعض ان میں سے ہمارے مشرقی ممالک میں گرانقدر مشاہروں پر فنی مشیر یعنی CONSULTANTS بن کر آتے ہیں۔ مگر چونکہ ہمارے
ے کے ہر درجے میں ذریعہ تعلیم انگریزی ہے۔ اس لئے ہمارے قابل سے قابل مستری بھی اپنے پیشے میں اعلیٰ دست گاہ اور وسیع تجربہ
جود محض انگریزی نہ جاننے کے باعث کوئی ڈپلوما یا سرٹیفکٹ حاصل نہیں کر سکتے اور وہ عمر بھر مستری کے مستری ہی رہتے ہیں۔

بعض حلقوں کی طرف سے یہ اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ ہمارے تعلیمی نظام کے اعلیٰ درجوں میں جن میں ڈاکٹری اور انجینئرنگ بھی شامل
ں کی معیاری تصانیف موجود نہیں ہیں۔ اس لئے جب تک یہ ساری تصانیف اردو اور بنگلہ میں منتقل نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک
و انگریزی سے قومی زبان میں نہیں بدل سکتے۔ لیکن ذریعہ تعلیم کی لازمی تبدیلی سے کم تر ایک اور منصوبہ بھی ہے۔ جسے فوراً عمل جامہ
ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے طلبار اور اساتذہ جو انگریزی زبان سے بخوبی واقف ہیں مطالعہ تو انگریزی زبان کا کریں، لیکن اساتذہ
میں اور طلبار کو اپنے نوٹ تیار کرنے اور ان نوٹوں کی مدد سے امتحان دینے میں انگریزی یا قومی زبان میں سے کسی ایک کو استعمال

کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ چونکہ یہ محض ایک اختیار ہوگا جس پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ اس لئے میں پاکستانی یونیورسٹیوں کے ارباب حل و عقد سے التماس کروں گا کہ یہ اختیار نہ صرف ڈگری کے امتحانات میں بلکہ پیشہ ورانہ تعلیم یعنی ڈاکٹری اور انجینئرنگ وغیرہ کے امتحانات میں بھی بلا تاخیر دے دیا جائے۔

آخر میں موجودہ کانفرنس کے اراکین کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے ہماری دونوں قومی زبانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لاکر ایک مستحسن روایت قائم کی ہے جو مستقبل میں اس قسم کی مجلسوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے سکتی ہے۔ سائنس دان نئی نئی ایجادیں اور اختراعیں میں مشہور ہوتے ہیں۔ اور یہ کانفرنس بھی ان کی ایک قابلِ قدر اختراع ہے جس میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے سائنس دانوں نے عملی پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ ایک مشترکہ تعلیمی نصب العین پر اظہار خیال کرتے وقت وہ انگریزی زبان کے سہارے سے بے نیاز ہوسکتے ہیں۔ میری تجویز کہ سائنس اور قومی زبان کانفرنس کو ایک مستقل صورت دی جائے۔ جس کے اجلاس وقتاً فوقتاً ملک کے دونوں صوبوں میں منعقد کئے جائیں جب تک قومی زبان میں سائنس کی تدریس کا منصوبہ بہ تمام و کمال پورا نہ ہو جائے۔ اس سلسلہ کو جاری رکھا جائے۔

تحسین سروری

علامہ اقبال کی ایک تحریر

مولوی محمد الدین فوق کثیر التصانیف شخص تھے۔ لاہور سے "کشمیری" کے نام سے ان کی ادارت میں ایک اخبار بھی نکلتا [...]ہوں نے "سوانح حیات عمر" کے نام سے اپنی تالیفات کا جو سلسلہ شروع کیا تھا، اس میں گیارہویں نمبر پر علامہ عبد الحکیم [...] کی سوانح عمری ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی۔ اس کے سرورق پر یہ عبارت ہے۔

ظفر برادرس تاجران کتب، ظفر منزل لاہور

سلسلہ ۱۱

سوانحات عمر

ملک العلماء علامہ عبد الحکیم سیالکوٹیؒ

۱۳۴۲ھ ۱۹۲۴ء

از قلم

محمد الدین فوق، ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور

کارخانہ پیسہ اخبار کے خادم التعلیم برقی پریس میں چھپا

[...]یہ (۱۲۶) صفحات کی ایک مختصر سی کتاب ہے، جس میں سیالکوٹ کے مشہور بزرگ علامہ عبد الحکیمؒ کے حالات اور اُن کے [...]تہدانہ معرکوں کا بہ تفصیل جائزہ لیا گیا ہے۔ ساتھ ہی قابل مولف نے سیالکوٹ کی تاریخ، وہاں کے نامی علماء اور اکابرین [...] بھی درج کئے ہیں۔

[...] سوانح عمری کے شروع میں ایک صفحہ کی ایک عبارت دیباچے یا ابتدائیہ کے طور پر شامل ہے، جسے علامہ اقبال نے

تحریر کیا تھا۔ میں علامہ مرحوم کی اس تحریر کو یہاں نقل کر دیتا ہوں، یقین ہے کہ "اقبالیات" سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ تحریر کار آمد ثابت ہوگی۔

"مولٰنا عبدالحکیم"

از ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب ایم، اے (سیالکوٹی)

پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیرسٹر ایٹ لا۔ لاہور

مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمۃ سیالکوٹ کی سرزمین میں پیدا ہوئے جو شاہان مغلیہ کے زمانہ میں اسلامی علوم کی ایک مشہور درسگاہ تھی۔ ان کی عالمگیر شہرت آخر شاہجہان تک پہنچی، جس نے ان کی قدر افزائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ دربار دہلی میں بادشاہ کے اشارہ سے بڑے بڑے معرکۃ الآرا مذہبی و فلسفیانہ مباحث ہوا کرتے تھے جن میں سیالکوٹی فلسفی کی نکتہ آفرینیاں اور موشگافیاں وسط ایشیا اور ایران کے حکماء کو محو حیرت کیا کرتی تھیں۔

ان کی فلسفیانہ تصانیف میں "سیالکوتی علی التصورات" ایک مشہور رسالہ ہے جو کچھ مدت ہوئی مصر میں شائع ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ان کی اور بھی کتابیں ہیں جو اسلامی ممالک میں بہت مقبول اور ہر دل عزیز ہیں۔ توحید باری تعالیٰ پر بھی ان کا ایک خاص رسالہ جو شاہجہان کی فرمائش سے لکھا گیا تھا میری نظر سے گزرا ہے۔ مگر غالباً آج تک شائع نہیں ہوا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان کے خیالات کا بیشتر حصہ اب تقویم پارینہ ہے، لیکن اسلامی فلسفہ کا مورخ اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

سیالکوٹ میں ان کی مسجد اور تالاب اب تک ان کی یادگار ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان کا مزار جو تالاب کے قریب ہی واقع ہے نہایت کس مپرسی کی حالت میں اہل سیالکوٹ کی بے حسی اور مردہ دلی کا گلہ گزار ہے۔

منشی محمد الدین فوق نے جن کی تاریخی کرید مشہور ہے مولانا مرحوم کے حالات زندگی لکھ کر ملک اور قوم پر بڑا احسان کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان کی یہ تصنیف نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھی جائیگی۔

اس رسالہ میں ضمناً سیالکوٹ شہر کے حالات بھی ہیں جو نہایت تجسس اور تلاش سے فراہم کئے گئے ہیں۔ اہل سیالکوٹ کو ان حالات سے بالخصوص دلچسپی ہوگی۔

۳ دسمبر ۱۹۲۲ء

محمد اقبال

فیضان دانش

غالب کا ایک غیر مطبوعہ قطعۂ تاریخ

گزشتہ سال مجھے اپنے والد احسان دانش صاحب کے ایک دوست میاں محمود الحسن صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ یہ صاحب کمالیہ پور میں مقیم ہیں۔ ان کے جدِ امجد حضرت نذر محمد صاحب نور المشائخ دہلی سے سرہند میں منصبِ قضا پر آئے تھے، اور اسی سلسلے میں انہیں اگیر بھی ملی تھی۔ نور المشائخ ہی نے سرہند میں مدرسہ ناصریہ کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ دار العلوم عرصہ دراز تک چلتا رہا اور لوگ دینی علوم بیاب ہوتے رہے۔

انہیں حضرت کی کاوش اور تبلیغ کے اثر سے ہزاروں کھتریوں، ہندو جاٹوں اور راجپوتوں نے قبول اسلام کیا۔ جن کے سلسلے آج ود ہیں۔ نور المشائخ کا خاندان کچھ غدر سے پہلے اور کچھ غدر کے بعد سرہند میں آگیا تھا۔ موصوف کی آل میں ان کے دو پوتوں کے نام آتے یک حضرت صفدر حسن مودودی، دوسرے سید حمید حسن آثم۔

سید صفدر حسن مودودی صاحب کے ایک برادر نسبتی نواب سید ناصر الدین بھی تھے جن کی شادی بہادر شاہ ظفر کی ہمشیرہ سے ہوئی س نسبت سے یہ خاندان شاہی خاندان کا ایک جزو بن گیا تھا۔ آپ کے بہت ہی قریبی عزیزوں میں حکیم سید احمد حسن صاحب مودودی ں پیش ہے۔ یہ صاحب غالب کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ اور مرزا صاحب کے متعدد خطوط سید احمد حسن مودودی صاحب ہ ہیں۔

سید حمید حسن آثم مرزا اسد اللہ خاں غالب کے ہمعصر تھے اور مرزا صاحب آثم کے برادر بزرگ کی حیثیت سے نہیں اور نہ ہی مد حسن مودودی کے عزیز ہونے کی حیثیت سے بلکہ صفدر صاحب کو ان کی علمی استعداد اور دینی معلومات کے باعث بڑی تعظیم کی نظر سے دیکھتے تھے۔

سید صفدر حسن مودودی صاحب کو اپنی علمی استعداد کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کے معانی اور بیان پر بدرجۂ اتم عبور حاصل سید صاحب اپنے وقت کے علمائے دین میں ایک ثقہ اور جید عالم کا مقام رکھتے تھے۔ افسوس سید صاحب کی تفسیر اور ترجمہ چھپ نہ وگ جان لیتے کہ ترجمہ و تفسیرِ قرآن کا حق کیسے ادا کیا جاتا ہے۔

صفدر صاحب نے تفسیر کرتے ہوئے بالخصوص شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمے سے مدد لی ہے۔ علاوہ ازیں مفسرین کی ایک طویل جس سے اس تفسیر میں صحتِ بیان و معانی کو تقویت خاص پہنچی ہے۔ صفدر صاحب کی یہی وہ علمی کاوش ہے جس کے اختتام پر مرزا غالب سہندی کے طور پر ایک قطعۂ تاریخ لکھا تھا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

میر جناب محمود الحسن صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ تفسیر دکھا کر غالب کا ایک ایسا قطعہ تاریخ عطا فرمایا جو غالب کی مطبوعہ تصانیف میں باوجود عمیق مطالعے کے اب تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ میں اسے ایک علمی خدمت سمجھ کر یہاں نقل کرتا ہوں۔

قطعۂ تاریخ ترجمہ و تفسیر قرآن مجید از سید صفدر حسن مودودیؒ نسخہ قلمی نتیجۂ فکر مرزا اسد اللہ خاں

چشم و چراغ دودۂ مودود آں کہ ہست
صفدر حسن بہ تسمیہ معروف در انام
نازم نژادِ وے کہ ز مودود میرسد
تا حضرت علی نقی آں دہم امام
آراست مصحفے و نوشت اندراں نورد
فہرستے از علوم بصد گونہ اہتمام
رسم الخط و قرأت و تجوید و ترجمہ
شانِ نزول و ناسخ و منسوخ در کلام
علم حدیث و فقہ و سلوک و شمار حرف
ہر یک بشیوۂ کہ پسندند خاص و عام
شرحِ فوائد و قصص و نکتہ ہائے راز
ہر گونہ داشتے کہ مرآں را نہند نام
علمِ خداشناسی و اسرارِ معنوی
تفسیر و ہر چہ ہر کہ پژوہد بہر مقام
حُسن نگارشے کہ چو بینی گماں بری
پروین فشاندہ کلکِ گراں مایہ در خرام
یا خود ز خط و نقطہ پۓ طائرِ نگاہ
افگندہ اند دانہ گسترده اند دام
از نقطہ خالِ عارضِ خوباں شود خجل
وز خط بنفشہ زار تُبرد تازگی بہ وام
نظارۂ دوائرِ الفاظ گر کنی
بینی پر از زلالِ خضر صد ہزار جام
جائے کہ گشتہ ترجمۂ وَاقْتُلُوْا رقم
گردیدہ نوکِ خامہ بہ تیزیٔ دم حسام
وآنجا کہ رفتہ معنیٔ لاتقنطوا بکار
پیچیدہ بوئے سنبل فردوس در مشام
گفتم ستایم ایں رقم دل فروز را
تا گشت ہمتِ من مقضی المرام
در راہِ وصف پویہ روا داشتے خرد
بودی کمیتِ خامہ اگر گوہریں ستام
بالجملہ مصحفے کہ بود جاۓ ایں چنیں
نبود بزیر ایں فلک آبگینہ فام
چوں سید بزرگ، چنیں مصحف مجید
ناگاہ پیش غالبِ مسکین مستہام
آورد و گفت کایں گہر آگیں صحیفہ را
ختم الصحائف آمده تاریخ اختتام
۱۲۶۰
زاں رو کہ در ضوابطِ فنِ سخنوری
ایں قطعہ را اساس نہادیم والسلام

ہمارے معاصرین

ہم اس شمارے سے ایک نیا سلسلہ شروع کر رہے ہیں ——— جس میں اہم مسائل پر لکھے ہوئے مضامین کا انتخاب پیش کیا جا سکے۔ اس بار معاصر "نوائے وقت" لاہور کی یکم اپریل ۶۳ء کی اشاعت سے یہ اداریہ پیش کیا جاتا ہے۔

خلفشار کی تائید

انسانی زندگی میں دو وفاداریاں ایسی ہیں۔ جن کے سامنے ہر دوسرا تعلق اور بندھن خواہ اس سے کتنی ہی جذباتی وابستگی کیوں نہ ہو۔ ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ دو وفاداریاں مذہبی عقیدہ اور ملک و قوم سے ہیں۔ اگر ان وفاداریوں پر کسی دوسرے تعلق اور بندھن سے حرف نہ آئے تو اجتماعی زندگی میں کمزوری پیدا ہوتی ہے اور نہ کجروی کو کھل کھیلنے کا موقع ملتا ہے۔ ان دو وفاداریوں کو مقدم رکھنے اور سمجھنے کی (عصر حاضر میں) سب سے درخشاں اور خیر العقول مثال تحریک پاکستان نے پیش کی۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ انگریزوں کی ساری عیاری اور اکثریتی فرقہ (ہندو) کی بے پناہ مخالفت کے باوجود برصغیر کی ملت اسلامیہ مشکلات اور رکاوٹوں کے دو طرفہ نرغے سے سرخرو نکلی۔ اگر ان دو وفاداریوں کا علم بدستور سربلند رہتا اور دوسرے ثانوی تعلقات اور بندھن زنجیر پا نہ بنتے تو آج وطن عزیز پاکستان کا ظاہری نقشہ بہت مختلف اور بدرجہا درخشاں ہوتا۔ آج بھی زندگی میں جو مختلف النوع سوالات روح پہلو کارفرما دیکھ کر آزردہ اور کبیدہ خاطر ہوتے ہیں وہ صرف اسی طرح دور ہو سکتے ہیں کہ جن لوگوں کو اللہ نے دردمندی اور روشن ضمیری سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ وہ ہر حالت میں ہر موقع پر ان دو ——— مذہبی عقیدہ اور ملک و قوم سے ——— وفاداری مضبوطی سے تھامیں۔ اور جب اور جہاں بھی ان دو وفاداریوں کے خلاف دوسرے ثانوی تعلقات اور بندھنوں کی یورش دیکھیں۔ تو حوصلہ ہارنے کی بجائے اس یورش کو اپنے صدق و اخلاص کے لئے آزمائش سمجھیں۔ اور اس معاملہ میں حکیم الامتؒ کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھیں۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب ـــــ یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

یہ اصولی گزارشات مغربی پاکستان کے سادہ لوح وزیر خزانہ شیخ مسعود صادق کے (اخبارات میں) بعض ارشادات اور وعدوں کا
کے بعد پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ جو انہوں نے سابق پنجاب کے مشہور صوفی شاعر شاہ حسین کی یاد میں منعقد ہونے والی ایک تقریب میں
موصوف نے اردو کو قومی زبان قرار دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم اسے (اردو کو) نہیں چھوڑ سکتے۔ لیکن ساتھ ہی مرکز گریز عناصر کی اس تجویز کی نہ صرف
کی کہ پنجابی کو سابق پنجاب میں ذریعہ تعلیم بنا دیا جائے۔ بلکہ یہ وعدہ بھی کیا کہ "میں یہ مسئلہ صوبائی کابینہ کے اجلاس میں پیش کروں گا"

ان عناصر نے تعلیم میں خلفشار کی اس تحریک کا آغاز لاہور کارپوریشن سے کیا تھا۔ لیکن لاہور کے آبائے شہر نے اس دام ہمرنگِ زمیں
ہونے سے انکار کر دیا۔ اب ان عناصر نے یہ دام صوبائی وزیر خزانہ کے لئے بچھایا۔ اور وہ اپنی روائتی سادہ لوحی کے باعث بے تامل اس میں پھنس
ہو گئے۔ بہرحال ہمیں اس بات کی پوری اُمید ہے کہ جس معاملہ میں لاہور کارپوریشن کے ارکان نے دانش و تدبر کا ثبوت دیا مغربی پاکستان کی
کے ارکان اس میں وطن دشمن بے تدبیری اور ملت کش کوتاہ اندیشی سے کام نہیں لیں گے۔ اگرچہ ان کے سادہ لوح قائد ایوان نے مفاد پرست او
عناصر کی پیروکاری اختیار کر لی ہے۔ وہ اس "سعادت" کو ان کے لئے ہی مخصوص رہنے دیں گے۔ اور اپنے لئے علاقائی بندھن سے بالاتر ملک و قو
لوث اور صدق دلانہ وفاداری کو مقدم قرار دیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ صوبائی کابینہ کے ارکان اس بنیادی حقیقت کو بھی پیش نظر رکھیں گے کہ
شمولیت کی شرط ہی یہ تھی کہ وہ ایک یونٹ کے نظریہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ آخر اس ایمان کے کچھ تقاضے بھی ہیں۔ جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ ایک
قیام محدود علاقائی بندھنوں کو توڑنے کے لئے عمل میں آیا تھا۔ اگر کابینہ کے ارکان نے تعلیم جیسے اہم میدان میں اس ادعائے ایمان کا احترام
روگردانی حد درجہ ناقابل رشک ہو گی۔

ان گزارشات کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیں پنجابی زبان یا اہل پنجاب سے کوئی کد ہے بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے اور ہم اس کا اظہار ضرور
کہ زندہ دلان پنجاب نے قوم و ملک دوستی کی جو درخشاں روایات قائم کی ہیں ان کا پرچم کسی صورت سرنگوں نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ اہل پنجا
یونٹ کی حمایت اس لئے نہیں کی تھی کہ اس سے پانچ دریاؤں کی سرزمین کو کوئی سیاسی یا معاشی فائدہ پہنچتا تھا۔ بلکہ پنجاب نے تو اپنے
کم تناسب نمائندگی قبول کرنے کا قابلِ رشک ایثار کیا ہے۔ اس قربانی میں صرف یہ صحت مند جذبہ کارفرما تھا کہ ایک یونٹ سے ملک
قوم کی وحدت کو ٹھوس فائدہ پہنچیگا اور چھوٹے صوبوں میں جو محدود سے چند افراد اور خاندان سیاسی فوجدار بن گئے ہیں۔ ایک یونٹ کی
کے مفادات پر ضرب کاری لگے گی اور مختلف علاقوں کے مخلص، دردمند، روشن ضمیر اور عوام دوست لوگ مل کر سارے صوبے کے عام
و بہبود اور سیاسی و معاشی نجات کی انقلاب آفریں تحریک شروع کریں گے۔ سابق چھوٹے صوبوں میں جن مقامی سیاسی اجارہ داروں
کو نقصان پہنچا ہے۔ ان کی تلملاہٹ قابل فہم ہے اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک یونٹ کے خلاف جو تحریک شروع ہوتی ہے اور جو نعرہ
اس میں یہ سابق اجارہ دار پیش پیش ہوتے ہیں۔ اگر زندہ دلان پنجاب نے اپنے سادہ لوح وزیر خزانہ کی طرح اس فکر و نظر کو قبول کر لیا
اس علاقہ کے بدنام زمانہ سیاسی فوجداروں کے دوبارہ تسلط کی راہ کھول دیں گے۔ مغربی پاکستان میں سیاسی مسابقت کی جو صحت مند
ہونے کی امید ہے اسے بھی ختم کرنے کے مرتکب ٹھہریں گے۔ بانئ پاکستان نے ہمیشہ اور ہر مرحلہ پر زندہ دلان پنجاب کے قومی و ملی جذبہ

ہم اس تعریف کی سعادت کو لازوال اسی طرح بنا سکتے ہیں کہ نہ صرف مرکز گریز عناصر اور علاقائی تعصبات کے مختلف النوع نعروں سے آلودہ نہ ہونے دیں بلکہ تحریک پاکستان کے اصل مشن کو زندہ و تابندہ رکھیں اگر پنجاب نے بھی جی ایم سید، عبدالغفار خاں، عبدالصمد وغیرہ کے ہم مشربوں یا نو دریافت وابستگان کی پیروکاری اختیار کرلی۔ تو یہ کوئی خوبی کی بات نہیں ہوگی۔ بلندی پر پہنچ کر پستی کی طرف رسوا کن آغاز ہوگا۔ ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل سے پورا یقین ہے کہ ایک نہیں، سادہ لوح وزیر خزانہ شیخ مسعود صادق کی طرح دس اس پستی کو قبول کرنے کا مشورہ دیں گے۔ تو زندہ دلان پنجاب ان سب کو کسی تامل و اضطراب کے بغیر یہ منہ توڑ جواب دیں گے۔ ؎

بروایں دام بر مرغ دگر نہ — کہ عنقا را بلند است آشیانہ

گلڈ اشاعت گھر کی مطبوعات

چائے والا

(ناول) اے۔ حمید۔ قیمت ۴ روپے۔

اے حمید کی نثر میں پھولوں کی شگفتگی اور چاندنی راتوں کی ... ی ہے وہ زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات سے اپنے ناولوں ... تانا بانا بنتا ہے مصوروں کی طرح ان میں رنگ بھرتا اور سنگتراشوں ... طرح اپنے کرداروں کی نوک پلک کو درست کرتا ہے۔

... ئے والا" اس کی تازہ ترین تصنیف ہے۔ اردو کا ایک خوبصورت ناول ہے۔

تھکے ہارے

خدیجہ مستور۔ اردو افسانے کا کوئی تذکرہ خدیجہ مستور کے بغیر ... مل ہے وہ ان افسانہ نگاروں میں ہیں جنھوں نے اردو افسانے کو ... لے بڑھایا اور شہرتِ دوام بخشی "تھکے ہارے" ان کے نئے افسانوں کا مجموعہ ہے ... افسانوں میں روحِ عصر بھی ہے اور چابکدستی بھی۔ قیمت ۵ روپے ۵۰ پیسے

پاکستانی شاعری (انگریزی)

ترجمہ۔ جی الانا۔ پاکستانی شاعری کا ایک نمائندہ انتخاب ... س کو انگریزی زبان میں پہلی بار کتابی صورت میں پیش کیا گیا ہے ... مترجم الانا جو خود بھی انگریزی کے خوش گو شاعر ہیں انھوں نے اس ... تخاب کو مرتب کیا ہے۔ صفحات ۲۰۶۔ قیمت دس روپے

ہفت کشور

: سفرنامہ۔ صفحات ۲۳۵۔ قیمت ۷ روپے

[illegible]

جلتے جزیرے

احسن احمد اشک۔ قیمت ۲ روپے ۵۰ پیسے۔ اشک کی شاعری ... پاکستان کے اس خطے کی شاعری ہے جو گنگناتی ندیوں اور لہلہاتے کھیتوں ... سرزمین ہے، ان افسانوں کا نغمہ ہے جن کی زندگی میں دکھ بھی ہے اور سکھ بھی ... بنگلہ کیس کے اردو شاعر اشک کے پچیس سالہ مشقِ سخن کا حاصل ہے۔

پونر پری آکاس

شیخ ایاز سندھی کلام کا مجموعہ وادیٔ مہران کے خوش گو شاعر ... ایاز کا سندھی ادب میں ایک ممتاز درجہ ہے اور ان کا یہ مجموعہ سندھی ... شاعری میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ قیمت ۸ روپے ۲۵ پیسے

پنجابی لوک کہانیاں

مرتب ومترجم شفیع عقیل۔ شفیع عقیل۔ اردو کے ممتاز ادیب ... وصحافی ہیں انھوں نے پنجابی لوک کہانیوں کا یہ مجموعہ بڑی ... محنت وجد وجہد سے مرتب کیا ہے اور اردو ادب میں ان کی ... سے ایک نئے باب کا اضافہ ہوتا ہے یہ نیا باب اردو کے ... ذخیرے میں ایک بیش بہا اضافہ ہے۔ (زیرِ طبع)

باڑے

سائیں فیروز کے پنجابی کلام کا مجموعہ۔

سائیں فیروز پانچ دریاؤں کے دیس پنجاب کا شاعر ... ہے اس کی شاعری [illegible] کی محبت اور زندگی کی ... [illegible] ہے

قیمت ۳ روپے ۵۰

[illegible] اشاعت گھر [illegible] روڈ کراچی ۱۸

اِس انجمن گل میں

اردو کالج اور سرکاری امداد وزیر تعلیم کی وضاحت

جناب فضل القادر چودھری وزیر تعلیم حکومت پاکستان نے مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں فرمایا کہ ...ی طرف سے اردو کالج کراچی کو اب تک چودہ لاکھ چار ہزار سات سو اسی روپے کی مالی امداد مل چکی ہے۔

...انہوں نے فرمایا کہ ۱۹۶۱ء تک کراچی میں تعلیم کا انتظام مرکزی حکومت کے ذمہ تھا۔ اور کراچی کے جملہ منظور شدہ کالج بشمول اردو ...رڈ کے قواعد کے مطابق سالانہ امداد پاتے تھے۔ اب وہاں کے دوسرے کالجوں کی طرح اردو کالج کو بھی حکومت مغربی پاکستان ...تی ہے۔

کل پاکستان بابائے اردو مباحثہ

انجمن اتحاد طلبا کی جانب سے ۹ اپریل ۱۹۶۳ء کو کل پاکستان بابائے اردو مباحثہ منعقد کیا گیا۔ جس کا افتتاح جناب قیصر حسن مختیاری صدر بورڈ ...ری ایجوکیشن نے کیا۔ انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں اردو کالج کو ہر قسم کی مدد دینے کا وعدہ فرمایا۔ انجمن اتحاد طلبا متحدہ ...ا کتابچہ بھی شائع کیا ہے جس میں ان سارے بیانات کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ جو کراچی یونیورسٹی کے اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے ...ے متعلق اخبارات میں شائع ہوئے تھے۔

...نیورسٹی کے حکام سے اپیل

اسٹوڈنٹس یونین اردو کالج کے نائب صدر نے یونیورسٹی کے حکام سے پرزور اپیل کی ہے کہ اس سال بی۔ اے آنرز اور ایم۔ اے کے امتحانی پرچے اردو ...ائیں۔ انہوں نے کہا کیونکہ کراچی یونیورسٹی نے قومی زبان اردو کو ذریعہ تعلیم بنا دیا ہے۔ جس کے سبب طلبا کی اکثریت ...ے اردو میں امتحان دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔

...و کالج [illegible]

[illegible]

معین کیا۔ تیسرا انعام جامعہ کالج کے بدر منیر رضوی نے حاصل کیا۔
ٹرافی اردو کالج کو دی گئی۔ انعامات ملایا کے سفیر نے تقسیم کئے۔

مشاعرہ

اردو کالج کی طرف سے ایک شاندار مشاعرہ ۱۴ مارچ کو منعقد کیا گیا ۔۔۔۔ جس میں کراچی کے مـ
شعراء نے حصہ لیا۔

نادم سیتاپوری کی آمد

۱۴ مارچ ۱۹۷۳ء کو دفتر انجمن میں مشہور ہندوستانی ادیب جناب نادم سیـ
کے اعزاز میں ایک دعوت دی گئی۔ جس میں حضرت جوش ملیح آبادی، نیاز فتحپو
شوکت سبزواری، شان الحق حقی، ابن انشاء، سید الطاف علی بریلوی، ڈاکٹر معین الحق اور دیگر اہل علم نے شرکت کی۔

صدر انجمن کی حج بیت اللہ کے لئے روانگی

صدر انجمن جناب اختر حسین صاحب ۲۸ اپریل کو حج بیت اللہ
تشریف لے گئے۔ آپ کی واپسی ۱۷ مئی کو ہوگی۔ اس دوران
کی صدارت کے فرائض جناب ممتاز حسن صاحب مینجنگ ڈائریکٹر نیشنل بنک آف پاکستان انجام دے رہے ہیں۔

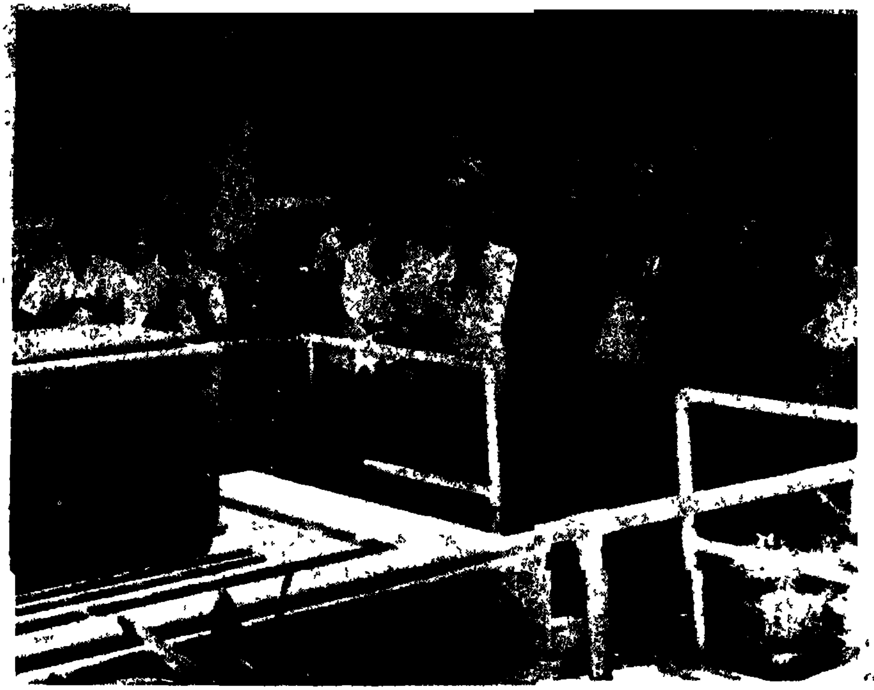
انجمن پریس کی نئی مشینوں کا افتتاح

۷ مئی کو انجمن پریس کی دو نئی مشینوں کا افتتاح انجمن کے قائم مقام صدر مـ
حسن صاحب نے فرمایا۔ یہ دو نئی مشینیں کی بو (آفسٹ) اور ہائیڈل بـ
انجمن پریس ۱۹۵۶ء میں بابائے اردو نے قائم کیا تھا۔ اب تک یہ پریس محدود پیمانے پر کام کرتا تھا۔ انجمن کے اشاعتی کاموں کی وسعت کے
محسوس کیا گیا کہ اس پریس کی از سر نو تنظیم کی جائے اور اسے جدید ترین مشینری سے آراستہ کیا جائے۔ مذکورہ بالا نئی مشینیں دنیا کی طباعت
ترین و کار مشینیں سمجھی جاتی ہیں۔ ان کی تنصیب کے بعد انجمن پریس نہ صرف انجمن کی تمام طباعتی ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے بلکہ اسے تجارتی
پر بھی چلایا جا سکتا ہے۔ انجمن نے یہ نئی مشینیں تقریباً دو لاکھ روپے صرف کر کے حاصل کی ہیں۔

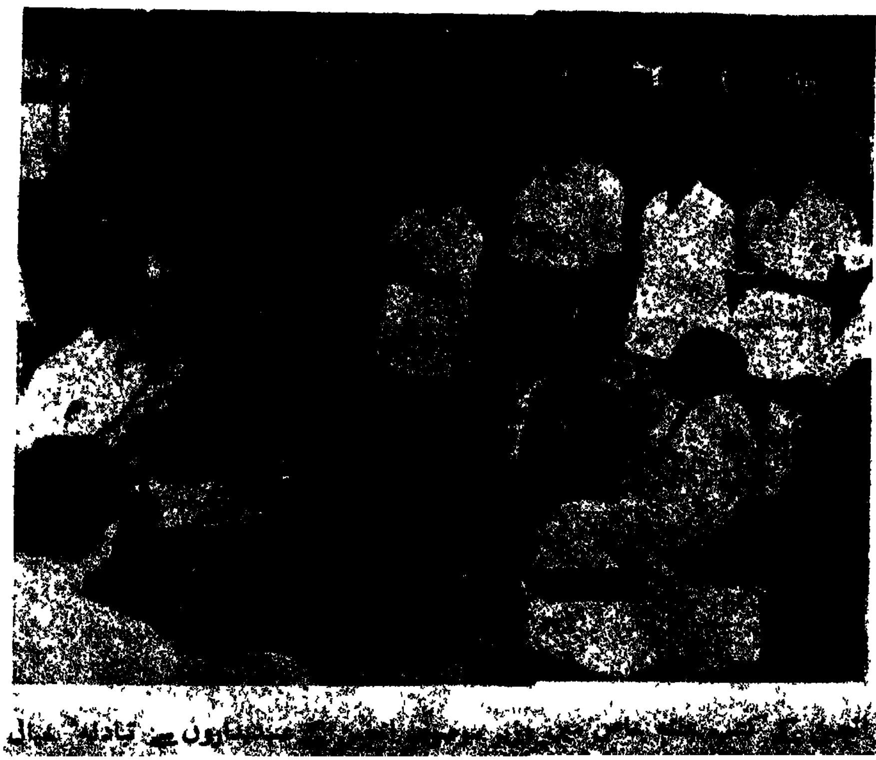
تقریب افتتاح کا آغاز پریس کے منیجر مصلح الدین صاحب سعدی نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ انجمن کے معتمد اعزازی نے اپنی تـ
انجمن پریس کے ماضی و حال پر روشنی ڈالی اور کہا۔ "اب انجمن کو اردو کی ترویج و اشاعت میں بڑی سہولت ہو جائے گی اور وہ دن بعید نہیں
انجمن ہمہ گیر تحریک کی صورت اختیار کرے گی۔" عالی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اگر بابائے اردو زندہ ہوتے تو آج انہیں سب سے زیادہ خوشی
ممتاز حسن نے اپنی افتتاحی تقریر میں اس امر پر مسرت کا اظہار کیا کہ انجمن پریس جدید ترین مشینوں سے آراستہ ہے اور اس سے انجمن کو ا
کی تکمیل میں بڑی مدد ملے گی۔

مرکزی وزیر تعلیم کی آمد

۷ مئی کو مرکزی وزیر تعلیم جناب فضل القادر چوہدری دفتر انجمن میں تشریف لائے اور ا
کتب خانوں کا معائنہ فرمایا۔ انجمن کی قلمی کتابوں اور دیگر نوادر کو دیکھ کر انہوں نے اظہار مـ
اور کہا "مجھے خوشی ہے کہ انجمن نے ہمارے ثقافتی و علمی سرمائے کو محفوظ کر لیا ہے۔ یہ کتابیں اور نوادر ہمارے ماضی کی یادگار ہیں
ماضی کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کیوں کہ جو قومیں ماضی سے قطع تعلق کر لیتی ہیں۔ ان کا مستقبل شاندار نہیں ہوتا۔" وزیر موصو



جناب فضل القادر بابائے اردو کے مزار پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں



[illegible] ستاروں سے تبادلۂ خیال



جناب فضل القادر چودھری کتب خانہ خاص کا معائنہ کر رہے ہیں ۔



[illegible] مطبوعات انجمن ملاحظہ فرما رہے ہیں ۔

انجمن پریس کی نئی مشینوں کا افتتاح



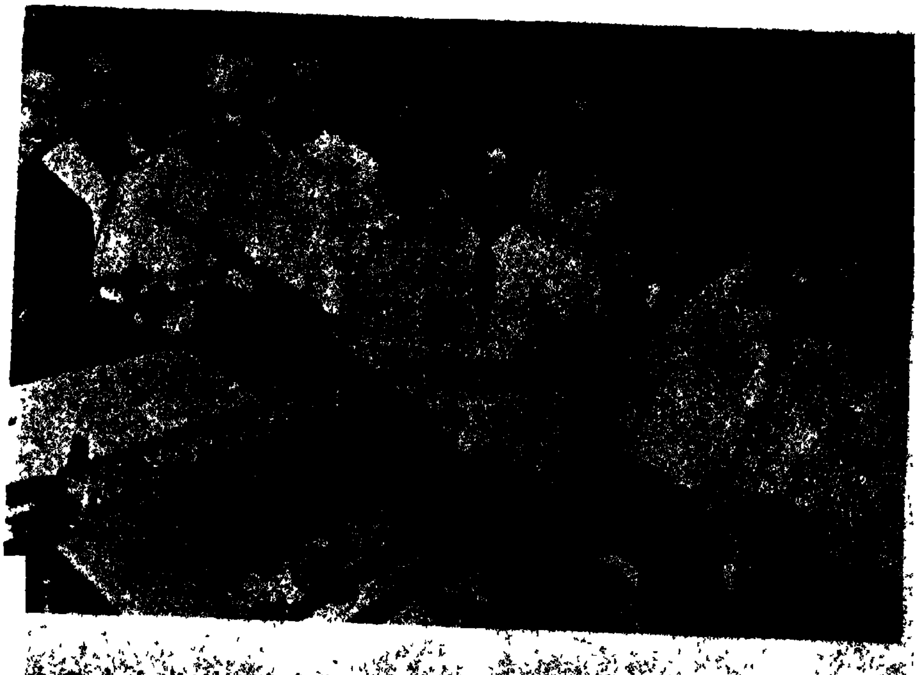
انجمن کے معتمد اعزازی جناب جمیل الدین عالی تقریر کررہے ہیں۔



جناب ممتاز حسن افتتاحی تقریر کر رہے ہیں بائیں سے دائیں (نشستہ)۔ جناب ابن انشاؔ (سیکریٹری نیشنل بک سینٹر) جناب مصلح الدین سعدی (منیجر انجمن پریس) جناب طفیل احمد جمالی (مدیر نمکدان) جناب شوکت صدیقی



جناب ممتاز حسن کبوبو آفسٹ مشین کا بٹن دبا کر افتتاح کر رہے ہیں -



جناب [illegible] حسن [illegible]

شوری تکرم الدین پدم راؤ نے نظامی دکنی کو بطور خاص ملاحظہ کیا اور مشورہ دیا کہ اسے جلد از جلد چھاپنا چاہیئے۔
انجمن کے قائم مقام صدر جناب ممتاز حسن معتمد اعزازی جمیل الدین عالی اور رکن خطیب پیر حسام الدین راشدی صاحب بھی اس موقع پر موجود
زیر تعلیم نے انجمن کے ایک عہدیداروں سے انجمن کے ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں دیر تک گفتگو کی اور اپنے تعاون کا پورا پورا وعدہ کیا۔

مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی کی آمد

۴ مئی کو اردو کے مشہور محقق اور ماہر دکنیات مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب کے اعزاز میں جو مختصر عرصہ کے لئے آج کل پاکستان تشریف لائے ہوئے ہیں)

انہ دیا گیا جس میں کراچی کے ادیبوں اور اہل علم حضرات نے شرکت کی۔ اس موقع پر انجمن کے قائم مقام صدر جناب ممتاز حسن صاحب نے ہاشمی صاحب
است کی کہ وہ سابق ریاست حیدرآباد میں اردو زبان کے ارتقاء اور علمی اداروں کے کام پر روشنی ڈالیں۔ ہاشمی صاحب نے تفصیل سے بتایا
باد نے اردو کی کیا کیا خدمات انجام دیں اور آج کل وہاں کے اداروں میں جو تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ کی نوعیت کی ہے۔

انجمن اتحاد طلبہ کا جلسہ افتتاح

۲۵ اپریل کو اردو کالج کی انجمن اتحاد طلبہ کا جلسہ افتتاح منعقد ہوا جس میں نیشنل آف پاکستان کے مینجنگ ڈائریکٹر جناب ممتاز حسن صاحب نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اس

تقریر کرتے ہوئے مہمان خصوصی نے اردو کالج کی ترقی پر اظہار مسرت کیا اور ہر ممکن مدد کرنے کا وعدہ فرمایا۔ انجمن کے معتمد اعزازی جناب جمیل
عالی نے بھی تقریر کی۔ انہوں نے ممتاز صاحب کی علم دوستی اور معارف پروری کا تفصیلی ذکر کیا اور طلبہ کو تلقین کی کہ وہ ممتاز صاحب کی
سے سبق سیکھیں اور اس طرح ملک و قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں۔

انجمن ترقی اردو خواتین کا اجلاس

۲۰ اپریل ۱۹۶۳ء کو علامہ اقبال کے یاد میں ایک جلسہ انجمن ترقی اردو خواتین پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔

جلسہ کی صدارت بیگم محمد شریف نے کی شہر کی معزز خواتین نے معقول تعداد میں جلسہ میں شرکت کی۔ متعدد خواتین نے علامہ اقبال
کی اور شاعری پر مقالے پڑھے اور اس بات کو واضح کیا کہ علامہ مرحوم کی بہترین یادگار ان کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے سے قائم ہو سکتی ہیں۔ ان
کی ہمارے لئے ایک مشعل راہ ہے۔ جس کی روشنی میں موجودہ اور آئندہ آنے والی نسلیں اپنے لئے ترقی کی راہ پیدا کریں۔ اس موقعہ پر بیگم محمد
نے اعلان کیا کہ ان کی طرف سے بیگم سیدہ عثمانی کو اقبال پر بہترین مقالہ لکھنے پر ایک انعام دیا جائے گا۔ بیگم نے اپنے مقالے میں علامہ
کی شاعری پر مولانا روم کے اثرات کو واضح کیا تھا۔

گردوپیش

تصویر کا ایک رُخ

راوستو کا جرم

مغربی پاکستان کے وزیر مواصلات جناب درمحمد وسنو نے ایک سوال کے جواب میں کہا ہے کہ بعض سندھی ارکان میری مخالفت اس وجہ سے کر رہے ہیں کہ میں قومی زبان اردو کا زبردست حامی ہوں قیدہ ہے کہ سابق سندھ کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ سندھی عوام اردو سیکھیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ میں اپنے ہ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اردو کی بدستور حمایت کرتا رہوں گا۔ کیونکہ میں رکن اسمبلی کی حیثیت سے آئین کی وفاداری کا اٹھا چکا ہوں۔

سے منافرت

لاہور میں بہبودیٔ اطفال کی سہ روزہ کانفرنس کے پہلے روز ایک مندوب کو منتظمین نے اس جرم دھکے دے کر نکال دیا کہ اس نے اردو میں کاروائی کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔

یہ سہ روزہ کانفرنس مرکزی قومی تعمیر نو کے مرکز میں منعقد ہوئی تھی جس میں مغربی پاکستان کے تمام سماجی بہبود کے اداروں ندے شرکت کر رہے تھے۔ جنکی بیشتر تعداد انگریزی سمجھنے سے قاصر تھی۔ لیکن اس کے باوجود کانفرنس میں تمام تقریریں انگریزی میں تھیں۔ اس موقع پر انجمن فیض الاسلام راولپنڈی کے نمائندے مولانا جمال الدین نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ جس پر انہیں دھکے باہر نکال دیا گیا۔ انتظامیہ کے اس رویہ اور قومی زبان کی اس توہین کے خلاف بہت سے اراکین احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کر گئے

ِ حسنِ مراعات چلی جاتی ہے

مغربی پاکستان اسمبلی میں وقفۂ سوالات کے دوران پھر اراکین اسمبلی کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ سوالات کے جواب اردو میں دیئے جائیں۔ لیکن ہمیشہ کیطرح الصدا بصحرا ثابت ہوا۔ اور جوابات انگریزی ہی میں دیئے جاتے رہے اور اگر کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ جواب اردو میں دینے کی گئی تو اس کو انگریزی سے اس طرح خلط ملط کر دیا گیا کہ اردو میں جواب دینے کی افادیت ہی ختم ہوگئی۔

- واضح رہے کہ مغربی پاکستان اسمبلی اردو کو "سرکاری" زبان قرار دے چکی ہے۔

انعام کے قابل غلامانہ ذہنیت

گورنمنٹ کالج میرپورخاص کے "ہفتہ سالانہ" کی تقریبات کے سلسلے میں فنون کی ا
نمائش ہوئی۔ جس میں انعامات بھی تقسیم کیے گئے۔ پہلا انعام جس طالب علم کی کارکر
پر دیا گیا اس کی تختی پر لکھا تھا۔ انگلش از دی بیسٹ لنگویج۔
ملک کے طول وعرض میں ان واقعات کا اعادہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اب تک خود کو عہد سرکار برطانیہ
میں ہی سمجھ رہے ہیں۔ اور اس کی غلامی کو افتخار و ناز کا باعث بھی گردانتے ہیں۔

اردو اور سندھی کا امتیاز

یہ بات بڑی افسوس ناک ہے کہ اکثر لوگ صوبائی زبانوں کو قومی زبانوں سے الجھا دیتے ہیں ا
ملک اور قوم میں منافرت اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ تازہ خبر
ہے سکھر میں چار پرائمری اسکولوں میں اردو کے شعبہ الگ کرنے کے جو احکام انسپکٹر آف اسکولز نے جاری کیے تھے، ان پر عمل درآمد ا
نہیں ہو سکا کہ ان اسکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان اردو کے ماسٹروں کو اردو کے شعبوں کا چارج دینے سے انکار کر رہے ہیں۔
یہ افسوس ناک طرز عمل اس امر کا ثبوت ہے کہ ملک میں پڑھے لکھے طبقے میں بھی ملک کی ترقی، یگانگت، اتحاد اور یکجہتی کا جذ
مفقود ہوتا جا رہا ہے۔

تصویر کا دُوسرا رُخ

قومی زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنانے کا مطالبہ

کل پاکستان یوتھ کنونشن نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا
کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان میں بالترتیب بنگالی اور
کو تمام مضامین کا ذریعہ تعلیم قرار دیدیا جائے۔ کنونشن کے آخری دن کی منظور شدہ ایک تجویز میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ مشرقی ا
بازؤں کے تمام کالجوں میں اردو اور بنگالی پڑھائی جائے اور مسلمان طلبا کے لئے پورے ملک میں ہر تعلیمی مرحلے پر اسلامیات کو ا
لازمی مضمون کی حیثیت سے داخل نصاب کیا جائے۔

قومی زبان کو فروغ دیجئے

پنجاب یونیورسٹی ہسٹاریکل سوسائٹی کی طرف سے ایم۔ اے سال آخر کے طلبہ کے اع
ایک الوداعی پارٹی دی گئی جس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے مغربی پاکستان اسمب
اسپیکر مبین الحق صدیقی نے شرکت کی۔
جناب مبین الحق صدیقی نے انگریزی میں پیش کئے ہوئے سپاسنامے کا جواب اردو میں دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک قوم کی حی
سے زندہ رہنے کے لئے ہمیں اپنی قومی زبان کو فروغ دینے میں بخل سے کام نہ لینا چاہیئے۔ انہوں نے اردو سے بے رخی پر اظہا
کیا اور کہا کہ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب ملک بھر میں ہر سطح پر اردو کو مقبول بنائیں اور اس کی ترو

...ھ چڑھ کر حصہ لیں ۔

...عدالتوں میں اردو کی ضرورت

سپریم کورٹ کے جج جناب جسٹس ایس۔ اے۔ رحمان نے پاکستان اردو مجلس قانون کے سیمنار میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عدالتوں ...تمام کاروائی اردو میں ہونی چاہیئے اور اس کے تمام قوانین کا اردو میں شائع ہونا ضروری ہے ۔

اس سے قبل اردو مجلس قانون کے سکریٹری مسٹر تنزیل الرحمٰن نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ خیال غلط ہے کہ قانون پر اردو ...بان میں کتابیں موجود نہیں ہیں ۔ انہوں نے بتایا کہ مجلس نے قانون سے متعلق اردو کتابوں کی مفصل فہرست شائع کر دی ہے ۔

...بلدیہ لائل پور کا فیصلہ

ڈسٹرکٹ کونسل لائلپور نے صوبائی حکومت سے سفارش کی ہے کہ پنجابی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی تجویز مسترد کر دی جائے اور قومی زبان اردو کی ترویج اور ترقی کے لئے ہر ممکن ...شش کی جائے ۔

ڈسٹرکٹ کونسل میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ بعض افراد پنجابی کو ذریعہ تعلیم بنا کر ملک کے اتحاد اور اردو کی ترقی ...نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

...بہ کی ناکامی کے اسباب

اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سکریٹری سید فاروق عالم نے لاہور میں ایک انٹرویو میں طلبہ کی ناکامی کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہا کہ بہت سے اور اسباب ...کہ قومی زبان کے ذریعہ تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے بھی طلبہ فیل ہوتے ہیں ۔ انہوں نے کہا طلبہ کو ایک غیر ملکی زبان میں امتحان ...تا ہے اس لئے وہ اپنے خیالات کو صحیح طور پر پیش نہیں کر پاتے جس کا نتیجہ امتحان میں ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے ۔

سید فاروق عالم نے کہا کہ اگر اردو کو ذریعہ تعلیم بنا دیا جائے تو نتائج کہیں زیادہ بہتر ہو سکتے ہیں ۔ انہوں نے مزید کہا کہ ...میں اتنی صلاحیت ہے کہ اسے ذریعہ تعلیم بنا دیا جائے ۔

...چی یونیورسٹی اور اردو

کراچی یونیورسٹی نے انگریزی کی جگہ اردو کو ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے رائج کرنے کے سلسلے میں کراچی یونیورسٹی کے رجسٹرار ڈاکٹر عزیز احمد کی قیادت میں گیارہ اراکین ...مل ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو اردو کو اختیار کرنے کے لئے وسائل و ذرائع کی بابت تجاویز پیش کریگی ۔ واضح رہے کہ سائنس ۔ فنون ...تجارت میں ڈگری کلاسیں ۶۶-۱۹۶۵ء کے سیشن سے اردو میں شروع ہو جائینگی ۔

...یزی کے غیر ضروری استعمال پر احتجاج

چودھری سعی محمد نے وقفۂ سوالات کے دوران مغربی پاکستان اسمبلی میں کہا "وزیروں اور سکریٹریوں کے انگریزی میں بات ...کے رجحان کے خلاف میں پرزور احتجاج کرتا ہوں" چودھری سعی محمد نے کہا جو لوگ انگریزی میں سوالات کے جوابات دیں ان کے ...ضابطہ فوجداری کے تحت سخت کاروائی کی جائے ۔

صوبائی وزیر قانون کی یاد دہانی صوبائی وزیر قانون وخوراک وزراعت جناب ملک قادر بخش نے اخبار نویس سے بات چیت کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ سردست پنجابی کو ہائی مدارس میں ذریعۂ تعلیم بنانے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

بی بی سی لندن ۲۱ مارچ سے بی بی سی لندن سے اردو میں کچھ نئے پروگرام پیش کئے جارہے ہیں - جو مختلف موضوعا پر مشتمل ہوتے ہیں - اور ان ہی پروگراموں میں ایک دلچسپ پروگرام "میر صاحب لندن میں" کا جو ایک مزاحیہ پروگرام ہے اور اسے بے حد پسند کیا جا رہا ہے -

علمی - تعلیمی - تہذیبی - خبریں

تہذیبی روایات کی حفاظت صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے کل پاکستان میوزیم کانفرنس کے ایک پیغام میں یہ امید ظاہر کی ہے کہ ملک بھر کے عجائب گھر عوام میں قومی احساس پیدا کرنے کے سلسلے میں نمایاں کردار ادا کریں گے - انہوں نے مزید کہا ہے کہ عجائب خانے نہ صرف ہماری قدیم تہذیب و تمدن کے محافظ ہیں بلکہ اُن سے ہماری تہذیبی روایات کو زندہ رکھنے میں بڑی مدد ملتی ہے - انہوں نے کہا کہ عجائب گھر ایک طرف ہمیں ماضی کی شاندار روایات یاد دلاتے ہیں اور دوسری طرف تاریخ و تمدن کے مطالعے میں مدد دیتے ہیں -

اس کانفرنس کا افتتاح بری افواج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ نے کیا تھا اور صدارت نیشنل بینک آف پاکستان کے منیجنگ ڈائرکٹر جناب ممتاز حسن کر رہے تھے -

انڈیا آفس لائبریری پر پاکستان کا دعویٰ حکومت پاکستان نے برطانوی حکومت سے انڈیا آفس لائبریری پر مالکانہ حقوق کا دعویٰ کیا ہے - معلوم ہوا ہے کہ وزارت تعلیمات نے کراچی میں مقیم برطانوی ہائی کمیشن کو ایک عرضداشت بھی پیش کی ہے -

پشاور یونیورسٹی میں ایرانی وفد شعبۂ فارسی پشاور یونیورسٹی نے ایرانی اساتذہ اور طلبا کی جماعت کے اعزاز میں ایک عشائیہ ترتیب دیا - جس میں یونیورسٹی کے وائس چانسلر چودھری محمد علی اور صدر شعبۂ فارسی پروفیسر مفتی حبیب نے معزز مہمانوں کا خیر مقدم کیا - چودھری محمد علی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آپ یہاں اجنبی نہیں ہیں بلکہ برادر ملک پاکستان میں ہیں جو متعدد مذہبی، ثقافتی اور تاریخی رشتوں سے ایران سے بندھا ہوا ہے - مہمانوں کی طرف سے آقائے مفیدی نے دعوت اور عزت افزائی کے لئے شکریہ ادا کیا -

...لا سے مارشل لا تک

راجہ غضنفر علی خاں جنکا انتقال ابھی حال میں ہوا ہے اگر چند ماہ اور زندہ رہتے تو وہ مارشل لا ۱۹۱۹ء سے مارشل لا ۱۹۵۸ء تک کے سیاسی اور معاشرتی حالات ...ستند اور دلچسپ تاریخ کے مصنف ہوتے۔ اُن کی یادگار ایک یادداشت ہے جو انہوں نے اس کتاب کی تصنیف کے ...یں چھوڑی ہے۔ یہ یادداشت عنقریب شائع کی جائے گی۔

...میں انوکھا ادبی اجتماع

بلوچی بزم ادب کراچی یونیورسٹی کے زیر اہتمام ایک عظیم ادبی اور ثقافتی اجتماع ہو رہا ہے جس میں کراچی کے اردو۔ پنجابی۔ بلوچی۔ پشتو۔ سندھی۔ گجراتی اور ...یب اور شاعر شرکت کر رہے ہیں۔ ثقافتی پروگرام میں عوامی رقص اور موسیقی بھی پیش کی جائے گی۔

...ری کے لئے موزوں مقام

نیا میرپور جو منگلا ڈیم کی تعمیر کے بعد ایک جدید طرز کا شہر ہوگا، صدر مملکت ایوب خاں کو بے حد پسند آیا۔ آپ نے اس مقام کی خوبصورتی دیکھ کر فرمایا کہ یہ ...ں عمدہ، اچھی، ٹھنڈی اور خوبصورت ہے۔ شاعر یہاں بیٹھ کر عمدہ نظمیں کہہ سکتے ہیں۔ آپ کو جب انجینئر نے قبرستان ...کھائی تو آپ نے فوراً کہا کہ زندگی کا ذکر کیجئے۔ موت کا نہیں۔"

...ھارت کی اصلیت

فرانس کے ایک نامور مستشرق پروفیسر ڈریس ٹیٹر نے حال میں ایک حیرت انگیز دعویٰ کیا ہے کہ ہندوؤں کی مشہور رزمیہ تصنیف مہابھارت دراصل شاہنامہ فردوسی سے ...کر لکھی گئی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ مہابھارت اتنی قدیم نہیں۔ جتنی عام طور پر خیال کی جاتی ہے بلکہ یہ شاہنامے کے بعد کی ...ف ہے۔

...فۂ مشرق پر روسی کتاب

روسی محقق پروفیسر کودیکوف نے جو ان دنوں پاکستان آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک بیان میں بتایا ہے کہ روس نے فلسفۂ مشرق کی ایک تاریخ تیار کی ہے ...علامہ اقبال، غالب اور ٹیگور پر بھی مضامین شامل ہیں۔

...انی آرٹسٹ کو دعوت

مشہور پاکستانی آرٹسٹ احمد پرویز کو لندن مدعو کیا گیا ہے۔ جہاں وہ کامن ویلتھ انسٹی ٹیوٹ میں ایک نمائش میں حصہ لیں گے۔ نمائش میں تجریدی آرٹ کی تقریباً ساٹھ ...جو رنگین اور روغنی ہوں گی، پیش کی جائینگی۔ مسٹر پرویز ان میں سے چند تصاویر تیار کریں گے۔

...سٹر پرویز وہ پہلے آرٹسٹ ہیں جنہیں اس آرٹ گیلری میں مدعو کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ سال نومبر میں ملکہ برطانیہ نے اس ...ی کا افتتاح کیا تھا۔

...سویر پر انعام

جرمنی کی اطلاع ہے کہ یہاں تصویروں کی ایک نمائش میں ایسی تصویر پر پہلا انعام دیا گیا ہے جو غلطی سے الٹی لٹکا دی گئی تھی۔ اس تصویر کا عنوان "خزاں کے پتے" تھا۔ جس کو اس کی مصورہ

نے غلطی سے الٹا لٹکا دیا تھا۔ مگر اسی تصویر کو انعام کے لئے منتخب کر لیا گیا۔
واضح رہے کہ تصویر تجریدی آرٹ کا نمونہ تھی۔

صابر دہلوی مرحوم کے ورثا

مرکزی ادارۂ مصنفین پاکستان نے مشہور شاعر صابر دہلوی کے ورثا کو ایک ہزار روپیہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ صابر دہلوی مرحوم کا انتقال کچھ عرصہ قبل ملتان میں ہوا تھا۔

"موجِ خوں" ضبط

حکومت مغربی پاکستان نے مرحوم شاعر احمد ریاض کے مجموعۂ کلام "موجِ خوں" کی تمام جلدیں ضبط صوبائی حکومت کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے کہ اس کتاب میں ایسا مواد موجود ہے جس سے یا بالواسطہ قیام پاکستان کی مذمت کا پہلو نکلتا ہے۔

شاہنامۂ فردوسی کا روسی ترجمہ

تاجکستان کی اکادی آف سائنس نے فردوسی کے شاہنامہ کا ترجمہ کیا اور اسے جلد ہی شائع کیا جائیگا۔ اس سے پہلے یہ خبر بھی آچکی ہے کہ شاہنامہ پر ایک فلم بھی بنائی جا رہی ہے۔

ماسکو ریڈیو میں پاکستانی شعبہ

معلوم ہوا ہے کہ ماسکو ریڈیو سے پاکستانی شعبہ ۱۵ اگست سے اپنا کام شروع اور پہلی بار یوم آزادی پر پاکستانی پروگرام پیش کریگا۔
واضح رہے کہ ریڈیو ماسکو کی بار بار یاد دہانیوں کے بعد موجودہ حکومت نے اس منصوبے کو پہلی بار منظور کیا ہے۔

۱۹۶۲ء میں پہلی مرتبہ شائع ہونے والی کتابیں

کتابوں سے متعلق پنجاب مشاورتی بورڈ نے ۱۹۶۲ء شائع ہونے والی اردو کی منتخبہ کتابوں پر دو ہزار روپیہ کا فیصلہ کیا ہے۔ اس رقم کا ۸۰ فیصد حصہ عام معلوماتی کتابوں کے مصنفوں کو دیا جائیگا۔ لیکن ان کتابوں کو مقابلے میں شامل جو فرقہ وارانہ نوعیت کی ہوں۔ یا جن کی طباعت اور کتابت ناقص ہو۔
اس مقابلے میں شریک ہونے کے لئے درخواستوں کے فارم جن پر قواعد اور ضوابط بھی دیدیئے گئے ہیں بورڈ کے دفتر سے جاسکتے ہیں۔ کتابیں داخل کرنے کی آخری تاریخ ۱۵ اپریل ہے۔ مصنفین کو مغربی پاکستان کا باشندہ ہونے کا فرسٹ کلاس کا سارٹیفکٹ پیش کرنا ہوگا اور ایک سرٹیفکٹ پریس برانچ سول سکریٹری کا بھی ساتھ بھیجا جائیگا۔

علوم شرقیہ کے طلبار کا مطالبہ

اورینٹل اسٹوڈینٹس فیڈریشن نے ایک ہنگامی اجلاس میں وائس چانسلر سے درخواست کی ہے کہ علوم شرقیہ کے ذریعہ بی۔ اے پاس کرنے والوں کو ڈگری دینے سے بی۔ اے اور بی او ایل کے طلبار میں امتیاز پیدا ہو جائیگا اور اس طرح علوم شرقیہ کے امیدواروں میں احساس کا قوی احتمال ہے اس اجلاس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ علوم شرقیہ کے طلباء کو بجائے بی او ایل کی ڈگری کے بی۔ اے ہی کی ڈگری دیجائے۔

پیر علی محمد راشدی کی سوانح حیات

سیاستداں، صحافی اور سابق سفیر متعینہ چین پیر علی محمد راشدی

حیات قلمبند کر رہے ہیں جو عنقریب مکمل ہو جائے گی۔ یہ سوانح پچھلے پچاس سال کی سیاست اور خصوصاً سابق سندھ کی سیاست
وط کتاب کی حیثیت رکھے گی۔

یونیورسٹی بہاولپور

جامعہ عباسیہ بہاولپور کو اسلامی یونیورسٹی کا درجہ دیدیا گیا ہے اور اس کا انتظام محکمہ اوقاف کے سپرد کر دیا گیا ہے جو اس کو اسلامی یونیورسٹی کی شکل دینے کے لئے مناسب اقدامات
مید کی جا رہی ہے کہ اس اسلامی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے عہدے پر ڈاکٹر حامد حسین بلگرامی کو مقرر کیا جائیگا جو آج کل اسلامی
کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ یہ یونیورسٹی اس سال ستمبر سے کام شروع کر دے گی اس کے لئے موزوں اساتذہ
ل میں آرہا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام

بنگالی اکادمی ڈھاکہ نے بنگالی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام تیار کرنے کا آغاز کر دیا ہے۔ کراچی میں ریڈیو پاکستان کے نمائندے کو ایک انٹرویو میں ناظم اکادمی نے
ی بنیاد کیڈن انسائیکلوپیڈیا پر ہوگی بنگالی حروف تہجی کے پہلے دو حروف پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ ناظم اکادمی نے کہا
ائیکلوپیڈیا کی تکمیل میں ۸ سال صرف ہونگے اور اس کی نوعیت بالکل اس انسائیکلوپیڈیا کی ہوگی جسے پنجاب یونیورسٹی اردو
ر رہی ہے۔ فی الحال بنگالی اکادمی اس امر کا جائزہ لے رہی ہے کہ ڈھاکہ میں قارئین کا مذاق علم کیا ہے تاکہ اسی لحاظ سے اس
رکھی جائے۔ ڈھاکہ کے بعد دوسرے علاقوں کا بھی جائزہ لیا جائیگا۔

ابیں اور خطوط

معلوم ہوا ہے کہ مجلس نوادرات علم اٹک کے زیر اہتمام کیمبلپور میں نادر کتابوں اور بڑی شخصیتوں کے خطوط اور بعض اہم اور پرانے رسائل کی نمائش کی جائیگی نمائش کے منتظمین سارے ضلع سے نادر
راہمی کا انتظام کر رہے ہیں۔ یہ نمائش ستمبر میں ہوگی۔

جنگ" میں

پاکستان کے مشہور شاعر ادیب اور صحافی فیض احمد فیض جنگ کے ادارۂ تحریر میں شامل ہو گئے ہیں اور انہوں نے ایک ہفتہ واری سلسلہ نظم و نثر لکھنا شروع کیا۔ فیض صاحب آج کل پاکستان سے
مزید کچھ عرصہ کے لئے لندن میں مقیم رہیں گے۔

مقابلے کی تاریخ

اردو اور بنگالی زبان میں "کتاب بہترین ساتھی ہے" کے عنوان پر مجلس آداب کتاب (فرینڈز آف بک سوسائٹی) کی طرف سے جو انعامی مقابلہ کیا جا رہا تھا اس کی تاریخ پندرہ اپریل سے ۱۵ جولائی
گئی ہے۔ اس سلسلے میں مزید معلومات سکریٹری مجلس آداب کتب، شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

ب کا جائزہ

رسالہ جامعہ دہلی ۶۲ء کے اردو ادب کا جائزہ نمبر شائع کر رہا ہے جس میں ہندو پاک کی ۶۲ء کی اردو مطبوعات کی مضمون وار مکمل فہرست شائع کی جائیگی اور تمام اصناف ادب کا الگ عنوان کے
یا جائیگا۔ ادیبوں اور ناشروں کو چاہیئے کہ ۶۲ء کی اردو مطبوعات کی اطلاع دے کر اس جائزے کو کامیاب بنائیں

نام اطلاعات ایڈیٹر - ماہنامہ جامعہ - جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵ کے نام بھیجی جائیں -

نیا ادبی انعام

ترقی اردو بورڈ کراچی، ادارۂ مصنفین پاکستان کے اشتراک و تعاون سے بچوں کے لئے دل
مفید کتابوں کا ایک انعامی مقابلہ منعقد کر رہا ہے جس میں کہانیاں، ڈرامہ، طویل کہانی، سیر
سائنس کے کرشمے یا دلچسپ تجربے شامل ہیں - ہر عنوان پر ۵۰۰ روپیہ کا انعام دیا جائیگا اور کتاب کے حقوق مصنف
رہیں گے -

مسوّدات بھیجنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مسوّدات غیر مطبوعہ ہوں اور مقابلے میں شریک ہونے والے مصنف کی
ملکیت ہوں - زبان سادہ اور پیرایۂ بیان دلچسپ ہو -

انعامات اور اُن کے متعلق جملہ امور کی بابت اردو ترقی بورڈ کا فیصلہ آخری ہوگا - مسوّدات کے داخل ہونے کی
تاریخ ۳۰ جون ۶۲ء ہے -

مخدوم جہانیاں جہاں گشت رح کی سوانح حیات

مغربی پاکستان کے مشہور صوفی بزرگ مخدوم
جہاں گشت کی سوانح عمری جناب محمد ایوب
نے نہایت تحقیق و تفصیل سے لکھی ہے یہ کتاب جو تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے عنقریب شائع ہونے والی ہے

اس آئینہ خانے میں

ڈاکٹر شمل کی تقریر

مشہور مستشرق خاتون ڈاکٹر این میری شمل نے اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور میں
ہوئے کہا کہ مولانا رومیؒ کے نظریات نے نہ صرف مشرقی بلکہ مغربی مفکرین پر بھی گہرا اثر
اور انہیں زندگی کے عمیق ترین حقائق پر غور کرنے کے لئے مجبور کیا ہے -

ڈاکٹر شمل یہ تقریر "مشرق و مغرب پر مولانا رومیؒ کے اثر" کے عنوان کے تحت کر رہی تھیں - انہوں نے کہا کہ مولانا رومیؒ
کو ایک ایسے انداز میں بیان کیا جس کی وجہ سے ہر دور کے مفکرین اس پر غور کرنے پر مجبور ہو گئے - انہوں نے فرمایا کہ مثنوی م
جو ترجمے مغربی زبانوں میں ہوئے ہیں وہ اُن کی مقبولیت کی بیّن دلیل ہیں -

فیض کی مقبولیت روس میں

فیض احمد فیض غالباً مشرق کے واحد شاعر ہیں جن کے کلام کے مج
میں کتابوں کی الماریوں میں بہت ہی اہم اور نمایاں جگہ پاتے ہیں اد
علاقوں میں موضوعِ بحث بھی بنتے ہیں -

فیض احمد فیض پہلے پہل آج سے دس سال پہلے روس میں متعارف ہوئے تھے جبکہ ان کی چند نظموں کے تر
کیے گئے تھے - اس کے بعد فیض کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور چھپتا رہا - ۱۹۵۶ء میں ماسکو سے اُن کی نظموں کا انتخاب

ے روس میں بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ اُن کے بارے میں روس کے رسالوں میں معلوماتی مضامین اکثر شائع ہوتے رہتے

ت تھانوی کو تمغۂ امتیاز

یوم پاکستان کے موقع پر گورنر مغربی پاکستان نے ایک خاص تقریب میں ان اصحاب کو قومی اعزازات عنایت کئے جنھوں نے زندگی میں نمایاں کام انجام ں۔ ملک کے مشہور ادیب و شاعر اور مزاح نگار جناب شوکت تھانوی کو ان کی ادبی اور صحافتی خدمات کے صلے میں تمغۂ یا گیا۔

یہ بات افسوس کے ساتھ سُنی جائیگی کہ آج کل شوکت تھانوی صاحب سخت علیل ہیں اور اسپتال میں داخل ہیں۔

یادوں کے چراغ

حشت

بزمِ وحشت حیدرآباد کا ایک خاص اجلاس حضرت وحشت کلکتوی کی یاد میں وفا راشدی صاحب کی قیام گاہ پر منعقد ہوا جس میں وفا راشدی نے پہلے بزم کی رپورٹ پڑھی اور بعد میں مضامین نظم و نثر پیش

س کیانی کی یاد

مسٹر ایم آر کیانی مرحوم کی یاد میں ایک مجلسِ مذاکرہ پنجاب اسٹوڈینٹس یونین کے شعبۂ ادبی کے زیر اہتمام منعقد ہوئی۔ جس میں پنجاب یونیورسٹی اور مقامی کالجوں کے علاوہ راولپنڈی کے مقرر طلبا ر ہوئے۔

ید علی اکبر کی برسی

۷ راپریل کو کراچی میں سید علی اکبر مرحوم (مدیر ماہنامہ مہر نیمروز "روز") کی پہلی برسی منائی گئی۔ جس میں سید علی اکبر کی یاد میں تقریریں ہوئیں اور فاتحہ خوانی بھی ہوئی۔ مرحوم کراچی دبی، سیاسی اور معاشرتی حلقوں میں بڑے مقبول تھے۔

ماتم میں ہم شریک ہیں

فسوسناک حادثہ

یہ خبر علمی حلقوں میں بڑے افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ مشہور ادیب سید ابوالخیر کشفی کی جواں عمر بیگم طاہرہ کشفی اپنے دو خورد سال بچوں کے ساتھ ایک ہولناک حادثے ں سے کوچ کر گئیں۔

ہولناک حادثہ ایک ٹرک اور موٹر رکشا کے ٹکرا جانے سے پیش آیا۔ رکشے میں طاہرہ کشفی صاحبہ اور اُن کے دونوں کیمپس واپس جا رہے تھے۔ ابوالخیر کشفی صاحب کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں لیکچرار ہیں۔ بیگم طاہرہ کے علمی و ادبی

مضامین مختلف رسائل میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ اور ان سے توقع تھی کہ وہ آئندہ چلکر ادبی دنیا میں نمایاں حیثیت حاصل کر
افسوس کہ موت کے بے رحم ہاتھوں نے ایک ہونہار ادیب کو اپنے جوہر دکھانے کا موقعہ نہ دیا۔ ادارہ "قومی زبان" کو کشفی صا
سے دلی ہمدردی ہے خدا انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

حکیم محمود علی خاں ماہر کی رحلت

پاک و ہند کے مشہور حکیم جناب محمود علی خاں ماہر کا انتقال لاہور میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اچانک ہو گیا۔ حکیم صاحب کی شخصیت کئی اعتبار سے اہمیت حاصل تھی۔ وہ مختلف انجمنوں کے سرپرست اور اہم سیاسی تحریکوں سے متعلق رہ چکے تھے۔ انہوں نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں ہیں جن میں "علم الحروف" "سیرت امام ابو حنیفہؒ" "معاشرت افغانان" "تجربات ماہرؒ" اور "زر
ماہرؒ بہت مشہور ہیں۔

ایڈیٹر صداقت انتقال کر گئے

مشہور صحافی اور ادیب خواجہ عبد السلام مدیر ہفت روزہ "صداقت" کانپور میں حر
قلب بند ہونے سے انتقال فرما گئے۔ مرحوم کی عمر ستر سال کے قریب تھی۔ وہ یوپی
سیاسی، ادبی اور سماجی حلقوں میں بڑی اہمیت کے مالک تھے۔ ان کی ادبی زندگی کا آغاز مشہور ادیب دیا نرائن نگم کے مش
رسالے "زمانہ" سے ہوا تھا۔

صداقت ایک بلند پایہ ہفت روزہ تھا، جو خواجہ عبد السلام مرحوم نے "زمانہ" سے قطع تعلق کرنے کے بعد نکالا

آئینہ ہند

اردو کا اعزاز

بھارت میں بولی جانے والی سولہ زبانوں میں سے یہ شرف صرف اردو زبان کو حاصل ہے کہ
نے ساہتیہ اکیڈیمی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے سالانہ ادبی مقابلوں میں ہر دفعہ انعام
کیا ہے۔

یہ مقابلے اکیڈیمی نے ۱۹۵۵ء سے شروع کئے تھے۔ اردو کو اب تک کل آٹھ انعام مل چکے ہیں۔ دوسری چار
بنگالی۔ ہندی۔ مرہٹی اور کنڑا کو سات سات انعام ملے ہیں۔

سرکاری اعلانات

پنجاب کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ عوام کی سہولت کے لئے ضلعی سطح پر تمام سرکاری اعلا
دونوں علاقائی زبانوں ہندی اور پنجابی میں جاری کئے جائینگے۔ تحصیل فیروز، جھرکا۔ نو
مالیر کوٹلہ وغیرہ میں علاقائی زبانوں کے علاوہ نوٹیفیکیشن اردو میں بھی جاری ہونگے کیونکہ یہ علاقے مسلم آبادی کے ہیں۔

لوک سبھا اور زبان کا مسئلہ

لوک سبھا میں زبان کا مسئلہ ایک گرما گرم بحث کا سبب بن گیا ہے۔ کیونکہ
کے مطابق ۱۹۶۵ء میں ہندی کو انگریزی زبان کی جگہ لینا ہے۔ چنانچہ اس

یش نظر لوک سبھا کے بیشتر ارکان ہندی سے قطعی نابلد ہیں۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو اگلے ماہ کے اجلاس میں ایک بل پیش کرینگے مطالبہ کیا جائیگا کہ ہندی کے سوال کو غیر معینہ عرصے کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

اس صورت حال کے پیش نظر بھارت میں ہندی کی حمایت میں زبردست مہم شروع کی جارہی ہے۔ اس کا دلچسپ پہلو یہ ہے مہم انگریزی زبان کے ذریعہ شروع کی جائیگی۔

تجاج

انگریزی کو سرکاری زبان قرار دینے کے مجوزہ بل کے خلاف جن سنگھ یوم احتجاج منائیگی۔ یہ بل جنوبی ہند کے ارکان پیش کر رہے ہیں۔ جس کی حمایت پنڈت نہرو کرینگے۔

یہ واضح رہے کہ صدر بھارت رادھا کرشنن نے انگریزی کو تقریر کا ذریعہ بناتے ہوئے ہندی میں تقریر کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

میں انگلیاں

بہار صوبائی اسمبلی میں سوشلسٹ گروپ کے لیڈر نے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب وزیر اعلیٰ نے جمہوریت کے بارے میں انگریزی کتاب سے اقتباس پیش کرنے گئے۔ وزیر اعلیٰ ہندی میں تقریر کر رہے تھے مگر اقتباسات انگریزی میں پیش کرنے پر سوشلسٹ لیڈر رام سیوک سنگھ نے کہ اقتباس بھی ہندی میں پیش کئے جائیں لیکن ہندی میں ترجمہ نہ ہونے کا عذر کرتے ہوئے جب وزیر اعلیٰ نے تقریر جاری رکھی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔

چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی کے اقدامات

بدرالدین طیب جی وائس چانسلر علیگڑھ یونیورسٹی نے پرو وائس چانسلر اور اکیڈیمک کونسل کے مشورے سے یونیورسٹی کے نظام زبردست تبدیلیاں کی ہیں جو جولائی ۱۹۶۵ء سے عمل میں آجائیں گی۔ لازمی ہندی اور اردو پڑھنے والے اُن طلبا کے لئے جو غیر ہندی سے آتے ہیں۔ رومن طرز تحریر اختیار کیا جائیگا۔ اردو ہندی کا کورس یکساں ہوگا، اس مقصد کے لئے کتابیں تیار کی جارہی

زبان میں مطالعہ اور تحقیق

ہندوستان کی ۱۳ یونیورسٹیوں میں عربی کے مطالعے اور تحقیق کی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ ان میں سے ۴ مرکزی اور ۹ ریاستی یونیورسٹیاں ہیں۔ بنارس رسٹی میں بھی عربی، فارسی کا الگ شعبہ ہے۔ وہ تیرہ یونیورسٹیاں جن میں عربی زبان میں ایم۔اے تک تعلیم کے یں مندرجہ ذیل میں علی گڑھ یونیورسٹی۔ الہ آباد۔ بنارس۔ بہار۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ مدراس۔ پٹنہ نجاب یونیورسٹی اور وشو بھارتی۔

ی کا اعزاز

حکومت ہندوستان نے اس بار پدم شری کا اعزاز اردو کے مشہور ادیب پروفیسر رشید احمد صدیقی کو پیش کیا ہے پروفیسر رشید احمد صدیقی نے اپنی ساری زندگی علی گڑھ یونیورسٹی میں پڑھانے اور مت کرنے میں گزاری ہے۔

سروجنی نائیدو کی یاد میں

اردو مجلس حیدر آباد کا ایک ادبی اجلاس بلبل ہند سروجنی نائیڈو کی پندر
برسی کے موقع پر منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں متعدد اردو ادیبوں نے مقالے پیش کئے۔ ج
ں ان کی شخصیت شاعری اور سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ مقالوں کی مجلس کے بعد ایک محفل شعر وسخن ترتیب دی
س میں حیدر آباد کے تمام شعراء نے شرکت کی۔ پروفیسر ہارون خاں شیروانی نے اپنی صدارتی تقریر میں سروجنی نائیڈو کی شخصیت
ر قومی اتحاد کا ایک جامع مظہر قرار دیا۔

دہلی میں پاک وہند مشاعرہ

دہلی کاٹن ملز کے زیر اہتمام ہمیشہ کی طرح اس سال بھی پاک وہند مشاعرہ منعقد ہ
جس میں ممتاز شعراء نے شرکت کی۔ مشاعرہ کی صدارت اور افتتاح بھارت کے وز
اخلہ جناب لال بہادر شاستری نے کیا۔ پاکستان سے شریک ہونے والے شعراء میں حفیظ جالندھری۔ زہرہ نگاہ۔ حمایت علی ش
لیم عثمانی۔ قتیل شفائی اور اقبال صفی پوری کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

ایک اہم تجویز

رسالہ "معارف" اور "قومی آواز" نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کو جسے عنق
یونیورسٹی کا درجہ ملنے والا ہے۔ اردو یونیورسٹی قرار دیدیا جائے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ ان قومی اد
یں سے ہے جنہوں نے ملک اور قوم کی شخصیت تعمیر کرنے میں اہم حصّہ لیا ہے

حضرت امیر خسروؒ کی ۶۵۷ ویں برسی

حضرت خواجہ امیر خسرو طوطیٔ ہند کا ۶۵۷ واں عرس درگاہ خواجہ
نظام الدین اولیاؒ میں روائتی شان وشوکت سے منایا گیا۔ اس موقع
پر تقریر کرتے ہوئے نائب صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے فرمایا۔ "امیر خسروؒ کی شخصیت تاریخ کے عجائب میں سے ہے ایسی جا
شخصیتیں کم ہوتی ہیں۔ وہ سپاہی، مصنّف، مورخ، شاعر، ماہر موسیقی اور متعدد شاہی درباروں کی رونق تھے اور اس طرح
ی حالت منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتی تھی۔

ڈاکٹر ذاکر حسین نے عرس کی سہ روزہ تقریب کا افتتاح کرتے ہوئے جس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا تھا کہا "فن
سخن کے بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر کی حالت محدود رہی۔ خیام رباعی پر قادر ہیں۔ فردوسی مثنو
کے فرمان رواں ہیں اور سعدی غزل کے اور حافظ۔ نظیری اور عرفی کا سکّہ بھی اسی مملکت میں چلتا ہے۔ لیکن خسروؒ ہر اقل
کے بادشاہ ہیں"

انہوں نے مزید فرمایا کہ امیر خسروؒ کا کلام کئی لاکھ اشعار سے کم نہیں۔ فارسی کے علاوہ انہوں نے برج بھاشا کو بھی ذری
اظہار بنایا تھا۔ لیکن افسوس کہ ان کے کلام کا بڑا حصّہ تلف ہو چکا ہے۔ فارسی شاعری میں خسروؒ کی جامعیت کا یہ عالم تھا کہ جا
سعدی، حافظ اور عرفی جیسے اہلِ زبان نے ان کے کمال کو تسلیم کیا۔

نائب صدر جمہوریہ نے یہ امید ظاہر کی کہ خسروؒ کو یاد کرنے والے ان کی شاعری سے لطف اندوز ہونے اور ان

سوز وگداز کی گہرائیوں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور اپنی زندگی میں کیف - گہرائی اور خلوص کی صفات پیدا
-

اس موقع پر شاہ افغانستان کے چچا ہز رائل ہائی نس مارشل شاہ ولی نے جو بھارت کے دورے پر آئے ہوئے
(حض)رت امیر خسروؒ کو نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ میری مدت سے یہ آرزو تھی کہ اس آستانہ پر حاضر ہو کر
(ع)قیدت پیش کروں گا -

اس تقریب میں سفیر افغانستان - عرب لیگ کے نمائندے - عرب جمہوریہ کے سفارت خانے کے اتاشی - پاکستانی
(ہائی کمیشن) کے سفارتی نمائندے - مرکزی وزیر آبپاشی حافظ ابراہیم - گوپی ناتھ - اور اتنی دہلی کے میئر مسٹر نور الدین احمد
(شامل) تھے -

تین دن تک قوالیوں کا پروگرام جاری رہا جس میں لاکھوں ہندو - سکھ - مسلمان اور عیسائی شریک ہوئے
(جنہو)ں نے چڑھا کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے رہے - ہندو مسلم شعرا نے نعتیہ مشاعرہ منعقد کیا اور یہ سب کچھ
(ری)ڈیو سے نشر کیا گیا -

(ح)ضرت امیر خسروؒ کی آخری مجلس میں تقریر کرتے ہوئے مرکزی وزیر رسل و رسائل شری جگ جیون رام نے خراجِ عقیدت
(ا)نہوں نے کہا کہ امیر خسروؒ صرف ایک زبان یا ایک فرقہ کے نہیں تھے بلکہ ساری دنیا کی دولت تھے - انہوں نے
(ہندو ا)ور مسلمان سب یہاں جمع ہیں ان کو حضرت امیر خسروؒ سے سبق لینا چاہیئے - جناب جگ جیون رام کے علاوہ
(وز)یر شہری ہوابازی شری احمد محی الدین نے بھی اس موقع پر تقریر کی -

---

یوم اقبال کی تقریبات

پاکستان بھر میں علامہ اقبال کی پچیسویں برسی شوکت و وقار کے ساتھ منائی گئی۔ اکثر شہروں میں جلسے اور مجالس کا انتظام کیا گیا۔ جن میں علامہ اقبال پر تقریریں ہوئیں، مضامین اور مقالات پڑھے گئے، مشاعرے ہوئے اور زعمائے ملک کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔

اقبال کی پچیسویں برسی کراچی، حیدرآباد، خیرپور، سکھر، سانگھڑ، لاڑکانہ، دادو، نوابشاہ، رحیم یار خان، بہاولپور، ملتان، منٹگمری، سرگودھا، لائل پور، لاہور، سیالکوٹ، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ، ڈھاکہ، چاٹگام، رنگ پور، راجشاہی، کھلنا اور سلہٹ جیسے شہروں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصبات میں بھی بہت شان سے منائی گئی۔

ڈھاکہ میں بلبل اکیڈیمی اور نیشنل کونسل آف یوتھ کی جانب سے یوم اقبال انتہائی جوش و خروش سے منایا گیا۔ مشرقی علامہ اقبال کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ اس موقع پر شہر کے مختلف مقامات پر مجالسِ مذاکرہ منعقد ہوئیں جن میں اقبال کی شاعری اور ان کے فلسفے پر مقالات پڑھے گئے۔ ثقافتی شو دکھائے گئے اور ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے پروگرام نشر کئے گئے۔

لاہور میں مرکزی مجلس اقبال کا جلسہ عام منعقد ہوا۔ اس کا افتتاح گورنر مغربی پاکستان ملک امیر محمد خاں نے کیا صدارت کے فرائض مشرقی پاکستان کے وزیر قانون مسٹر اے۔ ٹی۔ ایم مصطفےٰ نے انجام دیئے۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم چودھری محمد علی نے کہا "جو قومیں اپنی صدیوں کی پرانی خوئے غلامی کے باعث جرأت اور بے باکی سے محروم ہو جاتی ہیں شخصی حکومت کے استبداد کو بے چون وچرا برداشت کرتی ہیں انہیں صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے"۔ چودھری محمد علی نے اپنی تقریر میں عوام کو مشورہ دیا کہ وہ کلام اقبال کا مطالعہ کریں۔ ان حقائق کو اپنے دل پر نقش کر لیں اور عالمگیر

ہی صفات کے حامل ہو جائیں جو زندہ قوموں میں پائی جاتی ہیں"۔

یوم اقبال کے اس جلسے کو خطاب کرتے ہوئے صوبائی گورنر ملک امیر محمد خاں نے کہا "اقبال ایک ایسے انسانی معاشرے چاہتے تھے جو اللہ کے قانون کے تابع ہو اور جو دنیا بھر کی قوموں کو اُن تمام آلودگیوں سے پاک کر دے جو وطن، قوم ل اور نسب میں بٹی ہوئی ہیں" انہوں نے مزید کہا "ہم اس عظیم انسانی معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں ناکام رہے ہیں جسے ت اسلامیہ کا نصب العین قرار دیا تھا۔

مشرقی پاکستان کے وزیر قانون نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا "اقبال کی نظر میں اسلام ایک مکمل فلسفۂ اخلاق ہے اور دنیا رہ ضابطہ ہائے حیات میں یکتا اور بے مثل ہے۔ خالص روحانی نقطۂ نگاہ سے اسلام نہ تو کلیسائیت ہے نہ مادیت ہے۔ اقبال ل زندگی پورے انسان کی ترجمانی کرتی ہے اور اسلام پوری زندگی کا ترجمان ہے"

انہوں نے مزید کہا "تمدن کو اپنی بقا کے لئے زیادہ پائدار بصیرت اور اقدار کی ضرورت ہے تاکہ انسان دینوی اداروں میں ور اخلاقی پہلو کو اجاگر کر سکے محض طاقت یا بصیرت پائدار تمدن قائم نہیں کر سکتی بلکہ بقول اقبال قوت اور بصیرت کو ایک سانی تمدن کی خاطر متحد کرنا پڑیگا"۔

مرکزی مجلس اقبال کے زیر اہتمام ہونے والے اس جلسے میں شاعر مشرق کے فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال نے خطاب کرتے ہوئے ستان حاصل کرنے کا مقصد حکیم الامت علامہ اقبال کے نزدیک دراصل یہ تھا کہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں لایا جائے جو زریں اصولوں اخوت، مساوات اور عزت نفس پر مبنی ہو اور جس کے ذریعہ معاشی انصاف کا حصول ممکن ہو۔

جلسے میں متحدہ عرب۔ جمہوریہ ترکیہ اور ایران کے نمائندوں نے بھی حکیم الامت علامہ اقبال کو خراج عقیدت پیش کیا می نظریات کے فروغ اور دنیائے اسلام کے اتحاد کے سلسلہ میں اُن کی کوششوں کو سراہا۔

پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار لاہور میں ایسا بھی ہوا ہے کہ جلسہ مقررین کی غیر حاضری کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ یہ طرز عمل جس ذہنیت کو پیش کرتا ہے اس پر شرم سے ہماری گردنیں جھک جاتی ہیں۔ فیڈریشن آف نیشنل ایتی نام۔ بی۔ این۔ آر۔ آڈیٹوریم میں ۲۱ اپریل کو گیارہ بجے علامہ اقبال کی یاد منانے کے لئے جلسہ ہونیوالا تھا۔ جس کی جسٹس ایس۔ اے رحمان کرنے والے تھے لیکن یہ جلسہ مقررین کی عدم موجودگی کی بنا پر ملتوی کر دیا گیا۔

اسلامیہ کالج لاہور میں مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر شمل نے تصوف اور اقبال کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا "ایسا تصوف کو معطل کر دے ڈاکٹر اقبال کے نزدیک نا قابل قبول تھا" تقریر سے قبل پروفیسر خواجہ محمد اسلم پرنسپل اسلامیہ کالج نے کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ موصوفہ یورپ میں فلسفۂ اقبال پر بہت بڑی سند ہیں۔ اور آپ ہی کی کوششوں کا اثر ہے کہ اقبال کے فلسفے سے متاثر نظر آتا ہے۔

ے کالج سیالکوٹ میں مجلس اقبال، انجمن مدیران جرائد، ٹریڈ یونین فیڈریشن، اسٹوڈینٹس ویلفیئر سوسائٹی، بزم احباب

در بزمِ فروغِ ادب نے مشترکہ طور پر "یوم اقبال" منایا اور ایک عظیم الشان جلسہ ڈاکٹر جاوید اقبال کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں جرمنی کی مشہور خاتون ڈاکٹر شمل اور مولانا عبدالستار نیازی نے تقریریں کیں۔

یوم اقبال پر جامعہ اسلامیہ منٹگمری میں ایک شاندار تقریب منائی گئی۔ جس میں مولانا کوثر نیازی۔ سید ہاشمی فریدآبادی، سید امیر الدین قدوائی۔ طفیل ہوشیارپوری اور قمر جلال پوری نے خراجِ عقیدت پیش کیا۔

کراچی میں بزمِ اقبال کے زیرِ اہتمام علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے دفتر میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے شاعر مشرق کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا "اقبال کے فلسفہ کی بنیاد قرآنی تعلیم اور اسلامی نظریۂ حیات ہے۔ انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ "نوجوان اقبال کے کلام سے سرد مہری برت رہے ہیں"۔

مرکز تعمیرِ نو لاہور میں بزمِ اخوان کے زیرِ اہتمام ایک جلسہ علامہ اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ جس کی صدارت چودھری نذیر احمد سابق اٹارنی جنرل نے کی۔ مولانا علم الدین سالک اور آغا شورش کاشمیری نے بھی جلسے کو خطاب کیا۔ چودھری نذیر احمد خاں نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا "اقبال کے شیدائی صرف یومِ وفات منانے ہی پر اکتفا نہ کریں۔ بلکہ عملی طور پر اپنی زندگی تعلیمات اقبال کے تحت بسر کریں۔ کیونکہ یہ تعلیمات قرآن حکیم اور ارشادات نبوی کے عین مطابق ہیں۔ آغا شورش کاشمیری نے مشورہ دیا کہ علامہ اقبال کے کلام میں جن امور کی تکرار ہے اور جن شخصیتوں اور تلمیحات کا ذکر ہے، ان کے بارے میں ٹھوس اور صحیح معلومات مرتب کی جائے۔ مولانا علم الدین سالک نے کہا ہمیں چاہیئے کہ تعلیمات اقبال کو عملی زندگی میں رہنما بنائیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ نصاب میں کلام اقبال کو اس کا صحیح مقام دیا جائے۔

اردو اکادمی بہاولپور کے زیرِ اہتمام انٹر کالج ہال میں علامہ اقبال کو عقیدت کا خراج پیش کرنے کے لئے ایک پُر وقار تقریب منائی گئی۔ جس میں پاکستان کے مشہور ادیبوں نے شرکت کی۔ سید عابد علی عابد نے علامہ اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ اقبال کی شاعری کا رنگ فلسفیانہ اور حکیمانہ ہی نہیں قلندرانہ بھی ہے۔ اور تصوف میں ڈوبا ہوا ہے۔ یوم اقبال کمیٹی کے صدر جناب سید دربار علی شاہ ڈپٹی کمشنر بہاولپور نے اپنے مقالہ میں کہا "اس محسن اعظم نے ہمیں مایوسی اور احساس کمتری کی ظلمتوں سے نکال کر حوصلہ مندی، امنگوں اور احساس خودی کی دولت سے مالامال کیا۔

۲۱ اپریل کو اقبال اکیڈیمی کے زیرِ اہتمام رنگون میں علامہ اقبال کی ۲۵ ویں برسی بڑے احترام کے ساتھ منائی گئی۔ اس موقع پر اکیڈیمی کے صدر اور شہر کے دوسرے معززین نے علامہ اقبال کی زندگی اور اُن کی شاعری پر روشنی ڈالی۔ اور ایک مشاعرہ بھی ہوا جس میں رنگون کے ممتاز شعراء نے حصہ لیا۔

یوم اقبال کی تقریبات میں ایران کے ناظم لاہور ڈاکٹر سید محمد تقی مقتدری نے اپنے مقالے میں کہا ہے کہ میرے نزدیک علامہ اقبال آج بھی زندہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُن کی برسی کے موقع پر تقریبات منعقد کرنے کے بجائے ہمیں اُن کے یوم پیدائش کو اُن کے شایانِ شان منانا چاہیئے۔ آپ نے کہا علامہ کو پیدا ہوئے آج اکانوے سال پورے ہوتے ہیں۔ آج سے نو سال بعد ان کی پیدائش کو ایک صدی پوری ہوجائیگی۔ اس لئے آپ کو آج ہی سے اس مبارک دن کی تیاریاں شروع کردینی چاہئیں۔ سید مقتدری کی اس تجویز کا اجلاس میں پرجوش خیرمقدم کیا گیا۔ اور اُن کو اس تجویز پر عمل کرنے کا یقین دلایا گیا۔

سلسلہ نمبر ۶

گنج ھائے گراں مایہ

مخطوطات انجمن ترقی اردو کی وضاحتی فہرست

۱۔ دیوان بیان	خواجہ احسن اللہ خان بیاؔن دہلوی
۲۔ مثنوی راگ مالا	سید عبدالولی عزلت
۳۔ تذکرہ گلشن راز	سید فتح علی حسینی گردیزی
۴۔ تذکرہ گلزار ابراہیم	علی ابراہیم خاں

مرتبہ

افسر صدیقی امروہوی

آب تک حسبِ ذیل مخطوطات پر توضیحی حواشی شائع کئے جا چکے ہیں

۱	مثنوی اسرار محبت	محبت بریلوی
۲	مثنوی محیط	رام جس محیط
۳	وصیت نامہ	———
۴	دیوانِ حقیقت	شاہ حسین حقیقت
۵	مثنوی بحر الفت	واجد علی شاہ اختر
۶	قصہ حضرت سلیمان و بلقیس	اعزاز الدین نامی
۷	دیوانِ عیش	طالب علی خاں عیش
۸	مجموعۂ حکایات	———
۹	دیوانِ عیش	حکیم آغا جان دہلوی
۱۰	چار گلشن غوثیہ	شیخ احمد حسرت کرنولی
۱۱	دیوانِ اوج	عبداللہ خاں اوج سروھنوی
۱۲	دیوان حیرت	سید ابوالحسن حیرت
۱۳	دیوانِ عیش	مرزا علی عیش
۱۴	کرامات نامہ	دائم
۱۵	مثنوی باغِ ایمان	تشفی
۱۶	مثنوی ایمان درپن	الفت
۱۷	طوطی نامہ	میر محمد حیات حسرت
۱۸	مثنوی بوستان خیال	سید شاہ سراج اورنگ آبادی
۱۹	دیوان قدرت	شاہ قدرت دہلوی

دیوانِ بیان دہلوی

سائز ۸ × ۶½ صفحات (۹۵) سطور (۱۷) سنہ کتابت ماہ صفر ۱۳۲۲ھ ۔ کاغذ دبیز چکنا دیسی
اس دیوان کے سرورق پر لکھا ہے " دیوان بیاں یعنی خواجہ احسن اللہ خاں شاگرد حضرت مظہر جانجاناںؒ کی فکر ۔ اسے سید محمد علی ملیح آبادی نے ایک صحیح نسخہ سے نقل کیا ۔ وہ مختصر سا دیباچہ بھی لکھنا چاہتے تھے ۔ اور اس غرض سے ۶ صفحہ سادہ چھوڑے تھے لیکن کسی وجہ سے یہ دیباچہ تحریر نہ کیا جا سکا ۔ خط نستعلیق ہے ہر صفحہ کا تہائی حصہ بطور حاشیہ چھوڑا گیا ہے صفحہ ۹۳ پر سید محمد علی ملیح آبادی کی اردو انگریزی بیضوی مہر ہے ۔
عنوانات اور اسمار کو سرخ روشنائی سے نمایاں کیا گیا ہے ۔ ردیفوں کے نام حاشیہ پر سیاہ روشنائی سے ہیں ۔ جن شعرا کے تخلص دیوان میں آئے ہیں ۔ حاشیہ میں ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔ مثلاً ردیف میم کی پہلی غزل کا مقطع ہے ؎

اس غزل پر گر فغاں رکھیے تو یہ پڑھیو بیاں میں تو اس لائق نہیں یہ لطف فرماتے ہو تم

اس سلسلے میں حاشیہ پر لکھا ہے " اشرف علی خاں دیکھو آب حیات صفحہ ۱۱۳ " دو جگہ حاشیہ پر دو دو اشعار کا پنسل سے اضافہ کیا گیا ہے اور ایک صفحہ پر مندرجہ ذیل مشہور فرد بھی پنسل سے لکھی گئی ہے ؎

یہی مضمون ہے خط کا احسن اللہ کہ حسن ماہ رویاں عارضی ہے

متعدد مصرعوں کی جگہ خالی چھوڑی گئی ہے ۔ کیونکہ وہ اصل مسودہ میں سمجھ میں نہ آ سکے ہوں گے ۔ الف ۔ ن اور ی ردیفوں کے آخر میں متعدد فردیات ہیں ۔

حالات مصنف ۔ بیاں کا نام خواجہ احسن اللہ خاں تھا ۔ ان کے بزرگ کشمیری الاصل تھے مگر آگرے میں آ بسے تھے بیاں کے والد نے دہلی میں سکونت اختیار کی بیاں یہیں پیدا ہوئے ۔ مرزا جانجاناں مظہر کے مخصوص شاگرد اور مولانا فخرالدین دہلوی کے مرید خاص تھے ۔

۱۲۰۳ھ (۱۲۱۶ھ) میں دہلی سے حیدرآباد گئے اور آصف جاہ ثانی میر نظام علی خاں کی سرکار میں توسل ہو گیا ۔ نواب سطوت جاہ (۱۱۸۷ تا ۱۲۱۹ھ) اور راجہ چندو لال (وفات ۱۲۶۱ھ) کے مداحوں میں تھے ۔ متعدد شاگرد چھوڑ کر ۱۲۱۳ھ میں حیدرآباد

... لکھا ہے ۔ سید الدین ہاشمی نے دکن میں اردو کے صفحہ میں ہمدم کا :
رائے گلاب چند لکھا ہے اور کتب خانہ سالار جنگ کی وضاحتی فہرست کے ص۲۵۹ میں جگنا تھ رائے ایک مصنف کے قلم سے ایک
شخص کے دو نام یہ تحقیق حیرت انگیز ہے ۔ اکثر تذکرہ نویس بیاں کی خوش گوئی کے معترف ہیں مثلاً
شاعر فصیح اللسان سخن شیخ بلیغ البیان است مجموعہ نغز ص۱۲۴ ج ۱
کلام ان کا بہت شیریں ہے ۔ سخن شعرا ص۔
آغاز ؎

کیا کیجئے بیاں اس کے وجوب اور قدم کا	طاقت نہ زباں کی ہے نہ مقدور قلم کا
آداب رہ نعت پیمبر نہ ادا ہوں	نوں خالہ صفت سر سے اگر کام قدم کا
کیا مدح کروں آل اور اصحاب کی اس کے	یہ مرتبہ کب ہے میری تحریر و رقم کا
بندے سے ثنا حضرت استاد کی کیا ہو	مظہر ہے خداوند کی وہ شان اتم کا
سنتا ہے بیاں عذر تیرے سب ہیں یہ مسموع	کیا مدح کرے جس کو سلیقہ نہیں ذم کا

ص۲۸۶ تک ردیف وار غزلیں ہیں جنکی تعداد ہے ان میں ایک پنج شعری غزل مدح نظام کی بھی ہے ۔
کے بعد کچھ مختلف اشعار ہیں پھر تین قطعات مدحیہ ان قطعات کے بعد سودا کی غزل ہے اور نعمت خاں عالی کے دو فارسی
کی تخمیس ہے پھر چار مدحیہ رباعیوں کے بعد عاشقانہ رباعیاں شروع کی گئی ہیں جنکی تعداد ۳۸ ہے ۔ رباعیات کے آخر
پر ایک قصیدہ منقبت حضرت علی، گیارہ بند کا مسدس نما مرثیہ اور ایک مختصر سا دا سوخت بطور ترکیب بند ہے پھر تین مثنو
ہیں پہلی مثنوی رد الابرا در وئے سخن بمیر سجاد ہے دوسری کا عنوان چیپک نامہ ہے اس میں دنیا بھر کے پرندوں کے نام آ
ہیں تیسری مثنوی میں مومن خاں کے بنائے ہوئے کنویں کی تعریف کی ہے ۔ اس کے بعد دو غزلیں ردیف نون کی بے ترتیب
آگئی ہیں ۔ انعام اللہ خاں یقین کی پنج شعری غزل اور مخلص کے ایک فارسی شعر کی تخمیس، عرض آداب، درگاہ رسالت ایک
مرثیہ ایک قصیدہ مدح میر نظام علی خاں اور سات شعر کی مثنوی ریختہ کے بعد یہ دیوان ختم ہو گیا ہے ۔
آخری مثنوی کی بیت اول و بیت آخر مندرجہ ذیل ہے ؎

مجھے ایک ہی نام سے کام ہے	وہی نام آغاز و انجام ہے
بیاں بس اسی نام کو یاد رکھ	دو عالم سے خاطر کو آزاد رکھ

ترقیمہ ۔ ترقیمہ کی عبارت یہ ہے ۔
در قلعہ کھمم میٹ ضلع ورنگل ملک نظام بعرصہ سہ یوم اختتام یافت ۔ ۱۶ صفر المظفر ۱۳۲۷ف روز سہ شنبہ بخط
سید محمد علی ملیح آبادی

دیوان بیاں کا ایک مخطوط سرسالار جنگ کے کتب خانہ میں بھی ہے جس کا نشان سلسلہ (۵۳۷) ہے یہ ۱۲۰۸ھ
کیا ہوا ہے اور زیر نظر مخطوط سے زیادہ مکمل ہے دوسرا مخطوط کتب خانہ آصفیہ میں ہے (داخلہ ۲۹۸۹)

مثنوی راگ مالا

سائز ۸½ × ۷½ صفحات (۹۹) سطور (۱۳) کاغذ سفید چکنا دبیز

یہ مثنوی ہندوستانی موسیقی پر لکھی گئی ہے اس کتاب میں تمام راگوں اور ان کی قسموں کی تشریح کی گئی ہے۔ ہندو عقائد کی راگوں اور رگینوں کی جو تصویریں فرض کی گئی ہیں اور جو خصوصیات مقرر کر لی گئی ہیں ان کو بہترین انداز میں نمایاں کیا نوی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ عزلت نے گجراتی نژاد ہوتے ہوئے اس مثنوی میں وہ زبان استعمال کی ہے س دہلی کی زبان کہنا چاہیئے۔

اس مثنوی میں کچھ ایسے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں جو ثقہ اہل زبان ترک کر چکے ہیں لیکن روزمرہ ان سے ابھی تک یں ہے۔ پہننا کو پہرنا جھاڑ درخت کے معنی میں یا بانسری کی جگہ بانسلی اور زیادہ کے لئے گھنیری کا لفظ کام اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔

زیر نظر مخطوط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد اس عنوان سے شروع ہوتا ہے۔

مثنوی راگ مالا بزبان ریختہ روزمرہ اردوئے معلائے شاہجہاں آباد از حضرت سید عبدالولی عزلت مدظلہ العالی

اس بات کا ثبوت ہے کہ زیر نظر مخطوط جس مخطوطے سے نقل ہوا ہے وہ سید عزلت کی زندگی میں لکھا گیا تھا۔

حالات مصنف ۔ عزلت کا نام حافظ سید عبدالولی تھا وہ سید سعد اللہ قادری سلونوی کے فرزند رشید تھے ت میں آگئے تھے۔ تعلیم و تربیت اپنے والد کے زیر سایہ پائی سنہ پیدائش ۱۱۰۴ھ ہے آغاز جوانی میں سورت سے اورنگ آباد انہ ناصر جنگ کا بھاان کی شہادت کے بعد سورت واپس چلے گئے وہاں سے ۲۰ جمادی الاول ۱۱۶۴ھ کو دہلی پہنچے اور کئی رہے دہلی سے بنگال کا رخ کیا اور علی وردی خاں مہابت جنگ کی مصاحبت میں رہنے لگے۔ ۱۱۷۰ھ میں بنگال سے جی ورنگ آباد ہوتے ہوئے حیدرآباد پہنچے نواب آصف جاہ ثانی (۱۱۷۳ – ۱۲۱۸) کی عنایات سے سرفراز ہوئے۔

بعض تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ وہ ۱۱۵۱ھ میں بنگال سے اورنگ آباد آئے نواب ناصر جنگ بہادر نے مایحتاج سے بے نیاز
جب نواب موصوف شہید ہوئے تو حیدرآباد آئے جہاں نواب نظام علی خاں ان کے ساتھ ہمیشہ مہربانی سے پیش آتے رہے

عزلت آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے لباس بھگوا تھا اور داڑھی مونچھ صفا اسی بنا پر قتیل نے لکھا ہے "ملا مینہ مز
وارد ریش و بروت تراشیدہ بو منع رنداں می باشد" ربیع الاول میں میلاد نبوی اور عشرہ محرم میں مجالس عزا منعقد کرتے
عزلت کو خطاطی، موسیقی، مصوری اور شاعری تمام فنون لطیفہ میں کمال حاصل تھا وہ زندہ دل اور رنگین مزاج
سیاح طبیعت اعلیٰ درجے کے تھے۔

شیخ چاند کا بیان ہے کہ ۲۷ رجب ۱۱۹۸ھ کو ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ نصیر الدین ہاشمی نے بھی یہی سنہ لکھا
(دکن میں اردو ص ۳۳۸) لیکن یہ سنہ صحیح نہیں ہے ان کی پیدائش کا سنہ خود شیخ چاند نے ۱۱۰۴ھ لکھا ہے ۸۵ سال
میں جمع کئے جائیں تو ۱۱۸۹ ہوتے ہیں ۱۱۹۸ نہیں ہوتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کتابت اول میں ۸ اور ۹ کے ہندسوں کے مقام تبدیل ہو
ہیں جس سے ۸۹ کا ۹۸ ہو گیا ہے اور ہاشمی صاحب نے بجنسہ اسے نقل کر دیا ہے۔

عزلت کی تصنیفات سے مثنوی راگ مالا کے سوا۔ فارسی اور اردو کے دیوان اور ساقی نامہ بھی ہیں۔ ہندی میں
کی بہت سی پہیلیاں، مکرنیاں، کبت۔ دو ہے جھولنے اور بارہ ماسے ہیں اس میں ان کا تخلص نرگن (خالی از ہنر) ہے جسے
تذکرہ نویسوں نے نرگس سمجھ لیا ہے۔

حیدرآباد میں عزلت کے کافی شاگرد تھے۔ جن میں سے خواجہ حمید الدین یاد کا تذکرہ صاحب محبوب الزمن
کیا ہے۔

آغاز۔ مثنوی کے آغاز میں حمد و نعت کا صرف ایک ایک شعر ہے ؎

خدا کی حمد میں کہتا ہوں ہر دم ۔۔۔ کیا اک حرف سے جس نے دو عالم
درودِ مصطفیٰ و آلِ اطہر ۔۔۔ کہوں ہوں مولوا اپنے زباں کر

اس کے بعد سرود کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا نے جب آدم کا پتلا بنایا اور اس میں روح
داخل ہونے کا حکم دیا تو روح گھبرانے لگی بعدہٗ ایک فرشتے کو حکم دیا گیا کہ وہ جسم میں داخل ہو کر ایک راگ الاپے چنانچہ
اور روح راگ سنتے ہی دیوانہ وار جسم میں داخل ہو گئی۔ راگ کی عظمت کے سلسلے میں وہ لکھتے ہیں ؎

۴۔ نظام الدینؒ دلی، خسرو کو بولا ۔۔۔ کہ ایزد ساری روحیں کرکے پیدا
الست ربکم سب کو سنایا ۔۔۔ مری جب روح کے کانوں میں آیا
وہ پردہ پوربی کا تھا یقین جان ۔۔۔ مجھے تو پوربی ہے راحتِ جان
روایت ہے کہ میثاغورث اعلم ۔۔۔ مراقب جب ہوا وہ بند کر دم

کیا پرواز روحی قید تن سے — گیا تا چرخ وہ اُڑ کر بدن سے
سُنا آہنگ افلاک اور ستارے — تب اس کی روح نے کئی نعرے مارے
جب آیا ہوش سے اس کا بجا دل — لکھا تب موسقی کے فن کو کامل
غرض فن موسقی کا ہے عبادت — جو یادِ حق میں ہو اس کی سماعت
خدا نے جب تن آدم بنا کر — کہا اے روح تو جا اس کے بھیتر
کیا عرض آہ بھر کر روح نے یوں — اندھیاری کوٹھری میں جا بسوں کیوں
کہا تب اک ملک کو بیٹھ تن میں — تو بولی اک راگ آدم کے بدن میں
ملک سے سن کے تانیں درد کی کئی — دوانی ہو کے تن میں روح آگئی
سرودوں سے ہو ہے جیتا انساں — جو سچ بولوں تو تھا نغمہ وہی جاں

اس کے بعد چھ راگوں کی تفصیل ہے کہتے ہیں —

میرے آہنگ پر رکھ گوش دل یار — کہ ہندی راگ ہیں چھ، سن بیاں وار
سری راگ اور دیپک اور ہنڈول — سرود مالکوس ان میں ہے انمول
گل بھیرؤں میں سب بوئے جنوں ہے — برستا میگھ سن آنکھوں سے خوں ہے
ہر اک کی راگنی پانچ آٹھ پتر — سمایا سن ہر ایک کا گوش دل دھر

۶ راگوں کے ۶ × ۵ = ۳۰ راگنیاں اور ۶ × ۸ = ۴۸ پتر ہوئے۔ یہ سب اقسام ۶ + ۳۰ + ۴۸ = ۸۴ عنوانات ہیں

ی ہیں۔ مثنوی میں کل اشعار کی تعداد (۱۱۷۶) ہے —

اختتام — آخری عنوان سمایائے سامان کا ہے جسے میگھ کا آٹھواں پتر بتایا ہے۔ اس کی تفصیل میں (۱۴) اشعار
۔ آخری تین اشعار یہ ہیں —

زبس عشرت سے تھی مجلس لبالب — کدورت راہ پاتی وہاں ذرا کب
سمایا دیکھ اور پاس اپنے دلبر — نکالا مرد نے سامان پتر
ہوا خزاں کا یاور حق تعالے — کہا اتمام نظم راگ مالا

تخلص والے مصرعہ کے نیچے ۱۲۵ کا عدد لکھا ہے اور اس کے نیچے کی سطر میں لکھا ہے

۲۳ ب ما ی مہ دص ل دع ی ش

کوئی ترقیمہ نہیں ہے

راگ مالا کے قلمی نسخے کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد کے اور انڈیا آفس میں ہیں —

تذکرہ گلشن راز

سائز ۸ × ۶ صفحات ۲۳۲ سطور (۲) سنہ تصنیف ۱۱۶۶ھ

اس تذکرہ کا دوسرا نام تذکرۂ بے بدل بھی ہے۔ یہ وہی تذکرہ ہے جو تذکرہ ریختہ گویاں کے نام سے ۱۹۳۳ء میں چھپ چکا ہے۔ انجمن ترقی اردو نے جس مخطوطے کو سامنے رکھ کر تذکرہ ریختہ گویان طبع کرایا تھا۔ وہ اس وقت موجود نہیں ہے معلوم ہوسکتا کہ اس مخطوطے کے کاتب نے تذکرہ کا نام کیا لکھا تھا۔ مطبوعہ نسخہ کے ترقیمہ میں کاتب و تاریخ کتابت تو موجود ہے لیکن کتاب کے نام کی صراحت نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تذکرہ ریختہ گویاں نام مصنف کے دیباچے سے اخذ کیا گیا تھا۔

"بعد ہذا آشنایان این فن را مخفی نماند کہ چوں تذکرہ ریختہ گویاں است شمۂ از معنی ریختہ بہ ترتیب سخن در مطاوی خطبہ مذکور می گردد (ایل اللہ نصیر لاہور" ص۲

لیکن یہاں "تذکرہ ریختہ گویاں" نام کے طور پر استعمال نہیں ہوا بلکہ اس کا مقصد ریختہ کہنے والوں کا تذکرہ ظاہر اور اس بنا پر اسے "تذکرہ ریختہ گویاں" نام دینا صحیح نہیں ہے اصل نام گلشن راز ہی معلوم ہوتا ہے۔

یہ مخطوط محمد شریف عاجز نے عبدالغنی خاں کے لئے نقل کیا۔ افسوس ہے کہ کاتب نے روز شنبہ اور وقت سہ دیا لیکن سنہ مہینہ اور تاریخ لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی اگر سنہ بھی لکھ دیا جاتا تو مخطوطے کی قدامت کا پتہ چل جاتا۔

صفحہ اول پر "کتاب گلشن راز یعنی تذکرۂ بے بدل ہندی از تصنیف فتح علی خاں" اور صفحہ دوم پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قبل "تذکرہ بے بدل ہندی تصنیف فتح علی خاں" تحریر ہے۔

کاتب نے جا بجا ہائے مدورہ کے بدلے ہائے مخلوط اور ہائے مخلوط کی جگہ ہائے مدورہ تحریر کی ہے مثلاً سجاد کے

کھا دلنی اتنا تو خوبو نکتیں　　　　یو دیکھو کی اپنا کیا پا یگا

گ میں دو مرکز کسی جگہ نہیں ہیں۔ نے کوئی، کی کوکے، تم نے کو تمنے، اک کو ایک، دیکھ کو دیکھ تحریر کیا ہے اصلی وزن کے باوجود بہوت لکھا ہے۔ کاف بیانیہ "کو" کی " بنایا ہے ؎

کیا کرے پاؤں بھی کی جنگل میں　　　　کچھ نہیں آبلوں سے چل سکتا

جو کی تمکوں بھلا جان دھی بہتر ہے　　　　دل برا تمنے کیا ہم سے بہوت خوب کیا

اس مخطوطہ کی ترتیب مطبوعہ نسخہ کے مطابق ہے لیکن سودا کے بعد حالات تو درکنار تخلص بھی درج نہیں صرف کلام نقل کر دیا گیا ہے جو کہیں بیت کہیں فرد اور کہیں رباعی کے عنوان کے تحت ہے۔ دو ایک جگہ غزل کا ریختہ میں عام طور پر ایک ردیف کے وہ اشعار ہیں جن کی تعداد دو سے زائد ہے۔ جو دو بیتیں ایک ہی ردیف کا وزن کی ہوں انہیں رباعی لکھا گیا ہے۔

یقین کے اشعار میں ایک جگہ العیاذ کو العیاث لکھا ہے اور اس شعر کے دونوں مصرعوں کو مقدم و موخر بنا دیا ہے ؂

کون دیکھے قامتِ رعنا پہ تیرے جز یقیں　　　غیر شاعر کون دے اس مصرعِ موزوں کی داد

صفحہ ۱۶۲ پر شبو سنگھ ظہور کا شعر ہے ؂

چمن میں باندھنے مجھ کو نہ آشیاں دینا　　　گلوں سے ملنے کی رخصت تو باغباں دینا

اس شعر کا عنوان "قطعہ" ہے

تمام عنوانات سُرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

مخطوطہ میں "گھاسی" تخلص کے شاعر کا کوئی شعر موجود نہیں ہے۔ حالانکہ مطبوعہ نسخہ میں موجود ہے ۔

انتخاب اشعار میں کمی بیشی بھی ہے مثلاً مخطوطہ میں خواجہ احسن اللہ بیاں کے حال میں" نیز خواجہ احسن اللہ بیاں" لکھ کر کے اشعار دے دیئے گئے ہیں مگر ابتدائی تین شعر ندارد ہیں ان اشعار میں وہ شعر بھی ہے جو بیاں نے اپنے استاد کی تعریف میں کہا ہے ؂

بندے سے ثنا حضرتِ استاد کی کیا ہو　　　مظہر ہے خداوند کی وہ شان اتم کا

اسی طرح سید عبدالوہاب بیکل کے دو شعر جو مطبوعہ نسخے میں موجود ہیں اس نسخے میں نہیں ہیں۔

بعض اشعار مخطوطے میں ایسے بھی ہیں جن سے مطبوعہ تذکرہ خالی ہے۔ مثلاً سجاد کے یہ دو شعر ؂

ہونا نہیں ہے قلب میں عاشق کے ساتھ صاف　　　جس سیمتن کے ہوتی ہے کچھ دل کے بیچ کھوٹ

رو دیا تُربت یار نے سجاد　　　جب مری چشم سے ملائی چشم

چند اور شعرا کے اشعار بھی اس مخطوطے میں زائد ہیں جن کا اضافہ "تذکرہ ریختہ گویاں" کی آیندہ اشاعت میں کیا جا سکتا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

حسن علی شوق ؂

اے یاس مجھ کو کام اجابت سے کیا رہا　　　وقتیکہ میں دعا ہی سے جب ہاتھ اٹھا چکا

ایضاً ؂ ناز و کرشمہ، غمزہ، ادا، عشوہ و خرام　　　یو سب ہیں ان بتاں میں اک دلبری نہیں

سید عبدالولی عزلت ؂

سوچ بوجھ ان کی نہ ہو کیوں نہ دہی میخوار کا　　　چشم ہے جام و دلِ بادہ کشاں ہے شیشہ

ملکِ دیوار نخل میں آڑا مثلِ غبار ؟　　　اب گردِ رہِ رفتار ہوں کس کا اُن کا ؟

جو راہِ کعبہ وحدت بکھرے کیطرح سوجھے　　　مثا کثرت کے جادوں کو طواف اپنا کیا کریے

قیام الدین قائم ؂

ایسا ہی جو دل نہ رہ سکے کا　　　ٹک دور سے دیکھ جائیں گے ہم

قدرت ؎ کہتا ہے مجھکو زخم ہے یک آرزو ہنوز سوز غم کھا چکا ہے دل اس پر جگر جلا

مرزا مظہر ؎ شاخ و گل ہلتے نہیں یہ بلبلوں کو باغ میں ہاتھ اپنے کے اشارے سے بلاتی ہے بہار

الٰہی درد و غم کی سرزمیں کا حال کیا ہوتا محبت گر ہماری چشم تر سے مینہ نہ برساتی

توفیق دے تو شور سے اک دم تو چپ رہے آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں

یقین ؎ جفائے دلبراں پر صبر کرنا ہی مناسب ہے یقیں دعویٰ وفا کا کر کے اب فریاد کیجے

یقیں تقلید سے سرمست؟ یہ ممکن ہے کہاں ہر سر پھر افرماد کو پہنچے

ان پری زاد دوانوں نے کیا پیر مجھے کر دیا ضعف سے جوں سایہ زمیں گیر مجھے

حالات مصنف - گلشن راز کے مصنف سید فتح علی خاں گردیزی حسینی تخلص کرتے تھے وہ اردو شاعری اعتبار سے چنداں مشہور نہیں البتہ فارسی اچھی لکھتے تھے - تذکرہ صبح گلشن میں مولوی صدیق حسن خاں نے ان کے جو حالات ہیں ان کا مفاد یہ ہے "کہ حسینی کے والد سید عوض علی خاں فرخ سیر و محمد شاہ کے عہد میں نواب ظفر خاں برادر صمصام الدولہ رفاقت میں نیابت صوبہ لاہور کے عہدے پر سرفراز رہ کر سکھوں کی تنبیہ و تہدید میں بڑی حد تک کامیاب رہے - اکابر سادات حسینی بغدادی کے ایک خاندان میں ایک عفیفہ سے ان کی شادی ہوئی تھی جن کے بطن سے حسینی پیدا ہوئے سن تمیز کو پہنچ کر ظاہری قاضی مبارک گوپاموی شارح سلم سے حاصل کئے اور علوم باطنی میں اپنے والد کے اشارہ سے بہ عالم رویا سید صدر جہاں شاہجہاں آبادی سے فیض پایا - ۹۵ سال کی عمر پاکر ۱۲۲۴ھ میں وفات پائی اور ترکمان شاہ کی درگاہ کے قریب اپنے والد کے مزار کے پاس دفن ہوئے - کہا جاتا ہے کہ ان کے فارسی دیوان میں پندرہ ہزار اشعار تھے -

حسینی نے گلشن راز کے سوا بعض اور کتابیں بھی تصنیف کی تھیں جن کی تفصیل مطبوعہ تذکرہ میں موجود ہے

ترقیمہ - تمت تمام شد کار من نظام شد

تمام شد کتاب گلشن راز بہجت خان عالی شان بلند مکان قبلۂ دو جہاں

عبد الغنی خاں فیض رساں سلمہ الرحمان نوشتہ شد از دست فقیر حقیر مسکین

دعا گو و دولت جوئے امید وار فضل و کرم بندۂ درگاہ محمد شریف عاجز

ہر کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز محروم ز درگاہ تو کے گردد باز

تمام شد بروز شنبہ بوقت سحر "

صفحہ آخر پر "ٹیپو سلطان محمد خاں زرین" کی دو مستطیل مہریں ثبت ہیں جن کی لمبائی چوڑائی تقریباً ایک اپنچ پون اپنچ ہے

تذکرہ گلزارِ ابراہیم

سائز ۱۰ × ۷ ½ صفحات (۳۷۴) سطور (۱۸) خط نستعلیق - کاغذ چکنا - سنہ تصنیف ۱۱۹۴ھ سنہ
یہ نواب علی ابراہیم خاں خلیل کے فارسی تذکرے کا ترجمہ ہے جو سنہ ۱۱۹۸،۱۱۹۶ھ میں مکمل ہوا تھا - گلزار ابراہیم میں اردو کے
[شاع]روں کا ذکر کیا گیا ہے اور اصل نسخہ مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے سنہ ۱۹۳۴ء میں شائع ہو چکا ہے -

زیر نظر مخطوطہ اصل نسخۂ فارسی کا دوسرا حصہ ہے جس کا آغاز "میر سوز" کے حالات سے ہوا ہے اس سے پہلے حروف کے
[شعرا] میں س کے مرزا سودا بھی شامل ہیں - پہلی جلد یا پہلے حصے میں آچکے ہوں گے - اس مخطوطے کی خصوصیت یہ ہے کہ تذکرہ
[ابرا]ہیم کی فارسی عبارت کو بجنسہ نقل کر کے اس کا لفظی اردو ترجمہ دیا ہے اور اسی کے ساتھ اردو کے منتخب اشعار کو
[...] میں تبدیل کر دیا گیا ہے - اس طرح یہ تذکرہ صرف اردو داں طبقے کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں کے مطالعہ کے لئے بھی
[مفید] ہو گیا ہے جو صرف فارسی جانتے ہیں - نقل احتیاط سے نہیں کی گئی - جس کی وجہ سے غلطیاں موجود ہیں مثلاً سوز کے
[حالات] میں ساکن قرا دل پورہ کے بدلے مثاکر قرا دل پورہ لکھا ہے -

حالات مصنف - علی ابراہیم خاں پٹنے کے باشندے تھے اور خلیل تخلص کرتے تھے - بڑے صاف گو اور منصف
ادیب و مورخ گزرے ہیں - ۱۱۹۴ھ / ۱۷۸۱ء میں ناظم ضلع بنارس ہوئے اور ترقی کر کے گورنری کے عہدے تک پہنچے - حکومت
[...]ہ نے ان کو امین الدولہ عزیز الملک نصیر جنگ کا خطاب عطا کیا تھا - صاحب سخن شعرا کا بیان ہے - کہ گورنر جنرل لارڈ
[کارنوا]لس بہادر نے ان کو عدالت دیوانی بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا - جرات کے ایک قطعۂ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی
[ابراہی]م خاں نے ۱۲۰۵ھ میں وفات پائی قطعہ یہ ہے ؎

افسوس صد افسوس گیا برج فنا میں — خورشید عدالت مہ تاباں عدالت
کیا ظلم ہے یوں گلشن ہستی سے وہ اٹھ جائے — تھا جس سے کہ سرسبز گلستاں عدالت
جو شمع سے پروانے کو دلوائے چراغی — ہو جائے وہ گل شمع شبستاں عدالت
صد حیف کہ خاموش پڑا وہ تہہ خاک — تھا گرم سخن جو کہ بہ ایوان عدالت
ہو گرمی بازار سخن کیوں نہ پھر اب سرد — منصف نہ رہا تھا جو سخنداں عدالت
جرات نے بس افسوس کناں یہ کہی تاریخ — لو آہ مٹا مطلع ایوان عدالت

اس قطعہ میں اگرچہ علی ابراہیم خاں کا نام نہیں آیا ہے لیکن دیوان جرات کے مخطوطے میں جو انجمن ترقی اردو کے کتب خانے
[میں] ہے، لکھا ہے "قطعہ تاریخ رحلت علی ابراہیم خاں کہ در بنارس از طرف صاحبان انگریز مختار عدالت بودند"

نواب علی ابراہیم خاں نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں جن میں فارسی شعرا کے دو تذکرے خلاصۃ الکلام اور صحف ابراہیم اور ایک تذکرہ اردو شاعروں کا گلزار ابراہیم بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ وقائع جنگ مرہٹہ تصنیف ۱۲۰۱ھ اور لیخا ور راجہ چیت سنگھ والیٔ بنارس دو کتابیں اور ہیں۔ ان کے خطوط کا مجموعہ برٹش میوزیم میں موجود ہے۔

آغاز ـ سوز تخلص دہلوی نام اس کا سید محمد شاکر قراول پورہ شاہجہان آباد کا سادات و مشاہیر سخنوروں میں ادابندی و اندازمیں طبع اس کے اس اور فن تیراندازی میں یاتھ اور دل اس کا آشنا بنتے ہیں خط کو زیبا لکھنا۔

علی ابراہیم خاں نے سوز کے حالات میں اُن کے یہ فقرے نقل کئے ہیں۔

تمیر سوز شخصے ست کہ ہیچکس را از وحلاوتے جز سکوت و اکراہ حاصل نہ شود این نیز از قدرت کمال الٰہی ست کہ ہر بلکہ خار وخسے نیست کہ بکار چند نیاید پس اگر منکرے سوال کند کہ ناکارہ محض نیفتادہ ست این ست کہ نامش سوختنی است

زیر نظر مخطوطہ میں اس عبارت کا اردو ترجمہ اس طرح ہے۔

میر سوز وہ شخص ہے کہ کسی کو اُسسے حلاوت سوائے سکوت اور اکراہ کے حاصل نہ ہو یہ بھی قدرت کمال الٰہی سے کہ ہر کوئی بلکہ کوئی خار وخس نہیں ہے کہ کسی کام میں نہ آوے پس اگر کوئی منکر سوال کرے کہ ناکارہ محض نہیں مرا ہے۔ یہ نام اس کا سوختنی ہے۔

ترجمے کی یہی روش اشعار میں بھی قائم ہے سوز کا پہلا شعر ہے ؎

سر دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا   بجائے مد بسم اللہ مدِ آہ میں لکھتا

بر سرِ دیوانِ خود اگر بسم اللہ من می نوشتم   بجائے مد بسم اللہ مد آہ من می نویسم

انہیں کا ایک اور شعر ہے ؎

دل کے ہاتھوں بہت خراب ہوا   جل گیا ہوں کیا کباب ہوا ؟

اس شعر کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے

از دستہائے دل بسیار خراب شدم   سوختم بریاں شد کباب شدم

اختتام ـ مخطوطہ حسن علی خاں یاس کے اس شعر پر ختم ہوا ہے

مجھ کو یقین ہو چکا تیرا وہ دل رہا نہیں   اتنا نہ ناز کر صنم بندے کا کیا خدا نہیں

مرا یقین شد دلِ تو آں نماندہ اینقدر ناز مکن اے صنم چہ خدائے بندہ نیست

مطبوعہ نسخہ میں یاس کے بعد ابوالحسن خسرو دہلوی کا تذکرہ ہے لیکن زیر نظر مخطوطہ اس سے خالی ہے۔ کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

نئے خزانے

جنوری ۱۹۶۳ء کے اردو اخبارات ورسائل میں شائع شدہ مضامین کی فہرست

مرتبہ

سید ابن حسن قیصر

زاہدہ خاتون

یہ فہرست مندرجہ ذیل رسائل اور اخبارات کے مضامین پر مشتمل ہے

آج کل دہلی
ادبِ لطیف لاہور
ادبی دنیا لاہور
استقلال لاہور
افکار کراچی
البلاغ بمبئی
الشجاع کراچی
الفرقان ربوہ
برہان دہلی
بصائر کراچی
بینات کراچی
تاج کراچی
ترجمان القرآن لاہور
تحریک دہلی
تخلیق دہلی
تلاش دہلی
تہذیب الاخلاق لاہور
ثقافت لاہور
جامِ نو کراچی
جامعہ دہلی
جوار بھاٹا دہلی

خاتون پاکستان کراچی
راوی پٹنہ
رہنمائے تعلیم دہلی
سات رنگ کراچی
ساقی کراچی
سویرا ۲۱ لاہور
سیارہ لاہور
شاداب پشاور
صبا حیدرآباد دکن
صحیفہ لاہور
فاران کراچی
فروغِ اردو لکھنؤ
کتاب لکھنؤ
کتابی دنیا کراچی
کردار نو عارف والہ
ماہِ نو کراچی
محور دہلی
معارف اعظم گڑھ
معارفِ اسلام لاہور
مولوی دہلی
نصرت لاہور

نقش کراچی
نقوش ۹۷ لاہور
نگار رامپور
نگار پاکستان کراچی
نوائے ادب بمبئی
ہمدرد صحت کراچی

اقدام لاہور
چٹان لاہور
شہاب لاہور
صدقِ جدید لکھنؤ
قندیل لاہور
لاہور لاہور
لیل و نہار لاہور
ملاپ حیدرآباد دکن
امروز لاہور
انجام کراچی
جنگ کراچی
حریت کراچی
نوائے وقت لاہور

ات۔ کتب خانے اور عجائب گھر

ت مرزا — شاہ محی الدین پھلواری اور انکی تالیفات (۲)
بصائر کراچی — جنوری ۶۳ء

لدڈار — علمی رسائل کے خاص خاص مضامین
ثقافت لاہور — جنوری ۶۳ء

بدالعلیم اور — مقالہ نما (جولائی۔ اگست اور ستمبر ۶۲ء کے اردو رسائل کے مضامین کی وضاحتی فہرست)
نوائے ادب بمبئی — جنوری ۶۳ء

بن رضوی — ہندوستان مسلم دورِ حکومت میں کتب خانے
فروغ اردو لکھنؤ — جنوری ۶۳ء

عثمانی، — مختصر فہرست کتب خانہ مولوی احترام

م الدین احمد — الدین احمد شاغل (واقع تسلیم منزل جے پور راجستھان)
بصائر کراچی — جنوری ۶۳ء

حسین بٹالوی — لندن کے عجائب گھر
قندیل لاہور — ۲۷ جنوری ۶۳ء

نفسیات

احمد — حسن اور جمالیات
استقلال لاہور — جنوری ۶۳ء

اسلم — حیات روح (۲)
ہمدرد صحت کراچی — جنوری ۶۳ء

مد عارف — غم کی نفسیاتی حقیقت
قندیل لاہور — ۱۳ جنوری ۶۳ء

میر بشیر — انسان کا ہاتھ، تقدیر کی مکمل دستاویز
نوائے وقت لاہور — ۲۷ جنوری ۶۳ء

میر بشیر — دست شناسی اور معاشرہ
نوائے وقت لاہور — ۲۰ جنوری ۶۳ء

—— — خوابوں کی دنیا
انجام کراچی — ۲ جنوری ۶۳ء

ذاکر حسین — سیرت کی تعمیر
نگار رامپور — جنوری ۶۳ء

محمد احمد نقوی — ماحول کا اثر کردار پر
جام نو کراچی — جنوری ۶۳ء

وزیر آغا — ثنویت
ادبی دنیا لاہور — دور پنجم شمارہ نہم

شام، محمود — بے ہمتی
ادبی دنیا لاہور — دور پنجم۔ شمارہ نہم

اشرف علی خاں — ضبط نفس
تہذیب الاخلاق لاہور — جنوری ۶۳ء

غلام السیدین — آدمی اور انسان (اخلاق)
نقش کراچی — جنوری ۶۳ء

اسلام

کمال ندوی — اسلام ۔ اور ہمارا تہذیبی امتیاز
لیل و نہار لاہور — ۲۰ جنوری ۶۳ء

محمد جعفر پھلواری — اسلام اور فطرت
ثقافت لاہور — جنوری ۶۳ء

جیلانی کامران — اسلام اور ماتھالوجی

ادیب لطیف لاہور   جنوری ۶۳ء

اصغر علی عابدی   اسلام اور بین الاقوامی سیاست
مولوی دہلی   جنوری ۶۳ء

ابو الاعلیٰ مودودی   اسلام کا اقتصادی نظام
جنگ کراچی   ۴ جنوری ۶۳ء

شہر گرد   ایک ادارہ ــ ایک تحریک (انجمن
سلیمانیہ کا مدرسۂ تعلیم القرآن لاہور)
اقدام لاہور   ۶ جنوری ۶۳ء

ابو الاعلیٰ مودودی   اسلام کی ابتدا
حریت کراچی   ۳۱ جنوری ۶۳ء

ـــــــ   یوگوسلاویہ کے مسلمان
انجام کراچی   ۲۲ جنوری ۶۳ء

محمد فیاض   انڈونیشیا اور اسلام
برہان دہلی   جنوری ۶۳ء

رضا علی عابدی   سولو (جزائر فلپائن کا ایک صوبہ) کے
مسلمان
حریت کراچی   یکم جنوری ۶۳ء

قرآن

اظہر، ظہور احمد   حفظِ قرآن اور قرا
امروز لاہور   ۲۹ جنوری ۶۳ء

عبد العلیم چشتی   قرآن کریم کا ایک قدیم ترین فارسی
ترجمہ
بصائر کراچی   جنوری ۶۳ء

ابو الاعلیٰ مودودی   تفہیم القرآن (سورہ یٰسین (۲))
ترجمان القرآن لاہور   جنوری ۶۳ء

سلیم الدین چشتی   مضامین قرآن
جنگ کراچی   ۱۸، ۲۵ جنوری ۶۳

قادری، محمد حسن   اشرف البیان فی توضیح القرآن
تاج کراچی   جنوری ۶۳ء

محمد شفیع   معارف القرآن تفسیر سورہ الن
رکوع ۱۰ ـ ۱۳، آیات ۹ تا ۱۱۰
شہاب لاہور   ۶، ۱۳، ۲۰، ۲۷ جنوری

حدیث

ابو الاعلیٰ مودودی   معارف الحدیث
شہاب لاہور   ۲۰، ۲۷ جنوری

ابو الاعلیٰ مودودی   انکارِ سنت کا تاریخی پس منظر
انجام کراچی   یکم جنوری ۶۳

مودود احمد صابری   صحاح ستہ
جنگ کراچی   ۴ جنوری ۶۳

فقہ

ہاشمی فریدآبادی   جدید تقلید
کردار نو عارف والا   دسمبر جنوری

ابو الاعلیٰ مودودی   نماز پر ایک تحقیقی نظر
انجام کراچی   ۲۹ جنوری

عبد اللہ الازہری   رمضان المبارک کا پیغام
امروز لاہور   ۲۶ جنوری

عبد الغنی   ماہِ رمضان
امروز لاہور   ۲۶ جنوری

ابو الاعلیٰ مودودی   روزے کا اصل مقصد
حریت کراچی   ۲۸ جنوری

صدیق — روزے کی افادی حیثیت
نوائے وقت لاہور ۳۱ جنوری ۱۹۶۳ء

لدین اصلاحی — روزہ — اسلام کا چوتھا ستون
مولوی دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

عبدالنبی — روزہ — تاریخ، شکل اور مقصد
امروز لاہور ۲۶ جنوری ۱۹۶۳ء

عبدالحمید — عمرہ اور حج سے متعلق ضروری معلومات
لاہور لاہور ۷ جنوری ۱۹۶۳ء

یی — زکوٰۃ اور صدقات کی مدیں
امروز لاہور ۲۶ جنوری ۱۹۶۳ء

للہ پالوی — حجر اسود
نصرت لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

حامدی — غلاف کعبہ کی تاریخ
انجام کراچی ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء

اں — اسلام کا تصور جہاد
اقدام لاہور ۱۳ جنوری ۱۹۶۳ء

سن ٹونکی — عائلی قوانین شریعت کی روشنی میں (۲)
نبیات کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

زہرہ — اسلامی طلاق
مولوی دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

الرؤف فاطمی — مسلمان عورت
خاتون پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

ستقیم — بینک آف ربوہ ۔ سود کے نقصانات
اور ان کا علاج
الفرقان ربوہ جنوری ۱۹۶۳ء

کلام وعقائد اور رسومات

شاہد حسین رزاقی — اصلاح عقائد کے لئے سر سید کی کوشش
ثقافت لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

شاہ ولی اللہ دہلوی — ؟ — الہٰیۃ اردو ترجمہ مقصود علی
خیرآبادی
بصائر کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

عبدالسلام خاں — باری تعالیٰ قرآنی دلائل کی روشنی میں
نگار رامپور جنوری ۱۹۶۳ء

ولی الدین — وجود باری ۔ ذہنی ارتقا کی ایجاد (۲)
صدق جدید لکھنؤ ۱۱ جنوری ۱۹۶۳ء

عبدالرشید نعمانی — اللہ کی رحمت کے سایہ میں
البلاغ بمبئی جنوری ۱۹۶۳ء

ابوالاعلیٰ مودودی — شب برات
حریت کراچی ۱۲ جنوری ۱۹۶۳ء

تصوف

ابوالاعلیٰ مودودی — اسلام کا روحانی نظام
جنگ کراچی ۱۴ جنوری ۱۹۶۳ء

اعجاز الحق قدوسی — بنگال میں اسلامی تصوف کی تاریخ
جنگ کراچی ۲۱ جنوری ۱۹۶۳ء

عبداللہ انصاری — سالکین راہ حق اور صوفیا کے آداب
موضوع پر ایک مختصر کتاب
تاج کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

محمد مسلم — سیتو سیہ
ثقافت لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

اخلاق

محمد شفیع — امام غزالیؒ کی قواعد اخلاق
تہذیب الاخلاق لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

سلطانہ حیات — مذہبی رواداری
فروغ اردو لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء

سیرت رسولؐ

بشارت علی — عمرانیات کا محسن اعظم (رسول کریمؐ)
تہذیب الاخلاق جنوری ۱۹۶۳ء

محمد احمد — اخلاق النبیؐ (مسلسل)
نبیات کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

محبوب رضوی — رسول اللہ کا مکتوب تبلیغ — قیصر روم کے نام
نوائے وقت لاہور ۱۰ جنوری ۱۹۶۳ء

سیر الصحابہ

حضرت ابوذر غفاریؓ
حریت کراچی ۶ جنوری ۱۹۶۳ء

کاملی، محمد وارث — بن عدی — ابودجانہؓ
چٹان لاہور ۲۸ جنوری ۱۹۶۳ء

کاملی، محمد وارث — کعبؓ بن مالک
چٹان لاہور ۷ جنوری ۱۹۶۳ء

کاملی، محمد وارث — معاذؓ بن جبل
چٹان لاہور ۱۴، ۲۱ جنوری ۱۹۶۳ء

سماجیات

رضی الدین — جب قومیں بگڑنے پر آتی ہیں
حریت کراچی ۱۰ جنوری ۱۹۶۳ء

غلام محی الدین صوفی — انسان کی سماجی زندگی — غور و فکر
حریت کراچی ۱۸ جنوری ۱۹۶۳ء

اشتیاق حسین قریشی — ہم، ہماری ثقافت اور طبعی علم (ایک تقریر)
حریت کراچی ۴ جنوری ۱۹۶۳ء

محسن فاروقی — کلچر
اقدام لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء

سیاسیات

محمد علی — پاکستان کے لئے لائحہ فکر و عمل کی معاشی صورت حال پر (وزیر اعظم کا تبصرہ)
نوائے وقت لاہور ۷، ۸، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۸ جنوری

محمد علی — پاکستان کے مسائل اور ان کا حل
جنگ کراچی ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۶ جنوری ۱۹۶۳ء

معین الحق — دو قومی نظریہ تاریخ کی روشنی میں
بصائر کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

فراق گھورکھپوری — قومی یک جہتی کا مسئلہ (ہند میں)
نقوش لاہور شمارہ نمبر

مرشد، ایس۔ اے — ہماری قومیت کی اساس
ماہ نو کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

معلم — انسانی حقوق کا شعور
جامعہ دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

محمد مجیب — آزادی کی قیمت

جامعہ دہلی جنوری ۶۳ء

عابد حسین — رزمِ حق و باطل (قضیہ ہند و چین)

جامعہ دہلی جنوری ۶۳ء

عثمان — سرسید اور انڈین نیشنل کانگرس

لیل و نہار لاہور ۲۰ جنوری ۶۳ء

اشیات

یب، اویس احمد — سونے کی افراط اور معیشت جنگ و دفاع

حریت کراچی ۱۸ جنوری ۶۳ء

د اسلام — قومی معیشت میں کپاس کا مقام

جنگ کراچی ۲۹ جنوری ۶۳ء

یب، اویس احمد — بچت

حریت کراچی ۲۳ جنوری ۶۳ء

یب، اویس احمد — کفایت

حریت کراچی ۱۶ جنوری ۶۳ء

فوج ـــ افواج پاکستان

زار احمد — اجتماعی جنگ مترجمہ یونس ادیب

لیل و نہار لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

زار احمد — دورِ حاضر میں جنگ اور اس کے تقاضے

امروز لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

رق محمد میر — جنگ میں روایات کی اہمیت

انجام کراچی ۱۴ جنوری ۶۳ء

جنگ کراچی ۱۴ جنوری ۶۳ء

قندیل لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

تراب، ایس۔ ایم — کیا ہم دفاعی خرچ برداشت کر سکتے ہیں

امروز لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

محمد خاں — فوج میں تعلیم کا نظام

اقدام لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

قریشی، کے۔ یو — پاکستان ملٹری اکیڈیمی کاکول میں تعلیم و تدریس

امروز لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

ممتاز بیاقت — افواجِ پاکستان۔ ایک سرسری جائزہ

اقدام لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

محمد احمد — مشرقی پاکستان آرمی۔ چند یادیں

امروز لاہور ۱۴ جنوری ۶۳ء

جنگ کراچی ۱۴ جنوری ۶۳ء

لیل و نہار لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

محمد انور خاں — کور آف انجینئرز کے دو سو سال

نوائے وقت لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

مسعود احمد — مغربی ایرین میں پاکستانی فوج

جنگ کراچی ۱۴ جنوری ۶۳ء

تعلیمات

محمد تقی — ذہن، تعلیم اور سماج

جنگ کراچی ۲۱ جنوری ۶۳ء

انیس الدین انصاری — روس کا تعلیمی نظام

تہذیب الاخلاق لاہور جنوری ۶۳ء

چندر شیکھر — کمیونسٹ چین کا نظام تعلیم

تحریک دہلی جنوری ۶۳ء

حشر، ظفر اقبال — پاک وہند کا قدیم تعلیمی نظام
حریت کراچی ۱۷ جنوری ۶۳ء

ایلوین، ایچ۔ ایل — نئے طرز کے اسکولوں میں نیا طریقہ تعلیم
انجام کراچی ۸ جنوری ۶۳ء

قیصر حسین بختیاری — تعلیم اور سائنس
حریت کراچی ۷ جنوری ۶۳ء

جہاں گرد — شبینہ درسگاہیں
لیل و نہار لاہور ۶ جنوری ۶۳ء

— دنیا کا سب سے بڑا اعزاز و اکرام۔ نوبل پرائز
انجام کراچی یکم جنوری ۶۳ء

سماجی علوم — متفرقات

— اقوام متحدہ — امن کی امیدوں کا مرکز — کیا زوال پذیر ہے؟
امروز لاہور ۱۹ جنوری ۶۳ء

عاشق حسین بٹالوی — علاج کی سہولتیں (برطانیہ میں)
قندیل لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

بشارت ناگی — بچوں کا اغوا اور اس کا سدباب
نوائے وقت لاہور ۲۷ جنوری ۶۳ء

اطہر مبارک پوری — عرب و ہند کے قدیم تجارتی تعلقات
معارف اعظم گڑھ جنوری ۶۳ء

عاشق حسین بٹالوی — قدیم رسمیں (برطانیہ میں)
قندیل لاہور ۶ جنوری ۶۳ء

— مسلم خواتین کی تندہی کی ترقی کی کہانی
انجام کراچی ۲۲ جنوری

عاشق حسین بٹالوی — عورتوں کی رضاکارانہ انجمنیں
قندیل لاہور ۲۰ جنوری ۶۳ء

اردو — لسانیات

سہیل بخاری — اردو کی زبان کا آغاز
نقوش لاہور شمارہ نمبر

خورشید، عبدالسلام — اردو اور پنجابی
اقدام لاہور ۶ جنوری ۶۳ء

محمد مقصود — پاکستان میں مشترک رسم الخط کی ضرورت
تاج کراچی جنوری ۶۳ء

رفیق خاور — بیان کی مہم (۲)
ماہ نو کراچی جنوری ۶۳ء

امیر الاسلام شرقی — اوزان رباعی نئے سانچوں میں
خاتون پاکستان کراچی جنوری ۶۳ء

فراق گورکھپوری — جہالت اور علم (ہندوستان کا لسانی مسئلہ)
سویرا لاہور شمارہ نمبر ۳۱

سائنس

اشتیاق حسین قریشی — خطبہ افتتاحیہ سائنس کانفرنس
انجام کراچی ۹ جنوری ۶۳ء

تمثال عسکری — وقت کا پیمانہ — کیلنڈر
جنگ کراچی ۳ جنوری ۶۳ء

عبدالقدوس ہاشمی — ہجری سنہ، قمری تاریخ
حریت کراچی ۱۳ جنوری ۶۳ء

عصمت اللہ — مسئلہ ارتقاء
نگار پاکستان کراچی — جنوری ۶۳ء

م۔ش — مینڈل کا قانونِ وراثت اور لائسپور کے تجربات
لیل و نہار لاہور — ۶، ۱۳، ۲۰، ۲۷ جنوری ۶۳ء

رشید — چین — کیا شئے ہے؟ (توارث کی سرگرم اکائی)
اقدام لاہور — ۲۰ جنوری ۶۳ء

نسی دفاع — ایٹم بم اور خلائی سفر

ایم — جدید ترین سائنسی دفاع
اقدام لاہور — ۱۳ جنوری ۶۳ء

الیس۔ایم — دفاعی سائنس
نوائے وقت لاہور — ۱۳ جنوری ۶۳ء

صرزیدی — ایٹم بم
انجام کراچی — ۷ جنوری ۶۳ء

دبٹ، ایم۔ایچ — جوہری دھماکے اور ان کے تباہ کن اثرات
الشجاع کراچی — جنوری ۶۳ء

— مشہور امریکی خلائی مسافر گلین کے ہوائی سفر کی کہانی
انجام کراچی — ۲۱ جنوری ۶۳ء

— ٹیلسٹار — امریکہ کا طفیلی سیارہ جس نے دنیا کے مواصلاتی نظام میں انقلاب برپا کر دیا۔
انجام کراچی — ۱۱ جنوری ۶۳ء

زراعت اور متعلقات

احمد حمید — ہاری! تو نے ہمت نہ ہاری
حریت کراچی — ۸ جنوری ۶۳ء

— — ایران کی دیہی زندگی میں اصلاح
جنگ کراچی — ۱۰ جنوری ۶۳ء

عبدالغنی — مغربی پاکستان کے پھل
امروز لاہور — ۱۹ جنوری ۶۳ء

— — مغربی پاکستان میں پھلوں کی صنعت
نوائے وقت لاہور — ۱۶ جنوری ۶۳ء

اثر افغانی، عبدالعلیم — چائے
استقلال لاہور — جنوری ۶۳ء

خالد مسعود احمد صدیقی — مرغیاں پالنا
استقلال لاہور — جنوری ۶۳ء

رحیم اللہ قریشی — مچھلی کی افزائش
انجام کراچی — ۹ جنوری ۶۳ء

طب، حفظانِ صحت اور امراض

محمد رفیق خاں — طب جدید و قدیم
جنگ کراچی — ۸ جنوری ۶۳ء

فضل اللہ خاں اجمیری — عرفان العلاج
انجام کراچی — ۷ جنوری ۶۳ء

عطاالرحمٰن عمر — طبی سائنس کے غلط رجحانات
ہمدرد صحت کراچی — جنوری ۶۳ء

بیگم عظیم زبیری — پاسبانِ صحت

تجلی دیوبند جنوری ۶۳ء

انور، احمد علی — بازاری غذاؤں میں بیماری کے جراثیم
انجام کراچی ۹ جنوری ۶۳ء

—— پھلوں اور سبزیوں کی غذائی اہمیت
امروز لاہور ۱۹ جنوری ۶۳ء

ا۔گ — بلڈ بنک
حریت کراچی ۸ جنوری ۶۳ء

—— انسان کا دشمن نمبر ایک - حرکت قلب بند ہوجانا۔
انجام کراچی ۱۸ جنوری ۶۳ء

عصیم، جی۔اے — جذام
جنگ کراچی ۲۳ جنوری ۶۳ء

عبدالرشید — تمباکو نوشی کے اثرات
اقدام لاہور ۲۷ جنوری ۶۳ء

—— سرطان جس سے ہر سال بیس لاکھ انسان ہلاک ہوجاتے ہیں۔
جنگ کراچی ۸ جنوری ۶۳ء

—— سرطان کے خلاف جدوجہد
نوائے وقت لاہور ۷ جنوری ۶۳ء

خلیل الدین — بانجھ پن
صبا حیدرآباد دکن دسمبر جنوری ۶۳ء

علوم مفیدہ —— متفرقات

فیض محمد — بچوں کی پرورش کا مسئلہ
قندیل لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

—— برطانوی صنعت ظروف سازی
جنگ کراچی ۱۲ جنوری ۶۳

باوانی، ایم۔اے — پاکستان میں صنعت پارچہ ساز
جنگ کراچی ۲۹ جنوری ۶۳

صدیق داؤد — پاکستان میں کپڑے کی صنعت کی ترقی
جنگ کراچی ۲۹ جنوری ۶۳

نذیر احمد — ملک میں کپڑے کی ضروریات
جنگ کراچی ۲۹ جنوری

فنون لطیفہ

عبدالرحمن چغتائی — تخلیق اور تخلیق کار
نقوش لاہور شمارہ نمبر

طاہر کیانی — اسلامی آرٹ کا ارتقا
لیل و نہار لاہور ۲۰ جنوری

—— کشمیر میں اسلامی طرز تعمیر کی یا
انجام کراچی ۳۰ جنوری

عبدالرشید — لاہور کی چند تاریخی عمارات ان کے کتبے۔
نقوش لاہور شمارہ نمبر

مقبول احمد دہلوی — مقبرۂ جہانگیر
امروز لاہور ۱۳ جنوری

نسرین جان — ملتان کا قلعہ
قندیل لاہور ۲۷ جنوری

—— ترکی کے اسلامی آثار
انجام کراچی ۸ جنوری

اعجاز حسین بٹالوی — فاقہ کش بدھ (لاہور میوز

گوتم بدھ کا ایک مجسمہ)
ادب لطیف لاہور جنوری ۶۳ء

...الحسن موسوی — ایک نوجوان فنکار ماسٹر محمد صدیق رومی (مجسمہ ساز)
حریت کراچی یکم جنوری ۶۳ء

...ر سلمان — "روکش سطح چرخ مینائی ہے وادی" سوات کی نفیس دستکاری
ماہ نو کراچی جنوری ۶۳ء

— بنارس کی مہاجر صنعت (بنارسی کپڑا) جو انتہائی غیر یقینی حالات سے گزر رہی ہے
انجام کراچی ۷ جنوری ۶۳ء

...ان برنی — تصویر کی پرکھ
جنگ کراچی ۳ جنوری ۶۳ء

...نشیل — یاس انگیز حقیقتوں کا مصور 'بڑھن'
محور دہلی جلد ۱ شمارہ ۲

...علی عابدی — السوں وونگ سام - تھائی لینڈ کا ایک ذہین مصور
حریت کراچی ۳ جنوری ۶۳ء

— معاشرہ اور فن کار (فلم)
انجام کراچی ۱۰ جنوری ۶۳ء

— ملی وڈ کی ایک اور عظیم الشان فلم تارس بلبا
حریت کراچی ۶ جنوری ۶۳ء

...را قدسی — معیاری پاکستانی فلمیں
انجام کراچی ۱۰ جنوری ۶۳ء

گرج بابو — مشرقی پاکستان کی فلمیں اور اداکار
جنگ کراچی ۲۴ جنوری ۶۳ء

برکت اللہ ایم — جہانگیری دور کے کھیل اور تماشے
امروز لاہور ۱۹ جنوری ۶۳ء

تمثال عسکری — کنٹریکٹ برج
جنگ کراچی ۲ جنوری ۶۳ء

سلیم خاں گمی — کشمیر کے موسمی، مذہبی اور قومی میلے
لیل و نہار لاہور ۲ جنوری ۶۳ء

ادب

عبدالعلیم — کچھ فن کے بارے میں
نگار رامپور جنوری ۶۳ء

خلیل الرحمن اعظمی — ادبی تنقید کے مسائل
نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹۰

مظفر علی سید — تنقید ہماری کس ضرورت کو پورا کرتی ہے
ادب لطیف لاہور جنوری ۶۳ء

تاجور سامری — پونجی واد سماج میں لیکھک کی حیثیت اور سمیائیں
جوار بھاٹا دہلی جنوری ۶۳ء

خیال آفاقی — ادب تو زندہ رہے اور ادیب مر جائے
انجام کراچی ۳۱ دسمبر ۶۲ء

عبادت بریلوی — اردو کا ادیب اور بین الاقوامی صورت حال
افکار کراچی جنوری ۶۳ء

گوپی چند نارنگ — موجودہ حالات اور ادیب

ہماری زبان علی گڑھ ۸ جنوری ۶۳ء

نورالحسن — ادبی اسٹائل - بدلے ہوئے رجحانات

ملاپ حیدرآباد دکن ۲۳ جنوری ۶۳ء

یوسف جمال انصاری — وقت کے ساتھ زندگی اور ادب
کا رشتہ

نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹۶

خلش، ایم جہانگیر — تخیل کی سحرکاریاں (شاعری)

لیل و نہار لاہور ۲۰ جنوری ۶۳ء

اعجاز حسین — شاعری میں عظمت گناہ

نقوش لاہور شمارہ ۹۶

تیاگاربونوف، اکانیر — ڈرامائی کشمکش کے بارے میں ترجمہ
از شہاب جعفری

سات رنگ کراچی دسمبر جنوری ۶۳ء

اصغر بٹ — جنتِ نگاہ، فردوسِ گوش (ریڈیو
ڈرامہ)

ماہِ نو کراچی جنوری ۶۳ء

نصراللہ خاں — ریڈیو ڈرامہ

حرّیت کراچی ۱۷ جنوری ۶۳ء

قیصر حسنی — ٹیلیویژن - آج کے دور کا جام
جم

حریت کراچی ۱۸ جنوری ۶۳ء

وارن، رابرٹ پن — ہم افسانے کیوں پڑھتے ہیں

جنگ کراچی ۲۱ جنوری ۶۳ء

اردو ادب

سید حسن — گلدستۂ ناز (ایک رسالہ جو ۱۸۸۵ء

میں شائع ہوتا تھا)

نوائے ادب بمبئی جنوری ۶۱ء

مختار ٹونکی — سرمور گزٹ (۱۸۸۵ء میں ناہن
شائع ہونیوالا ایک گزٹ)

ہماری زبان علی گڑھ ۸ جنوری

ناوم سیتاپوری — ماہنامہ آفتاب، آغا شاعر کا

ہماری زبان علی گڑھ ۱۵، ۲۲ جنو

رمضانی — کراچی کا ایک یادگار مشاعرہ (منـ
۲۵ دسمبر ۶۲ء)

انجام کراچی ۱۸ جنوری ۶

رمضانی — حیدرآباد کا ایک مشاعرہ (
۱۹ جنوری ۶۳ء)

انجام کراچی ۲۳ جنوری ۶

عبدالرحیم غوری — قائداعظم کے یوم ولادت پر
(ڈیرہ غازی خاں) کا مشاعرہ

لاہور لاہور ۷ جنوری ۶

محمد مبین — حیدرآباد کا مشاعرہ (روداد
۱۹ جنوری ۶۳ء)

حرّیت کراچی ۲۷ جنوری

مسعود انور شفقی — شام غزل (روداد) پاک
رائٹرز گلڈ اردو شاخ پشا
زیر اہتمام شائدار مشاعرہ

انجام کراچی ۱۱ جنوری ۶

نظر کامرانی — حیدرآباد کا مشاعرہ (منعقد

	جنگ کراچی ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء
ــــ	شنڈو جام میں ایک رات (روئداد مشاعرہ)
	حریت کراچی ۱۰ جنوری ۱۹۶۳ء
...ی ضیائی	اردو کا شعور تنقید
	ستارہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء
...ندر حسین	زندگی اور ادب شاہانِ اودھ کے عہد میں (۴)
	نگار پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
...و آلیث صدیقی	اردو میں ترجموں کی نوعیت و اہمیت
	نگار پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
...طار حسین	ہمارے عہد کا ادب
	سویرا لاہور شمارہ نمبر ۳۱
...یف فوق	جہان تازہ (اردو زبان اور ادب کے مسائل پر اظہار خیال)
	افکار کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
...ل برجموہن دتا تریہ	ادب میں نئے رجحانات
	رہنمائے تعلیم دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

...ردو ـــ شعر و شاعری

...و الضلا اللہ	تذکرۂ سرور
	ہماری زبان علی گڑھ ۲۲ جنوری ۱۹۶۳ء
...و یگیندر پال	اردو غزل
	نگار پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
...ل حسین اظہر	اردو غزل کے اساتذہ
	امروز لاہور ۶ جنوری ۱۹۶۳ء
مہر نقوی جے پوری	تاریخ گوئی میں خواتین کا حصہ
	خاتون پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
حسن آرا	میر کی نازک مزاجی
	رہنمائے تعلیم دہلی جنوری ۱۹۶۳
دیوبندر آسر	ہر سخن اس کا اک مقام سے ہے (میر تقی میر)
	تلاش نئی دہلی جنوری ۱۹۶۳ء
مریم عثمان	کلام میر اور یاس و حسرت
	انجام کراچی ۲۰ جنوری ۱۹۶۳ء
نسیم کنجاہی	ذکرِ سودا
	فروغ اردو لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء
مجیب اللہ ندوی	خواجہ میر دردؒ اور آبِ حیات
	معارف اعظم گڑھ جنوری ۱۹۶۳ء
ناصر کاظمی	کھٹے آم کی تلاش (درد کی شاعری میں صوفیانہ خیالات)
	نصرت لاہور جنوری ۱۹۶۳ء
اقتدا حسن	قائم چاندپوری کا شہر آشوب
	ادبی دنیا لاہور دور پنجم۔ شمارہ نہم
سروری، عبدالقادر	رنگین کی تصانیف
	نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹۶
گیان چند	مثنویاتِ رنگین
	نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹۶
عبدالودود	دیوانِ نوا (ظہور اللہ نوا متوطن بدایوں۔ ہم عصر جرأت)
	نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹۶

اکبر علی خاں
غالب یعنی غالب نام آور انیسویں
صدی کے آئینے میں
نگار رامپور جنوری ۱۹۶۳ء

شاد، نرپش کمار
غالب پر فارسی شعرا کا اثر
نگار پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

معراج فاطمہ
غالب کی شاعری کا نفسیاتی پہلو
جنگ کراچی ۲ جنوری ۱۹۶۳ء

آثم مظفر نگری
غالب و مومن کا تغزل
رہنمائے تعلیم دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

شاکر علی، عبد المقیت
ملک الشعرا خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم
ذوق پر ایک نظر
انجام کراچی ۶ جنوری ۱۹۶۳ء

ظہیر الدین احمد صدیقی
مومن کے ناقدین
نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹۶

یونس حسنی
شاہ ظفر نہیں۔ مظطر خیرآبادی (غزل
نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں ــــ مضطر
خیرآبادی کی ہے)
نگار پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
نوٹ:۔ یونس حسنی کا یہی مضمون چٹان
لاہور اشاعت ۲۱ جنوری میں یہ غزل
کس کی ہے؟۔ میں وحشت غبار
ہوں کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔

محمد حامد
امام بخش صہبائی
نوائے ادب بمبئی جنوری ۱۹۶۳ء

محمود نیازی
حضرت نیاز بریلوی بہ حیثیت صوفی

شاعر
بصائر کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

عبداللہ قریشی
اب کوئی حالی نہیں
ستیارہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

نگیندر
مقدمہ شعر و شاعری پر ایک نظر
آج کل دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

ہارون خاں شروانی
حالی کی وطن دوستی
نگار رامپور جنوری ۱۹۶۳ء

نذیر محمد خاں
اصغر (گونڈوی)۔ ایک تجلی، ا
تماشہ
صبا، حیدرآباد دکن دسمبر، جنوری

بیدار رام پوری، ملبد حسرت (۱۶)

رضا
برہان دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

خاقی خاں
حسرت موہانی
نگار رامپور جنوری ۱۹۶۳ء

ابو الاعلیٰ مودودی
علی اختر حیدرآبادی
جنگ کراچی ۱۶ جنوری

محشر عابدی
علی اختر مرحوم
حریت کراچی ۱۲ جنوری

تمنا سہسرامی
آنگر سہسرامی ۱۸۹۰ء ۔
ہماری زبان علی گڑھ یکم جنوری

—
مولانا آزاد کا ابتدائی کلام
انجام کراچی ۷ جنوری

ویریندر پرشاد سکسینہ
پنڈت رام پرشاد بسمل
بدایونی
کیس کے مشہور ہیرو جن کو

پھانسی کی سزا دی گئی)
ہماری زبان علی گڑھ ۱۵ جنوری ۱۹۶۳ء
...پرشاد مولوی توکل حسین توکل بدایونی (وفات
...بدایونی ۱۹۶۳ء)
بمساط کراچی [illegible]
[illegible] انصار حسین [illegible]
(شاگرد حالی [illegible] سے [illegible])
جنگ کراچی ۱۰ جنوری ۱۹۶۳ء
...حسین بلگرامی مخطوطات صفیر کے نسخے ۱۸۹۱ء تا ۱۹۱۲ء
صفیر بلگرامی)
نوائے ادب بمبئی جنوری ۱۹۶۳ء
...چند تارنگ عظمت اللہ خاں
نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹۶
...ملک قضا (محمد عمر پشاوری) — حضرت
داغ کے آخری شاگرد
نوائے وقت لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء
...ی پانی پتی نجیب تیموری اور ان کی شاعری
(۱۸۸۳ء — ۱۹۴۶ء)
جام نو کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
...ی ناصر بنگلوری - بنگلور کا ایک گمنام
شاعر
نوائے ادب جنوری ۱۹۶۳ء
...عقیل علامہ اقبال سہیل اور ان کی سیاسی
غزلیں
تلاش نئی دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

مالک رام شعلۂ آواز، کلام سراج لکھنوی
پر ایک نظر
آج کل دہلی جنوری ۱۹۶۳ء
صبا اکبرآبادی سیماب کی غزل
انجام کراچی ۲۸ جنوری ۱۹۶۳ء
[illegible]نوی [illegible] کے گیت
سات رنگ کراچی دسمبر جنوری ۱۹۶۳ء
ناصر کرنولی مولانا سید غضنفر علی زیدی مرحوم کی زندگی
اور شعری و ادبی خدمات (مرحوم نگینہ
ضلع بجنور کے رہنے والے تھے اور ستمبر
۱۹۶۲ء میں انتقال ہوا)
ملاپ حیدرآباد دکن ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء
ا ۔ ج بڑے بول کا سر نیچا - جوش ملیح آبادی
کی ایک نظم پر تنقید
کتاب لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء
اظہر و ریاض احسان دانش ایک انٹرویو
ستارہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء
عقیل، معین الدین ساحر (لدھیانوی) — فکر و آرزو
کا شاعر
انجام کراچی ۲۱ جنوری ۱۹۶۳ء
عارف، عبدالمتین (احمد ہمیش کی) نظم "ایک سوال"
اور دیگر حضرات کا تجزیاتی مطالعہ
ادبی دنیا لاہور دور پنجم شمارہ نہم
کمار پاشی بلراج کومل کی نظمیں - ایک جائزہ
تخلیق نئی دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

ابوظفر عبدالواحد — مرزا شکور بیگ کی مزاحیہ شاعری
طلاب حیدرآباد دکن ۹ جنوری ۱۹۶۳ء

اردو ——— ناول و افسانہ

اختر، حسین بخش — ادب میں داستانوں کا حصہ
امروز لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۶۳ء

احتشام حسین — اردو افسانہ ——— ایک گفتگو
تلاش نئی دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

ارشد کاکوی — موجودہ افسانہ اور افسانہ نگار
راوی پٹنہ جنوری ۱۹۶۳ء

وحید قریشی — میر شبر علی افسوس
صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

جاوید نہال — قصہ پرکھی راج کا مولف میر عباس علی
ہماری زبان علی گڑھ یکم جنوری ۱۹۶۳ء

یوسف سرمست — توبۃ النصوح کی اہمیت
الشجاع کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

یوسف سرمست — ایامی۔ نذیر احمد کا ایک اہم ناول
صبا حیدرآباد دکن دسمبر، جنوری ۱۹۶۳ء

میمونہ بیگم انصاری — امراؤ جان ادا
صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

رئیس اختر — اردو کے تین مشہور ناولوں (صبح زندگی، شام زندگی اور شب زندگی) کا ایک مشترکہ کردار (نسیم)
طلاب حیدرآباد دکن ۹ جنوری ۱۹۶۳ء

ابو طاہر فارانی — پریم چند ——— حالات زندگی اور فن
لاہور لاہور ۱۴ جنوری ۶۳

بدر النساء — بیدی کا اسلوب
راوی پٹنہ جنوری ۶۳

اردو ——— نثر نگاری

نظیر صدیقی۔ اصغر، انشائیہ کیا ہے؟
غلام جیلانی اور وزیر آغا — ادبی دنیا لاہور دور پنجم شمار

عبدالقوی دریابادی — مولانا حالی کی تبصرہ نگاری کے
فروغ اردو لکھنؤ جنوری ۶۳

آمنہ صدیقی — اعتبار قوم ـ حالی بہ حیثیت سوانح نگاری
ماہ نو کراچی جنوری ۶۳

محمد باقر — آزاد کی شہرت کے لازوال ع
نوائے وقت لاہور ۲۷ جنور

شمیم احمد — سید سلیمان ندوی کی علمی خدمات
ستارہ لاہور جنوری ۶۳

معین الدین — چند ہم عصر اور مولوی عبد مرقع نگاری کا فن
ادبی دنیا لاہور دور پنجم شمار

اردو ——— مکاتیب

شبنم، عابد علی — غالب کے خطوط
رہنمائے تعلیم دہلی جنوری ۶

غالب — غالب کے ۱۲ غیر مطبوعہ خط

اردو ۱۱ فارسی ۶

نقوش لاہور — شمارہ نمبر ۹۶

[...]احمد — علامہ شبلی نعمانی کے نام مولانا ابوالکلام آزاد کا پہلا خط

چٹان لاہور — ۷ جنوری ۶۳ء

[...]سن — مرزا رسوا کے تنقیدی مراسلات

جامعہ دہلی — جنوری ۶۳ء

[...]منہاس — تحقیقات امیر مینائی خطوط کی روشنی میں

نقوش لاہور — شمارہ نمبر ۹۶

[...]جن بجنوری — ڈاکٹر بجنوری کے چند خطوط مرتبہ نادم سیتاپوری

جامعہ دہلی — جنوری ۶۳ء

[...] بابائے — مکاتیب (مختلف احباب کے نام ۴۳ خط نمبر ۹۴ بابائے اردو کا نہیں بلکہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق چانسلر کا ہے)

نقوش لاہور — شمارہ نمبر ۹۶

[...] — مکاتیب

سیارہ لاہور — جنوری ۶۳ء

طنز و مزاح

[...]الحمید — کچھ شفیق الرحمن کے بارے میں

نصرت لاہور — جنوری ۶۳ء

[...]مسعود — مرزا محمود سرحدی — ایک منفرد مزاح نگار

لیل و نہار لاہور — ۶ جنوری ۶۳ء

اقبالیات

اکبر حسین قریشی — اقبال اور فارسی شعرا

برہان دہلی — جنوری ۶۳ء

علی عباس جلالپوری — تاویلات اقبال

ادبی دنیا لاہور — دور پنجم۔ شمارہ نہم

محیط طباطبائی — رمز آشنا (علامہ اقبال)

سات رنگ کراچی — دسمبر جنوری ۶۳ء

نرجس علوی — مسجد قرطبہ (علامہ اقبالؒ کی مشہور نظم)

انجام کراچی — ۲ جنوری ۶۳ء

فارسی — ادبیات

ساز یزدانی — خان آرزو اور ان کا تذکرہ (مجمع النفائس) (فارسی شعرا کا تذکرہ)

نقوش لاہور — شمارہ نمبر ۹۶

غلام مصطفیٰ — عثمان مختاری — (دولت غزنویہ کا ایک فارسی شاعر)

معارف اعظم گڑھ — جنوری ۶۳ء

نیاز فتحپوری — حافظ کے بعض واقعاتی، تعلیمی و تفاولی اشعار

نگار پاکستان کراچی — جنوری ۶۳ء

چٹان لاہور — ۲۱ جنوری ۶۳ء

محمد عمر — ہفت تماشا کے مرزا قتیل

برہان دہلی — جنوری ۶۳ء

نثار احمد فاروقی — غالب اور ریاض الافکار (فارسی نثر

نگاروں کا تذکرہ مولفہ وزیر علی عبرتی
عظیم آبادی)
برہان دہلی — جنوری ۱۹۶۳ء

بنگالی، سندھی، پنجابی، عربی، ترکی اور وسط [illegible] ادبیات

[illegible] راشدی — [illegible] غلام مصطفیٰ
استقلال لاہور — جنوری ۱۹۶۳ء

محمد باقر — شاہ عبداللطیف بھٹائی مرحوم — ان کا مطالعہ کیوں کیا جائے؟
امروز لاہور — ۲۰ جنوری ۱۹۶۳ء

نیر، سید معراج — چند قدیم سندھی نثر نگار
استقلال لاہور — جنوری ۱۹۶۳ء

کمال، باغ حسین — ماہیا - ایک رومان پرور پنجابی گیت
استقلال لاہور — جنوری ۱۹۶۳ء

مست، دینا ناتھ — ظفر کا ہندی پنجابی کلام
آج کل دہلی — جنوری ۱۹۶۳ء

تبسم، سہیل جیلانی — خواجہ فرد فرید (پنجابی زبان کے ایک صوفی شاعر)
قندیل لاہور — ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء

نیاز فتحپوری — عہد عباسیہ کا ایک ظریف درباری شاعر - ابو دُلامہ
نگار پاکستان کراچی — جنوری ۱۹۶۳ء

سلیم شوالوی، ایم — ترکی ناول اور افسانہ - ایک تاریخی جائزہ

قندیل لاہور — ۶ جنوری ۱۹۶۳ء

—— — ویت نام کی کلاسیکی ناٹک
انجام کراچی — ۱۴ جنوری ۱۹۶۳ء

جغرافیہ و سیاحت

عباسی، م-ع-ع — ۱۲۴ دن میں مشرق و مغرب کا سفر
جنگ کراچی — ۲۰، ۲۴، ۲۷، ۲۹ جنوری ۱۹۶۳ء

اختر، محمد خالد — ابن جبیر کا سفر (۷) دمشق
نصرت لاہور — جنوری ۱۹۶۳ء

بیگم اختر ریاض — طلوع آفتاب کی سرزمین میں (جاپان)
ادبی دنیا لاہور — دور پنجم - شمارہ [illegible]

ذہین شاہ تاجی — سفرنامہ حج (۳)
تاج کراچی — جنوری ۱۹۶۳ء

—— — ارض مقدس (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ)
نوائے وقت لاہور — ۳ جنوری ۱۹۶۳ء

—— — مغربی پاکستان کی حسین جھیلیں
انجام کراچی — ۷ جنوری ۱۹۶۳ء

باری ملک — نورستان - خوابوں اور نغموں کی سر[illegible] (چترال)
نوائے وقت لاہور — ۶ جنوری ۱۹۶۳ء

اقبال احمد صدیقی — بہاولپور تاریخی و تہذیبی روایات کا مرکز جہاں سکندر اعظم کا خزانہ دفن ہے
حریت کراچی — ۳ جنوری ۱۹۶۳ء

رحمت، منظور احمد — اوچ جہاں ۳۲۶ ق-م- میں سکندر اعظم نے قیام کیا
نوائے وقت لاہور — ۱۷ جنوری [illegible]

م حسین کاظمی گو مہر گم گشتہ قدیم شہر — ہنڈ
ماہِ نو کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

بدالقدوس کوئٹہ ایک خوبصورت شہر
انجام کراچی ۲۱ جنوری ۱۹۶۳ء

ہراحمر مری - برف اور پھولوں کی بستی
حریت کراچی ۹ جنوری ۱۹۶۳ء

لا احمد کاردار راجاؤں کے دلیس کی رانی - مری
لیل و نہار لاہور ۱۳ جنوری ۱۹۶۳ء

رعامر ڈھاڈر — ایک غیر معروف تاریخی شہر
نوائے وقت لاہور ۵ جنوری ۱۹۶۳ء

لد علیگ سو دریاؤں کا دیس (مشرقی پاکستان)
حریت کراچی ۸ جنوری ۱۹۶۳ء

لور الٰہی بنگلہ دیش
نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹۶

ین اعظمی مشرق و مغرب کا سنگم - لبنان
جنگ کراچی ۲۶ جنوری ۱۹۶۳ء

الدین الوائیؒ لبنان
انجام کراچی ۲۶ جنوری ۱۹۶۳ء

—— لبنان — دودھ اور شہد کی سر زمین
حریت کراچی ۲۶ جنوری ۱۹۶۳ء

وانح

احمد بدایونی شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (صوفی، شاعر، محدث اور مفسر)

فاران کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

حبیب الرحمٰن ندوی مولانا حفظ الرحمٰنؒ
البلاغ بمبئی جنوری ۱۹۶۳ء

صارم، عبدالصمد سیرت امام بخاریؒ
کردار لو عارف والا دسمبر جنوری ۱۹۶۳ء

محمد موسیٰ امرتسری مولانا ابو عبداللہ غلام العلی قصوری ثم امرتسری (اہل حدیث مسلک کے مبلغ اول)
بصائر کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی تحریک مجاہدین کا ایک کردار —— مولوی فضل الٰہی مرحوم
سیارہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

—— سید عبد القادر جیلانیؒ
انجام کراچی یکم جنوری ۱۹۶۳ء

—— حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ
حریت کراچی ۱۱ جنوری ۱۹۶۳ء

ابو الحسن ندوی خواجہ نظام الدینؒ اولیا - بعض افادات و تحقیقات
چٹان لاہور ۲۸ جنوری ۱۹۶۳ء

اشرف علی قریشی منصور اور انا الحق
لیل و نہار لاہور ۶ جنوری ۱۹۶۳ء

پیام شاہجہانپوری حضرت شیخ رکن الدین سہروردی ملتانی
امروز لاہور ۱۸ جنوری ۱۹۶۳ء

اقبال حامد قلندر شہباز
جنگ کراچی ۱۵ جنوری ۱۹۶۳ء

میکش، محمد مجیب اللہ	قلندر شہباز (مدفن سیون ضلع دادو ۵۹۰ھ — ۶۵۰ھ)
	حریت کراچی ۱۷ جنوری ۱۹۶۳ء
عباد اللہ فاروقی	شیخ شرف الدین بو علی قلندر (۲)
	امروز لاہور ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء
جمیل نقوی	سید شرف الدین شاہ ولایتؒ (مدفون امروہہ)
	جنگ کراچی ۲ جنوری ۱۹۶۳ء
احسان قریشی صابری	حضرت امام علی الحق چشتی سیالکوٹ (وفات ۶۵۷ھ)
	حریت کراچی ۲ جنوری ۱۹۶۳ء
صالح محمد صدیق	عمر بن عبد العزیز
	نوائے وقت لاہور ۳، ۱۰، ۱۷، ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء
ذاکر حسین	بہادر شاہ ظفر مترجمہ عابد حسین
	ساقی کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
خورشید مصطفے رضوی	بیگم زینت محل
	آج کل دہلی جنوری ۱۹۶۳ء
ہیکل، ہیکر سٹکی	کمال اتاترک
	جنگ کراچی ۱۴ جنوری ۱۹۶۳ء
بلیغ الدین	دنیا کا سب سے بڑا حکمراں - جان کنیڈی
	انجام کراچی ۳۰ جنوری ۱۹۶۳ء
رضوان علی رضوی	نواب سلیم اللہ اور جنگ آزادی
	ثقافت لاہور جنوری ۱۹۶۳ء
محمد سعید رمضان البوطی	ترکی کے مرد مجاہد بدیع الزماں کی

	شخصیت اور دعوت اردو ترجم[ہ]
	خلیل حامدی
	ترجمان القرآن لاہور جنوری ۱۹[۶۳ء]
مسعود سید حیدرآبادی	کرشنا مینن کی پراسرار شخصیت
	لاہور لاہور ۱۲ جنوری ۱۹[۶۳ء]
عبدالمجید قریشی	آنریبل جسٹس سید محمود مرحوم
	چٹان لاہور ۱۴ جنوری ۱۹[۶۳ء]
——	حلب کا درویش اور شام کا فاتح (شیخ سعید حلبیؒ)
	حریت کراچی ۱۱ جنوری ۱۹[۶۳ء]
——	ماچونگ انگ — مغربی چین کا ا[یک] مسلمان مجاہد
	چٹان لاہور ۷ جنوری ۱۹[۶۳ء]
بشارت ناگی	آوارہ گردی سے معصوموں کی باز[یابی] تک (سوانح)
	نوائے وقت لاہور ۲۰ جنوری [۱۹۶۳ء]
آرزو، مختار الدین احمد	شمس العلما ڈاکٹر ضیا الدین خاں (وفات ۱۹۰۹ء)
	نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹[۱]
عبداللطیف اعظمی	امیر جامعہ عبدالمجید خواجہ مرحوم
	جامعہ دہلی جنوری ۱۹۶۳ء
اکبرالدین صدیقی	ڈاکٹر زور صاحب
	نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹[۱]
زینت ساجدہ	دبستان دکن کے آخری معلم (زور)
	محور دہلی جلد ۱ شمارہ ۲

...ر چاندپوری	ناظم جہاں حکیم محمد اعظم خاں (وفات ۱۹۰۲ء)
	لاہور لاہور ۱۴ جنوری ۱۹۶۳ء
———	امام طب حکیم عبد الحفیظ (۱۸۹۶ء ـ)
	ہمدرد صحت کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
...ذوالفقار علی شاہ	بخاری کی سرگزشت
	حریت کراچی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ جنوری ۱۹۶۳ء
...محمود	ایک فنکار (تاج محمد خاں ڈراما آرٹسٹ)
	جنگ کراچی ۱۰ جنوری ۱۹۶۳ء
...احمد	آواز کا بادشاہ (تاج محمد خاں ڈراما آرٹسٹ)
	جنگ کراچی ۱۰ جنوری ۱۹۶۳ء
...الحسن موسوی	نور محمد چارلی
	حریت کراچی ۶، ۲۰، ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء
...ز حسن	جرمنی کا مشرقی شاعر ـــ گوئٹے
	ادبی دنیا لاہور دور پنجم ـ شمارہ نہم
...وگانوی	تالستائی
	راوی پٹنہ جنوری ۱۹۶۳ء
...لال چوپڑہ	شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد
	قندیل لاہور ۲۰ جنوری ۱۹۶۳ء
———	مولانا محمد حسین آزاد
	حریت کراچی ۲۲ جنوری ۱۹۶۳ء
...ن قریشی	خواجہ الطاف حسین حالی
	نوائے وقت لاہور ۳۱ جنوری ۱۹۶۳ء

رہبر، ہنس راج	پریم چند کا بچپن
	کتاب نمائی دہلی جنوری ۱۹۶۳ء
اشک، اوپندر ناتھ	آئینہ خانے میں (اشک کی آپ بیتی)
	افکار کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
قرۃ العین حیدر	آئینے کے سامنے (آپ بیتی) ہندی سے اشفاق انور نے ترجمہ کیا۔
	نصرت لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

قائد اعظم

احمد علی علوی	ایک زندگی ایک مثال (قائد اعظمؒ)
	الشجاع کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
خورشید، عبد السلام	قائد اعظم کے سوانح اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی ضرورت
	نوائے وقت لاہور یکم جنوری ۱۹۶۳ء
عبد الحمید مرزا	پہلی کانفرنس اور قائد اعظم (یکم مارچ ۱۹۴۱ء پاکستان کانفرنس لاہور)
	اقدام لاہور ۲۰ جنوری ۱۹۶۳ء
محمد یامین زبیری	قائد اعظم اور طلبا
	حریت کراچی ۹ جنوری ۱۹۶۳ء

جوہر، محمد علی

احمد حمید	مولانا محمد علی اور لندن ٹائمس
	حریت کراچی ۵ جنوری ۱۹۶۳ء
اصغر بھٹی	لیکن تو چیزے دیگری (محمد علی جوہر)
	نوائے وقت لاہور ۴ جنوری ۱۹۶۳ء
اعجاز الحق قدوسی	مولانا محمد علی جوہر اپنے خطوط کے آئینے میں۔

حریت کراچی ۵ جنوری ۶۳ء

ئدبخش یوسفی — رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر
انجام کراچی ۵ جنوری ۶۳ء

نظار حسین — جوہر (محمد علی) کی نثر
نوائے وقت لاہور ۴ جنوری ۶۳ء

نوہر، محمد علی — میری نظر بندی (مولانا محمد علی جوہر کی خود نوشت سرگزشت کا ایک باب)
نوائے وقت لاہور ۴ جنوری ۶۳ء

سن مثنیٰ ندوی — علی برادران
حریت کراچی ۵ جنوری ۶۳ء

خورشید، عبدالسلام — مولانا محمد علی جوہر
اقدام لاہور ۲۷ جنوری ۶۳ء

رئیس احمد جعفری — مولانا محمد علی
شہاب لاہور ۱۳ جنوری ۶۳ء

شرافت علی مجددی — بطل حریت (مولانا محمد علی)
حریت کراچی ۱۹ جنوری ۶۳ء

ضیاء الحسن موسوی — نور نگاہِ خاور ـــ مولانا محمد علی جوہر
حریت کراچی ۵ جنوری ۶۳ء

ضیاء الدین احمد برنی — مولانا محمد علی جوہر
جنگ کراچی ۵ جنوری ۶۳ء
حریت کراچی ۵ جنوری ۶۳ء

عبدالعلی خاں — رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر مرحوم
امروز لاہور ۴ جنوری ۶۳ء

عبدالماجد دریابادی — مولانا محمد علی جوہر

انجام کراچی ۵ جنوری ۶۳

عروج، عبدالرؤف — محمد علی جوہر اور ان کی شاعری
انجام کراچی ۵ جنوری ۶۳

عزیز ملک — نقیب آزادی ـ مولانا محمد علی ج
جنگ کراچی ۷ جنوری ۶

قدوس انصاری — مولانا محمد علی جوہر
حریت کراچی ۱۸ جنوری ۶

محمد اسلام — رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہ
جنگ کراچی ۷ جنوری ۶

محمد حسن فرشتی — جنگ آزادی کا نامور ہیرو ـ محمد علی جوہر
نوائے وقت لاہور ۴ جنوری

محمد سرور — مولانا محمد علی جوہر کا ایک تاریخ
نوائے وقت لاہور ۴ جنو

محمد محمود — مولانا محمد علی ـ بحیثیت ایک انشاپرداز
قندیل لاہور ۶ جنوری

وارث صابر — مولانا محمد علی جوہر
نوائے وقت لاہور ۴ جنو

ہاشمی فرید آبادی — مرحوم محمد علی جوہر
تہذیب الاخلاق لاہور جنو

ـــــــ — چودھری محمد علی (شخصیت
نوائے وقت لاہور ۲۱ جنو

اجمل خاں

اسرار زیدی — اجمل اعظم کا شخصی کردار

لیل و نہار لاہور ۲۷ جنوری ۶۳ء

میب اشعر — مسیح الملک حکیم اجمل خاں
امروز لاہور ۲۵ جنوری ۶۳ء

محمد حسن قرشی — مسیح الملک حکیم اجمل خاں
لیل و نہار لاہور ۲۷ جنوری ۶۳ء

—— اجمل خاں کی شاعری
لیل و نہار لاہور ۲۷ جنوری ۶۳ء

—— حکیم اجمل خاں
لیل و نہار لاہور ۲۷ جنوری ۶۳ء

اجتماعی سوانح

تصدق حسین — بیگمات اودھ
چٹان لاہور ۲۱، ۲۸ جنوری ۶۳ء

—— حکمران عورتیں (عصر حاضر)
حریت کراچی ۱۱ جنوری ۶۳ء

رضوی خیرآبادی — مسیح الملک اور ڈاکٹر انصاری
امروز لاہور ۲۵ جنوری ۶۳ء

رشید اختر — مسلمان مورخین (مسلسل)
ثقافت لاہور جنوری ۶۳ء

ریخ —— عرب و یمن

بدالحنان سلہٹی — غزوہ قسطنطنیہ اور یزید
نبیات کراچی جنوری ۶۳ء

بدالرشید نعمانی — ماجیت تحقیق کے بھیس میں (۳)
(عباسی کی خلافتِ معاویہ و یزید
پر تنقید)
نبیات کراچی جنوری ۶۳ء

ابنِ مطلق — اقتدارِ برامکہ - آغاز اور انجام مترجمہ
صدیق الحسن نعمانی
لاہور لاہور ۷ جنوری ۶۳ء

حبیب حسین — البرامکہ کا عروج و زوال - حکومت
سے عبرت تک
چٹان لاہور ۲۱، ۲۸ جنوری ۶۳ء

حسن، عبدالقادر — حیب یمن کی انقلابی تنظیم پر اسرار کتی
لیل و نہار لاہور ۲۰ جنوری ۶۳ء

—— یمن — جو زندہ ہوگیا
نوائے وقت لاہور ۱۰ جنوری ۶۳ء

تاریخ —— ہندوستان

اطہر مبارک پوری — نارجیل سے تخیل تک (۷)
البلاغ بمبئی جنوری ۶۳ء

غوری، شبیر احمد — اسلامی ہند کے نصف اول میں
علوم عقلیہ کا رواج
معارف اعظم گڑھ جنوری ۶۳ء

—— سلاطین دہلی کا دفاعی نظام ——
فوج کی تشکیل
انجام کراچی ۱۸ جنوری ۶۳ء

سید فیضی — بنگال میں خلجیوں کا عہد اقتدار
انجام کراچی ۳۱ مارچ ۶۳ء

م، ا، ع — تحریک آزادیٔ ہند میں مسلمان
فقیروں اور ہندو سنیاسیوں کا کردار
چٹان لاہور ۲۸ جنوری ۶۳ء

سلطان بخش — ہوشیارپور کیمپ کی سرگزشت

قندیل لاہور ۶، ۱۳ جنوری ۱۹۶۳ء

تاریخ ۔ ترکیہ ۔ اسرائیل اور لبنان

ہیکل، ہیکرشکی — ترک قوم پرستی کی نشوونما
امروز لاہور ۲۷، ۲۸ جنوری ۱۹۶۳ء

ترک انقلاب
جنگ کراچی ۲۵ جنوری ۱۹۶۳ء
چٹان لاہور ۱۴ جنوری ۱۹۶۳ء

— جب قسطنطنیہ فتح ہوا
حریت کراچی یکم جنوری ۱۹۶۳ء

اقبال انصاری — سرزمین فلسطین مرحوم — اسرائیل
چٹان لاہور ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ جنوری ۱۹۶۳ء

شہباز، عبدالحق — لبنان ۔ دنیائے عرب کے انقلاب پسندوں کی پناہ گاہ
نوائے وقت لاہور ۳۰ جنوری ۱۹۶۳ء

تاریخ ۔ جرمنی ۔ منگولیا ۔ ملایا ۔ گنی ۔ نائجیریا اور ماریتانیا

— ہٹلر کا عروج و زوال
حریت کراچی ۱۰، ۱۱، ۱۵، ۱۹، ۲۱ جنوری ۱۹۶۳ء

ہوورتھ، سرہنری — تاریخ مغل مترجمہ عنایت اللہ دہلوی (ہسٹری آف منگولز)
نقوش لاہور شمارہ نمبر ۹۶

— ملایا کی گوریلا جنگ
حریت کراچی ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء

ثروت صولت — گنی (افریقہ کا ایک ملک)
حریت کراچی ۲۶ جنوری ۶۳

ثروت صولت — افریقہ کے مسلمان ممالک ۔ نا اور ماریتانیا
حریت کراچی ۱۹ جنوری ۶۳

جنوری ۱۹۶۳ء کے اردو اخبارات اور رسائل میں حسب ذیل کتابوں اور رسالوں پر ریویو شائع ہوئے

نصیر الدین ہاشمی — اردو مخطوطات (جلد دوم)
سنٹرل لائبریری آندھرا پرد
حیدرآباد دکن
نوائے ادب بمبئی جنوری ۶۳

غلام سرور — مخطوطات گیلانی لائبریری
بصائر کراچی جنوری ۶۳

— مجلس ترقی ادب کی کارگزاری کی تازہ ترین مطبوعات پر تبصر
صحیفہ لاہور جنوری ۶۳

— (روزنامہ) دعوت دہلی ۔ حج اور زکوٰۃ نمبر ایڈیٹر محمد مسلم
شباب لاہور ۶ جنوری
اقدام لاہور ۶ جنوری

— (ہفت روزہ) طلوع بمبئی ۔ بین ا سیاست نمبر ۔ اڈیٹر اصغر علی

تحریک دہلی   جنوری ۱۹۶۳ء

— (پندرہ روزہ) چنار مظفرآباد، آزاد کشمیر

ایڈیٹر عبدالرشید

اقدام لاہور   ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء

— کراچی یونیورسٹی - فرہنگ اصطلاحات

فلسفہ

صحیفہ لاہور   جنوری ۱۹۶۳ء

سیوسین   فلسفے کا نیا آہنگ مترجمہ بشیر احمد ڈار

صحیفہ لاہور   جنوری ۱۹۶۳ء

ایچ - ایچ اور   تم اور تمہارے مسائل (نوعمر طلبا اور

...ن - جی   طالبات کے نفسیاتی مسائل) مترجمہ

سبطِ حسن

لیل و نہار لاہور   ۱۳ جنوری ۱۹۶۳ء

...مد بلخی   حجتِ ابراہیمؑ

فاران کراچی   جنوری ۱۹۶۳ء

...اق دہلوی   فضائل مسلمین اردو ترجمہ مسائل اربعین

مترجمہ ابو احمد سجاد بخاری

تجلی دیوبند   جنوری ۱۹۶۳ء

...خاں   صراط مستقیم بنظر ثانی صدر الدین

فاران کراچی   جنوری ۱۹۶۳ء

...صدیقی   علماء اور اسلام (علماء اسلام کی کوتاہی

کی وجہ سے امت میں زوال اور انحطاط

پیدا ہوا)

تجلی دیوبند   جنوری ۱۹۶۳ء

(ماہنامہ) بینات کراچی   ایڈیٹر

عبدالرشید نعمانی

البلاغ بمبئی   جنوری ۱۹۶۳ء

سجاد، زین العابدین   قاموس القرآن

فاران کراچی   جنوری ۱۹۶۳ء

سلیم الدین چشتی   تعارف مضامین القرآن

حریت کراچی   ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء

عبدالباری ندوی   نظام صلاح و اصلاح (سورۃ

والعصر کی تفسیر)

صدق جدید لکھنؤ   ۴ جنوری ۱۹۶۳ء

محمد سلیمان منصورپوری   الجمال والکمال (تفسیر سورہ یوسف)

قندیل لاہور   ۱۳ جنوری ۱۹۶۳ء

ابوالحسنات عبداللہ   نور المصابیح اردو ترجمہ

شاہ قادری   جلد اول و دوئم

سید احمد مولف   انوار الباری

معارف اعظم گڑھ   جنوری ۱۹۶۳ء

وحید الزماں (مترجم)   سنن ابو داؤد - تعلیقات و حواشی

از سبحان محمود

فاران کراچی   جنوری ۱۹۶۳ء

صدر الدین اصلاحی   اسلام اور اجتماعیت

تجلی دیوبند   جنوری ۱۹۶۳ء

حبیب الرحمن اعظمی   رکعات تراویح

اور عبدالباری قاسمی   فاران کراچی   جنوری ۱۹۶۳ء

اسمٰعیل شہید   منصب امامت مترجمہ محمد حسین

علوی

قندیل لاہور   ۶ جنوری ۱۹۶۳ء

لیل و نہار لاہور ۱۳ جنوری ۱۹۶۳ء

ملا واحدی — سماع — تین قسمیں اور تین باتوں کا خیال (اسلامی نقطۂ نظر سے)
نوائے وقت لاہور ۹ جنوری ۱۹۶۳ء

واصل، مجیب الدین حسینی — مراۃ الحق
بصائر کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

محمد سلطان نظامی — توحید
لیل و نہار لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء

ولی اللہ محدث دہلوی — تحفۃ الموحدین مترجمہ رحیم بخش دہلوی (توحید کے موضوع پر مختصر رسالہ)
تجلی دیوبند جنوری ۱۹۶۳ء

رشید رضا مصری — الوحی المحمدی اردو ترجمہ از سید رشید
معارف اعظم گڑھ جنوری ۱۹۶۳ء

انور شاہ الکشمیری — عقیدۃ الاسلام (رد عقائد قادیانی)
برہان دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

ابو الحسنات عبد اللہ — میلاد نامہ
شاہ قادری — صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

مسئول — (سہ ماہی) سلسبیل لاہور — مدیر فضل احمد (روحانی تعلیم و تربیت کا علمبردار)
قندیل لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء

ابو الحسنات عبد اللہ — کتاب المحبت
شاہ قادری — صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

ابو الحسنات عبد اللہ — عبد السالکین
شاہ قادری — صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

عمر بن شہاب الدین سہروردی — عوارف المعارف مترجمہ رشید ارشد (تصوف کے رموز و مکاشفہ وغیرہ)
نگار پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

محمد حنیف ندوی — تعلیمات غزالی
صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

معین الدین دردائی — تاریخ سلسلۂ فردوسیہ
بصائر کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

اعجاز الحق قدوسی — تذکرہ صوفیائے پنجاب
نقوش لاہور شمارہ نمبر

منظور احمد عباسی — السلام علیکم
کردار نو عارف والہ دسمبر ۱۹۶۲ء

محمد ادریس کاندھلوی — سیرۃ المصطفےٰ جلد سوم
شہاب لاہور ۶ جنوری

محمد فرج مصری — حضرت عمرو ابن العاص مترجمہ پانی پتی
شہاب لاہور ۶ جنوری

آرنلے، لورین — وقت کا آسمان
صحیفہ لاہور جنوری

براؤن، بنجمن — مشرق اور مغرب کو ملنا
صحیفہ لاہور جنوری

جیمس، اسٹوارٹ — بنی آدم اعضائے یک
صحیفہ لاہور جنوری

—— — الاقتصاد - ہیلی کالج

لاہور کے طلباء کا مجلہ — شمارہ ستمبر ۱۹۶۲ء
لیل و نہار لاہور ۶ جنوری ۱۹۶۳ء
دو میل - مجلہ گورنمنٹ کالج مظفر آباد۔
حصہ اردو رحیم اللہ و فرحت قریشی
قندیل لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء
لیل و نہار لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء
کاروان ۱۹۶۲ء - مجلہ گورنمنٹ کالج جھنگ
حصہ اردو محمود شام۔ اختر سلیم
قندیل لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء

حمد دہلوی — رسوم دہلی مرتبہ یوسف بخاری
نگار پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
اردوئے معلی دہلی — لسانیات نمبر —
مرتبہ خواجہ احمد فاروقی
نگار پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

ل، جارج — کیا سائنس ہمیں بچا سکتی ہے ؟ مترجمہ
عبد الواحد
صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

بٹ، ایم - ایچ — سائنس کی نئی تحقیقات
الشجاع کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

احمد صدیقی (مترجم) — مہ و انجم
بصائر کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

جارج — سورج کی پیدائش اور موت مترجمہ
فاروق احمد صدیقی
صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

مکری ایڈیٹر — اردو انسائیکلوپیڈیا طبعیات

صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

بلو، گلن او — جوہر کے کرشمے مترجمہ محمد سعید
صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

ہارون خاں شیروانی — ہندوستان کا دستور اور اسکی شرح
کتاب لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء

محشر عابدی — حیوانی زندگی کی دلچسپ باتیں
کتاب لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء
(ماہنامہ) حیات جاوداں لاہور — مدیر
عبد الرشید
اقدام لاہور ۲۰ جنوری ۱۹۶۳ء
(ماہنامہ) شمع صحت حیدر آباد —
مدیر عبد الحی قریشی (طبی رسالہ)
حریت کراچی ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء

وید پرکاش — آیورویدک فارما کوپیا
کتاب نمائی دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

مطیع اللہ محمود — الف - بانگاری (خوش خطی)
قندیل لاہور ۶ جنوری ۱۹۶۳ء

خالد محمود اور عنایت — سُر سنگیت

الٰہی ملک — صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

فرحت اللہ انصاری — ادب اور تہذیب
کتاب لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء

امین الرحمان — کلاسیکیت کی تحریکیں
ماہ نو کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

گوئٹے — فاؤسٹ منظوم ترجمہ از عبد القیوم
خاں باقی مرحوم

	فاران کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
کالی داس	وکرم اروشی اردو ترجمہ از امیر حسن عابدی
	معارف اعظم گڑھ جنوری ۱۹۶۳ء
عبدالمجید کھٹی	کتارا
	امروز لاہور ۲۰ جنوری ۱۹۶۳ء
	(ماہنامہ) اردو ڈائجسٹ لاہور — سالنامہ، مدیر- الطاف حسین قریشی
	تجلی دیوبند جنوری ۱۹۶۳ء
	ثقافت لاہور جنوری ۱۹۶۳ء
	اردو نامہ کراچی — ترقی اردو بورڈ کا رسالہ
	ثقافت لاہور جنوری ۱۹۶۳ء
	الزبیر بہاولپور — اردو سفرنامے۔
	لاہور لاہور ۷ جنوری ۱۹۶۳ء
	(ماہنامہ) طلوع بمبئی — اڈیٹر اصغر علی عابدی
	البلاغ بمبئی جنوری ۱۹۶۳ء
	(ماہنامہ) گل خنداں لاہور — بزرگان دین نمبر- ایڈیٹر ملک عبدالرؤف
	اقدام لاہور ۶ جنوری ۱۹۶۳ء
	فاران کراچی جنوری ۱۹۶۳ء
	(دوماہی) محور دہلی- ایڈیٹر زبیر رضوی اور دیگر حضرات
	الشجاع کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

	نقوش لاہور — سالنامہ ۔ ،
	محمد طفیل
	لیل و نہار لاہور ۲۷ جنوری
	(ماہنامہ) ہمدرد نونہال کراچی
	حکیم احمد دہلوی اور مسعود احمد
	حریت کراچی ۲۴ جنوری
شفیق بریلوی	شاعرات پاکستان
	حریت کراچی ۲۴ جنوری
ارشد، عبدالحمید	غزل کا سروپ (تذکرہ شعرائے
	لاہور لاہور ۷ جنوری
گوپی چند نارنگ	ہندوستانی قصوں سے ماخوذ مثنویاں
	نوائے ادب بمبئی جنوری
فرمان فتحپوری	اردو رباعی - فنی اور تاریخی ا
	فاران کراچی جنوری ۱۳
سحر، ابو محمد	تنقید و تجزیہ
	تحریک دہلی جنوری
عبدالحق	نصرتی
	نوائے ادب بمبئی جنوری
علی سردار جعفری	دیوان میر (دیوناگری رسم خط
(مرتب)	نوائے ادب بمبئی جنوری
آہ، صفدر	فردوس ہند (میر انیس کے
	محمد افضل فارغ کی مرثیہ نگ
	معارف اعظم گڑھ جنوری
شوکت سبزواری	غالب — فکر و فن

فاران کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

دی — جذباتِ نادر مرتبہ ممتاز حسن

نگار پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

ا صدیقی — یادگار امجد

معارف اعظم گڑھ جنوری ۱۹۶۳ء

ند جمال — حیات امجد (امجد حیدرآبادی)

نوائے ادب بمبئی جنوری ۱۹۶۳ء

طانپوری — یادِ جگر

د — فروغ اردو لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء

کتاب لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء

ی امانت — (۱) جہادِ صبر (۲) عروسِ فکر (مرثیے)

ملاپ حیدرآباد دکن ۱۹ جنوری ۱۹۶۳ء

ام ربانی — حدیثِ دل

فروغ اردو لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء

قریشی میرٹھی — متاعِ تسکین

تحریک دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

نا — شکستِ شب

صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

لوی — آئینہ حیرت (۱۹۲۳ء سے ۱۹۴۸ء تک کی غزلوں کا انتخاب)

صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

نوا ناتھ — اجنبی

الشجاع کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

صدیقی — پتھر کی لکیر

حریت کراچی ۱۴ جنوری ۱۹۶۳ء

سلیم الرحمٰن — شام کی دہلیز

امروز لاہور ۲۰ جنوری ۱۹۶۳ء

ظفر اقبال — آبِ رواں

صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

ظہیر جعفری — نوائے ظہیر

فاران کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

عابد نظامی — میٹھے بول (بچوں کی نظمیں)

قندیل لاہور ۶ جنوری ۱۹۶۳ء

عارف القادری — جزیرے

بصائر کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

کتاب نما دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

عارف، عبدالمتین — موج در موج

امروز لاہور ۲۰ جنوری ۱۹۶۳ء

صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

عزیز وارثی — سفینہ و ساحل

تحریک دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

غلام محمد — حرفِ شیریں

صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

قاصر، برہم ناتھ دت — برگ و بار (قاصر کا مجموعہ کلام)

نگار پاکستان کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

مخمور سعیدی — گفتنی

ملاپ حیدرآباد دکن ۱۹ دسمبر ۱۹۶۲ء

معراج رامپوری — اشک و تبسم

فاران کراچی جنوری ۱۹۶۳ء

مہدیؑ باقر — شہر آرزو
معارف اعظم گڑھ جنوری ۱۹۶۳ء

بلقیس ظفر — نوشیں
لیل و نہار ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء

بنکٹ پرشاد — امرجوت
فروغ اردو لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء

سلطان احمد وجودی — آخری سیارا اور دوسری کہانیاں
بچوں کے لئے
لیل و نہار لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء

شفیق بانو — چلے ساری رات
اقدام لاہور ۲۰ جنوری ۱۹۶۳ء

عصمت چغتائی — دو ہاتھ
کتاب نمائی دہلی جنوری ۱۹۶۳ء

عصمت چغتائی — معصومہ
صحیفہ لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

کرامت حسین قزلباش — بزم ملائک (افسانے)
حریت کراچی ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء

مسرت ناہید فریدی — نیند ہماری خواب تمہارے
اقدام لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۶۳ء

ممتاز شیریں — میگھ ملہار
ادب لطیف لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

شاہ علی — اردو میں سوانح نگاری
فروغ اردو لکھنؤ جنوری ۱۹۶۳ء

سلیم، وحید الدین — مضامین سلیم ۳ جلدوں میں
ثقافت لاہور جنوری ۱۹۶۳ء

انجم فوقی بدایونی — مخاطبات (مکتوبات)
حریت کراچی ۱۴ جنوری ۶
نگار پاکستان کراچی جنوری ۶

چمن دہلوی، رضیہ — رضیہ کے خطوط

سلطانہ — بصائر کراچی جنوری ۶۳

صادق حسین — بردوش ہوا (نثری تقریریں)
لیل و نہار لاہور ۱۳ جنوری

سجاد حسین — حاجی بغلول مرتبہ جمیل جالبی
فروغ اردو لکھنؤ جنوری ۶۳

تخلص بھوپالی — پاندان والی خالہ
تجلی دیوبند جنوری ۶۳

اقبالؒ — ارمغان حجاز سندھی ترجمہ از
بدوی
صحیفہ لاہور جنوری ۶۳

آمنہ صدیقی — افکار عبدالحق
سات رنگ کراچی دسمبر جنوری
صحیفہ لاہور جنوری ۶۳
فروغ اردو لکھنؤ جنوری ۶۳

ٹیگور، رابندر ناتھ — گل نغمہ، گیتانجلی کا منظوم تر
عبدالعزیز خالد
تحریک دہلی جنوری ۶۳

بلخی، مظفر شمس — مجموعہ اشعار مرتبہ سید حسن
معارف اعظم گڑھ جنوری ۶۳

ابن قتیبہ — شعراء العرب مترجمہ عبدالصمد
نقوش لاہور شمارہ نمبر

خلیل	شیطان (افسانے) اردو ترجمہ	
	لیل و نہار لاہور	۱۳ جنوری ۶۳ء
محمد خاں	مشرقی ومغربی تہذیب	
	بصائر کراچی	جنوری ۶۳ء
حسنی	جغرافیہ ممالکِ اسلامیہ — جزیرۃ العرب	
	فاران کراچی	جنوری ۶۳ء
ء	آثار امام شافعیؒ مترجمہ رئیس احمد جعفری	
	صحیفہ لاہور	جنوری ۶۳ء
راسی، سید	اذکار آزاد (ابوالکلام آزاد)	
	اقدام لاہور	۲۰ جنوری ۶۳ء
رضویہ	دھوپ - گوجرانوالا اور بادل (کیانی مرحوم)	
	ساقی کراچی	جنوری ۶۳ء
لیم	عمر خیام مترجمہ جمیل نقوی	
	لیل و نہار لاہور	۶ جنوری ۶۳ء
پریم ناتھ دت	اہل سیف رسالت ناموجنگ جو حکمرانوں کے کارنامے اور سوانح حیات)	
	نگار پاکستان کراچی	جنوری ۶۳ء
محمد جونپوری	خلافت علی و شہادت حسین	
	معارف اعظم گڑھ	جنوری ۶۳ء
زندی	گجرات کی تمدنی تاریخ	
	صحیفہ لاہور	جنوری ۶۳ء
سید احمد خاں، سر	تاریخ سرکشی ضلع بجنور مرتبہ معین الحق	
	نقوش لاہور	شمارہ نمبر ۹۶
محمد جعفر تھانیسری	تاریخ عجیب المعروف بہ کالا پانی مرتبہ محمد ایوب قادری۔	
	تجلی دیوبند	جنوری ۶۳ء
	نقوش لاہور	شمارہ نمبر ۹۶
——	تاریخ کا سب سے بڑا قتل عام	
	نوائے وقت لاہور	۳، ۶، ۱۰ جنوری ۶۳ء

داؤد ادبی انعام

قواعد وضوابط کا اعـــلان

جناب جمیل الدین عالی مرکزی سکریٹری پاکستان رائٹرز گلڈ نے داؤد ادبی انعام کے قواعد وضوابط کا اعـ
کیا ہے۔ یہ انعام داؤد فاؤنڈیشن کی طرف سے عطا کئے ہوئے پچیس ۲۵ ہزار روپے پر مشتمل ہوگا اور پاکستان رائٹ
(مرکزی) کے ذریعہ تقسیم ہوگا۔

داؤد انعام ہر سال یوم استقلال یعنی ۱۴ راگست کو تقسیم ہوگا ۲۵ ہزار کی کل رقم میں سے دس دس ہزار
دو دو اردو اور بنگالی کتب کے لئے اور بقیہ پانچ ہزار روپے انعام حاصل کرنے والی دونوں کتابوں کے ایک د
کی زبان میں ترجمہ کے لئے مساوی تعداد میں مقرر ہے۔

دس دس ہزار کے یہ انعامات دوسری زبانوں میں دو موضوعات کی کتابوں پر دئے جائیں گے۔

ا - اردو بنگالی ادب کی تحقیق، تاریخ یا تنقیـــد اور (۲) پاکستان کے قیام سے قبل یا بعد کے زمانے
متعلق کسی تصوراتی، تاریخی یا ثقافتی یا معاشرتی پہلو پر تحقیق۔

اس انعام کے لئے ہر سال پاکستانی مصنفین (بشمول متوفی مصنفین) پاکستان میں جولائی تا مئی کی مدت میں
ہونے والی اصل کتابوں کے پہلے اڈیشن کی چھ جلدوں پر جو مغربی پاکستان کے لئے گلڈ کے دفتر واقع کراچی اور م
پاکستان کے لئے گلڈ کے دفتر واقع ڈھاکہ میں مقررہ فارموں کے ہمراہ ۳۰ ر مئی تک پہنچ جائیں غور کیا جاسکتا ہے۔

لیکن سال رواں کے انعام کے لئے مدت اشاعت یکم جنوری ۱۹۶۲ء تا ۱۵ ر جون ۱۹۶۳ء اور کتابیں
کرنے کی آخری تاریخ ۱۵ ر جون ۱۹۶۳ء ہے۔ مصنف کے لئے گلڈ کا رکن ہونا ضروری نہیں۔

اگر انعام کا حق دار کوئی متوفی مصنف ہوا تو نقد رقم اس کے مذہب کے رو سے قانونی وارث کو دی جا
آدم جی ادبی انعام کے لئے پیش ہونے والی کتابیں خواہ ان پر انعام ملے یا نہ ملے داؤد انعام کے لئے
نہیں کی جاسکیں گی اور اسی طرح داؤد انعام کے لئے پیش ہونے والی کتابیں آدم جی انعام کے مقابلے میں
شریک ہوسکیں گی۔

سکریٹری جنرل گلڈ، ججوں کی جماعت کے صدر اور سکریٹری نیز خود جج صاحبان یا ان کے اعزا انعامی مقا
سے خارج ہوں گے نیز وہ کتابیں بھی جو اس سے پہلے بھیجی جاچکی ہوں۔

مسٹر ممتاز حسن (ستارہ پاکستان) اردو کے اور ڈاکٹر محمد شہید اللہ بنگالی کے ججوں کی جماعتوں کے مستقل صدر ہوں گے او
ہر دو حضرات کو رائے دہی کا حق بھی حاصل ہوگا۔ باقی ججوں اور سکریٹری کا غور سال بہ سال ہوگا۔

انعام کی رقم تقسیم نہیں ہوگی اور کسی کتاب پر پانچ ہزار روپے سے کم رقم نہیں ملے گی۔

مقررہ فارم گلڈ کے مرکزی یا کسی علاقائی دفتر سے مفت حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ ڈاک کے ذریعہ فارم طلب کرنے وا
اصحاب اپنے خط کے ہمراہ اپنا پتہ لکھا ہوا ایک لفافہ جس پر ضروری ٹکٹ چسپاں ہوں ارسال کریں۔

سلسلہ نمبر ۷

علمی اصطلاحات

حیاتیات

مرتبہ

انجمن ترقی اردو پاکستان

سلسلہ نمبر ۷

علمی اصطلاحات

حیاتیات

مرتبہ

انجمن ترقی اردو پاکستان

فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ	ایک روپیہ
فرہنگ اصطلاحات فلکیات	ایک روپیہ پچاس پیسہ
اصطلاحات فلکیات	دو روپے پچیس پیسے
وضع اصطلاحات از مولوی وحید الدین سلیم	پانچ روپے پچہتر پیسے
اصطلاحات بنکاری	چار روپے پچاس پیسے
اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ (بابائے اردو)	پچاس پیسے
اردو زبان میں علمی اصطلاحات کی تاریخ (انگریزی) از بابائے اردو	پچاس پیسے

شائع کردہ

انجمن ترقی اردو پاکستان ۔ کراچی

dactylozooid	انگسب حیوان‌سا
dactylus	انگشتہ
dart	مزراق
dart sac	مزراق داچہ
de toid	سلحی
dartos	سلحیہ
darwinian tubercle	ڈاروینی نصیلہ
darwinism	ڈاروینیت
dasypaedes	سداسی سداوار
dasyphyllous	سوبرگ (پودے)
daughter	دختر
de mination	زیرا بموسائی
death	موت ـ مرگ
death-point	نقطۂ مرگ
de ealcify	کلس دور کرنا (کلس ازالہ)
decamerous	دہ دارہ
decapod	دہ پا
decapodiform	دہ پاشکل
decemfid	دہ شگاف
decemfoliate	دہ برگ
decemjugate	دس جوگا
decempartite	دہ مقسمہ
decidua	ریزیدہ
decidual	لپس ر ر
ec duat	ریزینہ‌دار
decid us	لپس ریز
decoll d	راس بریدہ
decon osed	منفک
decum nt	مفروش
decur t	زیر
decus e	نصلبی
decus ion	تصلب
dedup ation	کثرالتشنیہ
defae ion	ابراز
defen	دفاعی
deferr	التوائی
deficie y diseases	قلتی بیماریاں
definit	معین ـ محدود
definit ve	معینہ
defilia	پت جھڑا
degeneration	انحطاط ـ تنزل
deglutition	اقلاع
dehiscence	سگفتگی
deinopore	کلھیامسام
deiter,s cells	ڈائیٹر کے خلیے
delamination	زیرو رقیت
deliquescent	پسیجن ہار
delomorphous	واضح شکل
delthyrium	واضح درز
deltidium	ڈلٹیڈیم

deltoid	ڈلٹا نما
demersal	راسب
demifacet	نیم رخچہ
demilunicells	نیم ہلالی خلیے
demiplate	نیم تختی
demisheath	نیم پوشش
demoid	کثیر
dendriform	شجر شکل
dendrite	شجرینہ
dendrogaca	شجر حیرارض ۔ شجر خیرزمن
dendrology	شجریات
dendron	شجریہ
dens	دند
dens epistrophei	دندنزدنک گرد
dental	دندانی
dentary	دت گھر ۔ دند گھر
dentate	دنتیلا
dentate ciliate	دنتیلا ہدبہ‌دار
dentate crenate	دنتیلا کنگرہ دار
denticles	دندچہ
dentinal	دنٹین ۔ دندین
dentine	دندین
dentition	دندانیب
depigmentation	ازالہ‌لون
deplanate	مسطح
depressant	خافض
depressomotor	خافض حرکی
depressor	خافض
derm, derma	ادمہ
dermal	آدمی
dermalia	ادمیے
dermarticulare	ادمہ مفصل
dermarticulare	ادمہ مفصل
dermatogen	ادمہ‌زا ۔ ادمہ آفرین
dermatoplas	ادمہ مادہ
dermatoplast	ادمہ ساز
dermatopsy	ادمہ بصری
dermatosome	ادمہ جسم
dermentoglossum	درون لسانی ادمہ
dermethmoid	دمہ مصفاہ
dermic	ادمی
dermis	جلد ۔ ادمہ
dermoblast	ادمہ نپوض
dermoccipitals	ادمہ‌وخری
dermoossification	ادمہ عظم
dermopharyngeal	ادمہ بعومی
dermosclerites	ادمہ صلبے
dermoskeleton	ادمہ کالبد
dertrotheca	منقار سرہ
dertrum	منقار

descending	نزولی
descendents	اولاد
desegmentation	عدم انقطاع
deserticolous	صحراباش
desma	رابط
desmactinic	کرن رابطہ
desmergate	وسطی کار
desmogen	ربط آفریں
desmognathous	مربوط فکی
desquamation	تقشیر
determinant	معین
determinate	تعینی
detorsion	غیر ابراست
deuterocerebrum	دماغ ثانی
deuterocone	تکمرہ ثانی
deuteroporteose	ثانوی پروٹیڈ
deuterostoma	ثانوی دہن
deuterotoky	دو جانی جنم ۔ دو جنسی پیدائش
deuterozooid	ثانوی حیوان سا
dethyalosome	ثانی سینی جسم
deutoblasts	بپوص ثانی
deutobroch	سکہ ثانی
deutocerebron	دماغ ثانی
deutomerite	حصہ ثانی
deutoplasm	مایہ ثانی
deutoscolex	ثانوی سر
deutosomes	ثانوی اجسام
deutovum	بیضۂ ثانی
developement	نمو
devonian	ڈیونی
dexiotropic	راست رخہ
dextral	,,
dextrin	ڈکسٹرن
dextrorse	راست رخہ
dextrose	ڈکسٹرور
diachaenium	توام ناشگانہ
diacranteric	بین اسانی خلائی
diactinal	دومر کری
diadelphous	دو برادری
diadematoid	تاج نما ۔ اکلیل نما
diadromous	دو شعاعی
diaene	دو سول
diageotropism	قائمہ ارض رخی
diagnosis	تشخیص
diagnostic	تشخیصی
diaheliotropism	قائمہ شمس رخی
diakinesis	قائمہ حرکیت
dialyneury	مفرق عصبیت
dialypetalous	مفرق پنکھڑی
dialyphyllous	مفرق برگ

dialysepalous	مفرق ...
dialystely	مفرق ...
diamcistra	دوهری
diandrous	دونرا
diadesis	ازمیان ... بارحست
diaphototropism	قائمه ... ی
diaphragm diaphragma	ڈائفرم
diaphysis	دونامی
diapophysis	عرض داد
diapsid	دو محرابی
diarch	دو آعاد
diarthrosis	سلس الحـ ...
diaschistic	دوسگافه
diastase	ڈاسٹس
diastatic	ڈایسٹیسی
diasten, diastema	فکجه
diaster	دو نجمه
diastole	انساط قد
diatom	ڈیاٹم
diatropism	قائمه رخی
diaxon	دو محوریه
diaxone	,,
diblastula	دوبوسص
dibranchiate	دوغشوم د
dicellate	دوشاخه ـ دوپهلا

dicentral	دومرکزی ـ ازمیان مرکزی
dichasium	دوشه
dichlamydeous	دوقبی
dichogamy	دوودی زواحیت
dichoptic	دوحشمی
dichotomous	دو فرعی
dichotomy	دو فرعیت
dichromatic	دولـی
dichthadigne	کثـ ...مدس
diclinous	مم ... دومهده
dicoccus	دو ...
dicostalia	دوصلعک
dicotylenden	دو ... سا
dictyodromous	رگ حال
dictyogan	پب حاله
dictyokinasis	جال حرکت
dictyosome	جال جسم
dictyostelic	حال سونی
dictyotic	جالدر
dictyotic movement	جالداری آن
dicyclic	دو ـوری
didactyl	دو انگشت
didymous	تواں
didynamous	دود ...
diencephalon	ـ ... دماغ

differentiation	تفریق۔تفرق
diffluence	نزه
diffuse	منتشر
diffusion	انتشار
digametic	دو زواجی
digastric	دو سکمی
digenesis	دو تولید
digenetic	دو تولیدی
digenoporous	دو تولیدی مسامدار
digestion	هاضمه
digestive	هاضم۔ هاضمی
digit	اصبع
digital	اصبعی
digitaliform	اصبعی شکل
digitigrade	اصبع خرام
digitinervate	اصبع رگ
digitipartite	اصبعی منقسم
digitipinnate	اصبعی پردار
digitule	اُصبع
digoneutic	دو حصول والا
digonoporous	هردو تولید مسامدار
digynous	دوما دئی
diheliotropism	قائمه شمس رخی
dihybrid	دوغلا
dilatator	متسع
dilated	متسع
dilator	متسع
dilphous	دواوجی
diluvial	سیلابی
dimegaly	دو کبری
dimerous	دوباره
dimidiate	متنا صف
dimorphism	دو شکلی
dimyaric	دو عضلی
dinergate	روان کارکن
dinomic	دو خطئی
dioecious	جدا صنفی
dioestrum	عمل تعطل
dioptrate	دو چشمی
dipetalous	دو پنکھڑی
diphasic	دو مشی
diphycercal	دوهر نادم
diphygenic	دو گونه تولیدی
diphyletic	دو نسلی
diphyodont	دو تسنسی
diplanetary,-diplanetic	دو گونه حیوان بدری
diplanetism	دو گونه سائریت
diplarthrous	دو مفصلی
dipleurula	دو جانبی

diploblastic	دو نہوضی
diplocardiac	دو قلبی
diplocaulescent	ثانوی ساقدار
diploe	ڈپلوئی
diplohanhliate	دو عقدہ دار
diplogenesis	دوہری تولید
diploic	ڈپلوی دار
diploid	دولا
diplonema	دو رشتہ
diplonephridia	دوہرے گردینے
diploneural	دو عصبی
diploperisttomous	دو گرد دہن
diplophase	دوہری ہئت
diploplacula	دو لویح
diplopore	دوہرا مسام
diplosome	دوہرا جسم
diplosphene	دوہرا وند
diplospondylic	دو مہری
diplostemonous	دہرا زر رسئی
diplotegia	دو غلفہ
diplotene	دو بند
diploxylic	دو چوب دستی
diplozoic	متجانب ساکل
dipnoan	دو منفذی
diprotodont	نحز سنینی
dipteroeecidium	دو پر سلعہ
dipterous	دو پرا
directive mesenteries	تعینی ما ساریقہ
disc	قرص
disc-florets	قرص زہرے
discal	قرصی
discal	قرصیہ
disciflorous	قرص زہری
discoblastic	قرص نہوضی
discoblastulla	قرص نو یہدں
discocarp	قرص ثمر
discoctasters	ہشت قرصی کوکب
discodactylous	قرصی انگشت
dicohexactine	شش قرصی شعاع
discohexaster	شش قرصی کوکب
discoid	قرص نما
discoidal	قرص نما
discoidal	قرص نما
discontinuous variation	غیر مسلسل تغیر
disconula	قریصیہ
discooctaster	ہشت قرص کوکب
discoplacenta	قرص مشیمہ
discust proligerus	ولودی قرص
disjunct	انفصالی
disjunctive symbiosis	انفصالی ہم باسی

dispermous	دو تخمی
dispermy	دو تخمگی
dispersal	انتشار
dispireme	دو درعوله
displacement	هٹاو۔ ٹل۔ عسر وضعی
disporocystid	دو بذری اسا ءحه
disporous	دو بذری
dissected	مقطع شده
dissepiment	پرده
dissilient	چٹکی۔چٹکنا
dissimilation	تفرق
dissociation	تفرقه
dissoconcha	دو شحه
dissogeny	دو توالد
distal	بعیدی۔بعدی
distichalia	دو قطاریه
distichous	دو قطاری
distipharynx	بعیدی بلعوم
distiprobascis	بعدی خرطوم
distractile	آسفنه
distribution	تقسیم۔پھیلاؤ
disymmetrical	دو تشاکلی
ditheeal	دو صتری
ditermatous	دو روزنی
ditrochous	دو طروحی
diurnal	نہاری۔یومی
divaricate	گافته ۔منفرج
divaricaters	منفرج
divergency	انصاع۔انفراج
divergent	متصع۔منفراج
diverticulum	عطفه
divided	منقسمه
dizoic	دو حیوانی
dodecogynous	باره مادئی
dodecamerous	باره حره
dodecandrous	باره نره
dolabriform	کدال شکل۔کلند شکل
dolichocephalic	دراز سر
dolichohieric	دراز عجزی
dolichostylous	دراز نے دار
dolieform	برمیل شکل
dormice	زبانه
dormant	معطل
dorsal	ظہری
dorsalis	ظہریه
dorsiferous	پرظہر بردار
dorsispinal	ظہری نخاعی
dorsiventral	ظہری بطن
dorsocentral	ظہری مرکزی
dorsolumbar	پشت حضری

lumber	حضری (کمری)	duplication	نشین۔دھراؤ
dorsoumbenal	ظہری حدی	duplicature	(و) رطوبیه
dorsoventral	ظہری بطنی	duplicident	دھرو نتا
dorsulum	ظہیر	duplicodentate	دھرو نتیلا
dorylaner	سائق (کارفرما) چیونٹی	dura mater	آم حافہ
[driver]		dura spinalis	نخاعی جافہ
drepanium	سجلہ	duramen	چوب خشک۔حافیہ
[draw tube	[کشیدہ نلی	dwarf male	پست نر۔بونا نر
dromaoognathous	مک رو	dyad	ثنا یہ
[dragon-fly	[بھنبھیری	dynamoplastic	قوہ سایہ
dromotropic	سمررخ	dysgenic	تنزل فی التولید۔انحطاط تولیدی
drone	رعل	dysmerism	غیر متشابہ تولید
	[رعل۔نہر شہد کی مکھی]	dysmerogenesis	غیر مشابہ حزوی تولید
drupaceous	زیتونی	dyspnoea	بہر
drupe	زیتونیہ	Dysteleology	غا ئیواب۔لاغا ئیاب
drupel	زیتونک	dzierzon theory	زیر سونی نظریہ
duct	قناہ۔نالی	ear	کان۔خوشہ۔بالی
ductlecss glanos	غیر قناتی غدود	eared	گوش دار۔خوشہ دار
ductule	قنا تک	ebracteate, ebracteolate	بے برگہ۔
ductus	قناہ		بے گیزہ
ductus ejaculatorius	قاذف (نالی) قناۃ	ecalcarate	بے کلابہ
dulosis	اطاعت	ecardinal	بے کاربنی
dumb-bell bone	ڈمبل ہڈی	ecarinate	بے جاروری
duedenal	اثنا ئے عشری	ecaudate	-
duodenum	اثنا ئے عشری	ecblastesis	

مطبوعـــات انجمن ترقی اردو پاکستـــان

اردو روڈ کراچی - ۱

. کی اهمیت -

از ڈاکٹر عبادت بریلوی - یہ کتاب اردو ادب کی عظیم روایات کی آئینہ دار هے - اس میں روایت کی اهمیت ، اردو ساعری میں گل و بلبل کے اشارے ، دلی کا دستان شاعری - اردو شاعری مں حب الوطنی کی روایت اور اردو تنقید میں روایت اور تجربے کے ایسے پر مغز اور خیال افروز مقالات شامل هیں جن سے اردو ادب کے تاریخی مد و جزر کی صحیح تصویر سامنے آجاتی هے مختصر الفاظ میں یہ تحقیقاتی اور تنقیدی مقالات کا مجموعہ هے - قیمت سات روپے پچاس پیسے -

س -

یہ کتاب سلطان عبداللہ قلی قطب شاہ کے دربار کے نامور شاعر اور ادیب مولانا وجہی کی تصنیف هے سنہ ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۶ء اس کا سال تصنیف هے - اردو نثر کی یہ نایاب اور قدیم کتاب بہت تلاش اور جست و جو کے بعد خاص اهتمام اور صحت سے چھاپی گئی هے - شروع میں بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کا محققانہ مقدمہ بھی شامل هے - قیمت پانچ روپے پچاس پیسے -

الاردو -

انجمن ترقی اردو کے رسالہ "اردو" کے سی سالہ پرچوں سے بہترین مضامین کا بہترین انتخاب هے جسے انجمن کی پنجاہ سالہ جوبلی کی یادگار میں مرتب کرکے شائع کیا گیا هے - یہ کتاب گیارہ مضامین پر مشتمل هے اور سب کے سب کارآمد اور عمدہ معلومات سے پر هیں - کتاب کی جان دو مضامین هیں : (۱) رومی ، نطشے اور اقبال از ڈاکٹر عبدالحکیم (۲) نذیر احمد کی کہانی کچھ ان کی اور کچھ میری زبانی از مرزا فرحت اللہ بیگ - قیمت پانچ روپے پچاس پیسے -

ملنے کا پتہ

اردو اکیڈیمی سندھ - بہادر شاہ مارکیٹ ، بندر روڈ کراچی

gd. S. No. 1138 **QUOMI ZUBAN** Phone: 32784
tnightly Karachi

بابائے اردو کی تصانیف
(شائع کردہ انجمن ترقی اردو پاکستان)

خطبات عبدالحق

بابائے اردو کے معرکہ آرا خطبات کا مجموعہ جن میں اردو لسانیات اور تاریخ ادب کے بہت سے اہم پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ بابائے اردو کے نظریات اور گذشتہ نصف صدی میں اردو تحریک کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے ان خطبات کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

قیمت چھ روپے پچاس پیسے

سر سید - حالات و افکار

اس کتاب میں سر سید کے حالات اور افکار کے بعض پہلوؤں پر نئے انداز سے لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کو حالی کی ''حیات جاوید'' کا ضمیمہ سمجھنا چاہیے۔ قیمت چار روپے۔

نصرتی

ملک الشعرائے بیجا پور ملا نصرتی کے حالات اور کلام کا ایسا مفصل جائزہ کسی دوسری جگہ نہیں ملتا۔ بابائے اردو نے کئی برس کی محنت شاقہ کے بعد یہ کتاب تالیف کی تھی اس میں نصرتی کی بہت سی نایاب تصانیف پر تفصیلی تبصرہ اور انتخاب شامل ہے۔ قیمت پانچ روپے

اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام

اس کتاب میں بابائے اردو نے یہ بتایا ہے کہ صوفیائے کرام نے اردو زبان کی نشو و نما کیا حصہ لیا۔ اس موضوع پر یہ اپنی کی واحد کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ ستاس

اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا

بابائے اردو نے اس کتاب میں تفص بتایا ہے کہ وضع اصطلاحات کے سلسلے میں کیا کوششیں کی گئیں اور ان میں کہاں کامیابی ہوئی نیز اس موضوع پر بحث کہ وضع اصطلاحات کے لئے کن اصولوں کو نظر رکھنا چاہیے۔ قیمت پچاس پیسے

قدیم اردو

یہ قدیم اردو شعراء اور مصنفین کے میں گراں قدر تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے مضامین اس اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتے کہ ان میں بعض اہم شعرا کے ایسے حالات بعض نادر تصانیف کی ایسی تفصیلات پیش گئیں ہیں جو کسی دوسری جگہ نہیں ملتی

قیمت پانچ روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ
اردو اکیڈمی سندھ
بہادر شاہ مارکیٹ، بندر روڈ کراچی

محمد مصلح الدین سعدی کے زیر اہتمام انجمن پریس سے شائع ہوا
مدیر:- مشفق خواجہ اعلیٰ:- جمیل الدین عالی
طابع و ناشر:- لفٹننٹ کرنل عطاالرحیم
بدل نمبوض

23 (11,12)

مطبوعات انجمن ترقی اردو پاکستان

اردو روڈ کراچی - ۱

روایت کی اہمیت -

از ڈاکٹر عبادت بریلوی - یہ کتاب اردو ادب کی عظیم روایات کی آئینہ دار ہے - اس میں روایت کی اہمیت ، اردو شاعری میں گل و بلبل کے اشارے ، دلی کا دبستان شاعری - اردو شاعری میں حب الوطنی کی روایت اور اردو تنقید میں روایت اور تجربے کے ایسے ہر مفکر اور خیال افروز مقالات شامل ہیں جن سے اردو ادب کے تاریخی مدّ و جزر کی صحیح تصویر سامنے آجاتی ہے مختصر الفاظ میں یہ تحقیقاتی اور تنقیدی مقالات کا مجموعہ ہے - قیمت سات روپے پچاس پیسے -

سب رس -

یہ کتاب سلطان عبداللہ قلی قطب شاہ کے دربار کے نامور شاعر اور ادیب مولانا وجہی کی تصنیف ہے سنہ ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۶ء اس کا سال تصنیف ہے - اردو نثر کی یہ نایاب اور قدیم کتاب بہت تلاش اور جستجو کے بعد خاص اہتمام اور صحت سے چھاپی گئی ہے - شروع میں بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کا محققانہ مقدمہ بھی شامل ہے - قیمت پانچ روپے پچاس پیسے -

تلخیص الاردو -

انجمن ترقی اردو کے رسالہ " اردو " کے سی سالہ پرچوں سے بہترین مضامین کا بہترین انتخاب ہے جسے انجمن کی پچاس سالہ جوبلی کی یادگار میں مرتب کرکے شائع کیا گیا ہے - یہ کتاب گیارہ مضامین پر مشتمل ہے اور سب کے سب کارآمد اور عمدہ معلومات سے پر ہیں - کتاب کی جان دو مضامین ہیں : (۱) رومی نطشے اور اقبال از ڈاکٹر عبدالحکیم (۲) نذیر احمد کی کہانی کچھ اُن کی اور کچھ میری زبانی از مرزا فرحت اللہ بیگ - قیمت پانچ روپے پچاس پیسے -

ملنے کا پتہ

اردو اکیڈیمی سندھ - بہادر شاہ مارکیٹ ، بندر روڈ کراچی

جمن ترقیٔ اردو پاکستان کا پندرہ روزہ ترجمان

قومی زبان

جلد نمبر ۲۳ شمارہ ۱۱-۱۲

مدیر اعلیٰ
جمیل الدین عالی

مدیر
مشفق خواجہ

یکم و ۱۶ر جون ۱۹۶۳ء

فی شمارہ
پچاس پیسے

روپے

انجمن ترقیٔ اردو پاکستان اردو روڈ کراچی

فہرست

اداریہ

انگریزی زبان پر گزشتہ ساڑھے تین سو برس سے مسلسل تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ ان تین صدیوں میں سے پوری دو صدیاں اس طرح گذریں
اسلطنت برطانیہ کا آفتاب چوبیس گھنٹے دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں درخشاں رہتا تھا۔ انگریزوں کے طبعی ذوق جستجو اور اپنی زبان سے محبت کو نوآبادیاتی
وسائل کی بے انتہا امداد حاصل تھی ۔

اس کے ساتھ ساتھ اٹھارویں صدی سے امریکہ جیسے وسیع و عریض اور زرخیز ملک میں پھیلتی ہوئی انگریزی زبان نے امریکی وسائل
کو بھی خوب استعمال کیا ہے آج خود امریکہ کی آبادی بیس کروڑ کے قریب ہے اور ظاہر ہے کہ دنیا کے امیر ترین ملک میں اپنی قوم کی
زبان پر کتنے ارب ڈالر کے صرف سے کتنے ہزار اساتذہ اور کتنے لاکھ طالب علم کن کن سمتوں میں کام کر رہے ہوں گے ۔

ان کے علاوہ انگریزی بولتی ہوئی سابق اور حال نوآبادیات ہیں جہاں مسلسل انگریزی اقتدار نے مقامی فطانت و طباعی
پر گہرا اثر ڈالا ہے اور جہاں بے شمار "مقامیوں" نے انگریزی زبان و ادب کے میدان میں بڑے بڑے انگریزی دانوں سے بازیاں
جیتی ہیں ۔

اور اس سب کے باوجود آج بھی انگریزی داں ایسے ہزاروں لاطینی، یونانی اور فرانسیسی الفاظ، اصطلاحات اور
اسالیب استعمال کرنے پر مجبور ہیں، جن کا نعم البدل انگریزی میں نہیں ملتا یا جنہیں وہ کاملاً "انگریزیانے" میں اب تک ناکام
رہے ہیں ۔

جتنے برس یہ برصغیر مفلس اور غلام تھا، اس کے جملہ مرکزی، صوبائی، ریاستی اور انفرادی وسائل جو اُردو
کی تحقیق و ترویج پر خرچ ہوئے، صرف امریکی اداروں کے پانچ دس سالہ لسانی بجٹ سے زیادہ نہیں ہوں گے۔

آزادی کے بعد ہندوستان میں تو اُردو پر جو کچھ گذری اس کی داستان ایک تازہ واقعہ ہے، مگر پاکستان میں
بھی ان پندرہ برسوں میں اُردو پر جتنا کچھ صرف کیا گیا، سرکاری اور غیر سرکاری - وہ بہت ہوا تو ساٹھ ستر لاکھ

روپیہ ہو ہو گا، یعنی تقریباً بارہ تیرہ لاکھ ڈالر۔ چلئے خوش فہمی سے کام لیجئے۔ اور سمجھ لیجئے کہ ایک کروڑ روپیہ یعنی بیس لاکھ ڈالر سے کم۔

مگر اس مفلسیٔ حال کے باوجود آج اردو بڑی بڑی امیر زبانوں سے ٹکر کھاتی ہے اور روز بروز مقبول اور وسیع تر ہوتی جاتی ہے اس کے الفاظ اور اصطلاحات اور اسالیب اظہار کا خزانہ روز بروز نئے ہیروں اور موتیوں سے معمور ہوتا جاتا۔ آج اردو کی حیرت انگیز ترقی کا سبب یہ ہے کہ اس کا سب سے بڑا خریدار سب سے بڑا سرمایہ پاکستان کا عوامی مزاج ہے۔ عوام سے پیدا ہوئی اور عوام کی سرپرستی میں پروان چڑھی اردو بنت عوام ہے اس کی حفاظت انجمن ترقی اردو کی محض چار دیواری میں نہیں کی جائے گی بلکہ اس کی فصیلیں عوام کے دل و دماغ ہیں جن پر حملہ کرنا روح پاکستان پر حملے کے مترادف ہوگا۔ اور۔ اور۔ اور سے

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جو لوگ اردو پر علاقائی زبانوں کی آڑ میں حملے کرتے ہیں وہ خود علاقائی زبانوں کے مخلص کارکن نہیں معلوم ہوتے کیونکہ اردو کی لڑائی علاقائی زبانوں سے نہیں ہے بلکہ ایک طویل اور اذیت ناک سامراجیت کی نشانی انگریزی سے ہے۔ اردو علاقائی زبانوں کے اشتراک کا دوسرا نام ہے اور ہم نے کبھی کسی علاقائی زبان کے تحفظ و فروغ کی مخالفت نہیں کی نہ اس کی ضرورت ہے۔ علاقائی زبانوں کی ترقی کے لئے مختلف انجمنیں اور بورڈ کام کر رہے ہیں جن سے رابطہ نہایت گہرا ہے۔ یہ زبانیں ہماری اپنی زبانیں ہیں، ہماری ثقافت کی محافظ ہیں ہماری سرزمین میں ان کی جڑیں بہت گہری ہیں۔

جو لوگ اردو اور علاقائی زبانوں میں ٹکراؤ پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ صحیح راستے پر نہیں چل رہے ان سے گزارش ہے کہ اس خطرناک اقدام کے عواقب کو اچھی طرح سمجھ لیں ابھی یہ نیا ملک ہر جہت میں انتشار برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوا۔

جس طرح برصغیر کی شمال مغربی وحدتوں کا مجموعی نام مغربی پاکستان ہے۔ اسی طرح مغربی پاکستان کی قومی زبان کا نام اردو ہے۔ اس زبان میں طرح طرح کے رنگ جھلکتے ہیں اور ان رنگوں کی چمک دمک میں اضافے ہوتے رہیں گے۔ یہ اضافے مقامی اثرات سے پیدا ہوں گے۔ اور ہوتے رہیں گے۔ اردو کی تخمیر ہی بین اللسانیت سے ہوئی ہے۔ یہی اس کی اساس ہے اور یہی اس کی ترقی کا راز بھی ہے۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری



آپ کے بارے میں شمیم احمد کا مضمون اسی شمارے میں
ملاحظہ فرمائیے



جناب محشر بدایونی →

جن کی کتاب ''شاعر نامہ'' پر انجمن ترقی اردو کی طرف سے ایک ہزار روپے کا انعام دیا گیا۔



جناب محمد ادریس صدیقی ←

جنہوں نے کراچی یونیورسٹی کے ایم اے (اردو) کے امتحان میں اول بدرجہ اول کامیابی حاصل کی اور انجمن ترقی اردو کے تمغۂ بابائے اردو (مع پانچ سو روپے) کے مستحق قرار پائے۔

شمیم احمد

ڈاکٹر شوکت سبزواری

ایک پرانا مقولہ ہے کہ طالب علم ساری عمر طالب علم رہتا ہے ۔ یہ مقولہ علم کی جس سچی لگن، طلب، جستجو اور احترام کا مظہر ہے ، وہ رے معاشرے میں آج کل مفقود ہے ۔ تمام عمر علم کا متلاشی رہنا بڑے حوصلے کی بات ہے ۔ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ ڈاکٹر شوکت سبزواری حوصلے کی ایک علامت ہیں ان کی ساری عمر علم حاصل کرنے، علم و ادب کی خدمت کرنے اور اردو زبان کو سنوارنے اور نکھارنے میں گزری ہے آج بھی وہ اسی تندہی اور جوش و خروش سے اپنے اس مقصد کی تکمیل میں دل و جان سے منہمک ہیں

ڈاکٹر شوکت سبزواری کئی زبانوں سے عالمانہ واقفیت رکھتے ہیں، لسانیات کے ماہر ہیں ۔ تحقیق کے مرد میدان ہیں ۔ صف اوّل نقاد ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب ایسے بے غرض اور دھن کے پکے افراد میں سے ہیں، جن کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے جو حاصل کیا وہ سب انکی ذاتی دلچسپی اور محنت کا نتیجہ ہے ۔ اسی لئے میں جب اُن کے پاس پہنچا تو میرے ذہن میں مختلف قسم کے خیالات اور سوالات رہے تھے ۔ لیکن جب انہوں نے میرے ایک سوال کے جواب میں اپنی زندگی کے حالات بتانے شروع کئے تو وہ اس قدر دلچسپ تھے کہ را وقت اسی کی نذر ہوگیا اور میں اُن سے بعض اہم سوالات پوچھنے کی حسرت لئے واپس آگیا ۔ یا شاید وہ سوالات خوفِ فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے ۔ شوکت صاحب کی زندگی جد و جہد اور صبر آزما محنت اور مشقت کا ایک طویل افسانہ ہے جس کو کہیں کہیں سے پیش کرنے کی دت میرے حصّے میں آئی ہے ۔

ڈاکٹر صاحب کی زندگی بڑے نامساعد حالات میں گزری ۔ اُن کے والد قانون گو تھے اور میرٹھ کے رہنے والے تھے ۔ ڈاکٹر صاحب کو ابتدائی زندگی کے سب سے پہلے نقوش یاد کرنے میں دقت ہو رہی تھی ۔ معاً اُن کو ہماری بڑی بوڑھیوں کی طرح ایک اہم واقعہ سے اپنے ہوش عالنے کا زمانہ متعین کرنے کا خیال آیا اور وہ زمانہ تھا پہلی جنگ عظیم کا جب اُن کے والد بلند شہر میں رجسٹرار قانون گو تھے ۔ ڈاکٹر ب کے والد مرحوم ان کو مغرب کی نماز کے بعد لٹا دیتے تھے اور اِن سے کہتے تھے سونے سے پہلے مسلمانوں کی فتح کے لئے دعا مانگو ۔ اس سے ت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی شخصیت میں مذہبی اور قومی اسپرٹ کا سبب کیا تھا ویسے بھی ڈاکٹر صاحب کا خاندان بڑا مذہبی

تھا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ اُن کی تعلیم کا سلسلہ بہت ہی چھوٹی عمر میں شروع ہوا۔ یعنی تقریباً آٹھ سال کی عمر تھی۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جب ان
انگریز سے نماز کے سلسلے میں لڑ کر ملازمت سے مستعفی ہو گئے تھے اور میرٹھ واپس آ گئے تھے۔ ان واقعات کی روشنی میں ڈاکٹر صاحب نے ا
پیدائش ۱۹۰۰ء متعین کیا ہے۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے ایک خاتون سے حاصل کی۔ یہ خاتون مولوی نذیر الحق کی نانی تھیں۔ ان سے
پڑھا اور مذہبی تعلیم حاصل کی۔ گویا پہلی بنیاد مذہبی تعلیم ٹھہرتی ہے۔ قرآن مجید کے بعد انہیں خاتون سے بہشتی زیور پڑھا۔ لیکن
ڈاکٹر صاحب کو لکھنا نہیں سکھا سکیں۔ اس کی وجہ بڑی دلچسپ ہے۔ یعنی یہ کہ اُن کے شوہر نے لکھنے کو منع کر دیا تھا۔ اس لئے ڈ
لکھنے کی ابتدا خود کی اور لکھ کر اُن خاتون کو دکھاتے رہے۔

ابتدائی تعلیم اور قرآن مجید پڑھنے کے بعد یہ سوال اٹھا کہ اِن کو اب کون سی تعلیم دی جائے۔ ڈاکٹر صاحب کے دونوں بڑے
انگریزی تعلیم پاتے تھے۔ اِن میں سے بڑے بھائی کا انتقال میٹرک کرنے کے بعد ہو گیا اور منجھلے نے آٹھویں کلاس تک پڑھ کر چھوڑ دیا۔ ڈا
والد نے اپنے چھوٹے بیٹے کے مستقبل کے بارے میں ایک مسجد کے پیش امام سے مشورہ لیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے اپنے دونوں بڑے
انگریزی تعلیم دی ہے۔ اس کو تو عربی پڑھایئے تاکہ آپ کی نجات کا کوئی سامان ہو۔ اس مشورے کے بعد ڈاکٹر صاحب کو مدرسۂ ا
صدر میرٹھ میں بٹھا دیا گیا۔ یہاں ابتدائی اردو، حساب، فارسی اور عربی کی تعلیم شروع ہوئی۔ یہیں اُن کو مولوی اختر شا
حاصل ہوئی۔ جنہیں فارسی پر تو عبور تھا ہی مگر عربی صرف و نحو عروض اور علم میراث پر بھی گہری نظر تھی۔ یہ حضرت شاعر بھی
زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ مولوی اختر شاہ صاحب نے اپنے شاگرد کو آمدنامہ شروع کرا دیا۔ تقطیع یاد کرنے میں اُن کو بڑا
ڈاکٹر صاحب نے ایک اور لڑکے سے اسے سمجھنا چاہا تو اس نے ان کے سامنے ایک شرط رکھی کہ ہر سوال پر اِن کو اپنی ترکی ٹوپی کے پھند
تاگہ اسے دینا پڑیگا۔ اس دلچسپ شرط کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورا پھندنا غایب ہو گیا۔ لیکن تقطیع یاد ہو چکی تھی۔ جب شاگرد نے استاد کو
تو انہوں نے تیز رو شاگرد کو بھانپ لیا اور جلد جلد سبق دینے شروع کئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت جلد نصاب مکمل ہو گیا۔ منشی ا
اردو اور حساب پڑھنا شروع کیا۔ ڈاکٹر صاحب کو شروع میں اردو سے کوئی خاص شغف نہ تھا۔ لیکن اس سے دلچسپی ا
ہوئی جب بھائی کے ساتھ بازار کی سیر کو نکلتے تو وہ (بھائی) دوکانوں پر لگے ہوئے بورڈ تیزی سے پڑھتے چلے جاتے۔ لیکن ڈاکٹر
میں دشواری ہوتی تھی بھائی کے اس کمال" پر انہیں بھی مقابلہ کا شوق ہوا۔ اس طرح اردو سے دلچسپی پیدا ہوئی (یہاں ڈاکٹر صا
دردمندانہ انداز میں آج کل دوکانوں پر لگے ہوئے بورڈوں کا تذکرہ کیا کہ وہ سب انگریزی میں ہوتے ہیں اور بچوں کو انگریزی کی
دی جاتی ہے) اسی مدرسہ میں انہیں عربی پڑھنے کا شوق ہوا اور ایک طالب علم سے عربی پڑھنی شروع کی جب ابتدائی تعلیم ہو گ
کہا عربی پڑھا دیجئے۔ استاد نے جواب دیا" عربی نکالتی ہے چربی" یہ تمہارے بس کا کام نہیں۔ لیکن جب انہوں نے ان کا ا
خوش ہوئے اور عربی پڑھانی شروع کر دی۔ اسی زمانے میں کنٹونمنٹ میں ایک جگہ ہندو لڑکوں کو پڑھتے دیکھا اور دل
ہوئی کہ اِن کی زبان بھی پڑھوں گا۔ لہٰذا ایک روز پنڈت جی کے پاس پہنچ گئے اور اُن سے کہا مجھے سنسکرت پڑھا دیجئے۔ ظا
تو یقین نہیں آیا مگر پھر بڑی خوشی سے پڑھانے لگے۔ لیکن یہ سلسلہ زیادہ دن تک جاری نہ رہ سکا۔ کیونکہ ہندوؤں نے یہ ا

دران کی مقدس زبان پڑھے -

اسی زمانے میں ڈاکٹر صاحب کی ملاقات ایک فوجی سے ہوئی جو پنجاب یونیورسٹی سے 'فاضل' وغیرہ کے امتحان دیا کرتے تھے ان کی دیکھا ڈاکٹر صاحب کو بھی 'فاضل' کے امتحانات دینے کا شوق ہوا - اس کے بعد ان کے ایک عزیز بھی ایسے مل گئے جو اس شوق میں ان کے شریک -اس طرح ڈاکٹر صاحب نے پہلی بار باقاعدہ امتحان دیا - یہ امتحان مولوی فاضل کا تھا - اور اس میں پاس ہو گئے (۱۹۲۴ء) اس وقت ۱۸ یا ۱۹ سال تھی - اس کے ساتھ ہی انگریزی پڑھنے کا شوق ہوا - جو اس طرح پورا ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کے ایک پڑوسی تھے جو انٹرمیڈیٹ ھتے تھے - ان کا مضمون فارسی تھا - ان کی شرط یہ تھی کہ یہ انہیں فارسی پڑھا دیں تو وہ انہیں انگریزی پڑھا دیں گے - چنانچہ یہ معاہدہ طے اور اس کے سال بھر بعد ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۲۵ء میں میٹرک کا امتحان دیدیا - اور اسی سال منشی فاضل کا امتحان بھی پاس کر لیا ں کا شوق بڑھتا گیا ۱۹۲۷ء میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان دیا - بی - اے میں البتہ یہ دقت تھی کہ اس کا امتحان پرائیویٹ نہیں دیا جا سکتا ہذا تعلیم کی طرف سے مجبوراً توجہ ہٹا کر کچھ اور مشغلے ڈھونڈنے پڑے - نتیجتاً میرٹھ کے ایک ہفتہ وار اخبار "صداقت" کے مدیر ہو گئے بیشتر تحریریں ڈاکٹر صاحب ہی کی ہوتی تھیں - اس زمانے تک شعر و شاعری کا ذوق بھی تھا اور مشاعروں میں بھی شرکت کرتے لیکن مولوی اختر شاہ صاحب کے مشورے سے پر شاعری ترک کر دی - اس اخبار کا سلسلہ ایک سال تک جاری رہا - اس کے بعد احب کا تعلق ایک درسگاہ سے ہو گیا جو الہ آباد یونیورسٹی سے تسلیم شدہ تھی - یہیں سے بحیثیت ٹیچر بی - اے کا امتحان دیا - اور اسی ۱۹۳۲ء میں فارسی میں ایم - اے کیا - اس عرصے میں ڈاکٹر صاحب کی شادی ہو چکی تھی - اور اس وقت تک دو تین بچے ہو چکے تھے - گھریلو مصروفیات ثانیاں ایسی تھیں کہ علی گڑھ میں تعلیم حاصل کرنے کے عزم راسخ کے بعد بھی علی گڑھ سے واپس آنا پڑا - ۱۹۳۹ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے عربی - اے کیا اور یونیورسٹی میں اوّل آئے ایک تمغہ سونے کا اور دو سو روپے کی کتابیں انعام میں ملیں - اس کے بعد ۱۹۴۰ء میں میرٹھ کالج ایل - بی میں داخلہ لے لیا - اسی اثنا میں آگرہ یونیورسٹی میں اردو کا شعبہ نکل گیا تھا لہٰذا ایک دوست کے اصرار سے اردو میں بھی ایم اے ارادہ کر لیا - اس طرح ۱۹۴۱ء میں ایل - ایل - بی کا پہلا سال پاس کر لیا - اور ساتھ ہی ایم - اے کے پہلے سال کا امتحان بھی دے دیا - چونکہ ل میں دو فائنل امتحانات میں نہیں بیٹھ سکتے تھے اس لئے ۱۹۴۲ء میں ایل ایل - بی کر لیا - اور اسی سال اسلامیہ کالج بریلی میں اردو فارسی رمقرر ہو کر چلے گئے اور وہیں ۱۹۴۳ء میں اردو فائنل فرسٹ کلاس میں پاس کیا - ڈاکٹر صاحب کی ساری زندگی تعلیم کے شوق اور امتحانات کی کڑیوں دار ہوتی ہے - اس کے علاوہ بھی بہت سے مشغلے تھے جن میں سے دو بہت اہم ہیں - ایک تو مناظرہ بازی اور دوسرے مضمون نگاری - مناظرہ ظاہر ہے کہ مذہبی امور پر ہندوؤں سے رہتی تھی البتہ مضمون نگاری کا چسکہ ۱۹۲۵ء سے لگ چکا تھا - اسی زمانے میں ایک مذہبی رنگ کا مضمون میں شائع ہو چکا تھا - اس کے بعد "نگار" اور "ادبی دنیا" میں برابر لکھتے رہے - افسانے بھی لکھے اور مصری پرچوں سے ترجمے بھی کئے - لیکن تنقیدی بریلی کے دوران ملازمت لکھنے شروع کئے - اقبال پر ایک طویل مضمون لکھنا شروع کیا "اقبال کے مابعد الطبیعاتی افکار" لیکن جب شرت انور صاحب کی کتاب اسی موضوع پر آگئی تو اس کی تکمیل کا ارادہ ترک کر دیا - البتہ فلسفۂ کلام غالب لکھ ڈالا جو کتابی صورت میں چھپ ۱۹۴۴ء میں میرٹھ کالج میں اردو کے پروفیسر ہو کر واپس آئے - یہ پوسٹ گریجویٹ کالج تھا - یہاں ڈاکٹر صاحب کو اپنے اصل موضوع لسانیات

کا شوق ہوا۔ لیکن ملک کی تقسیم کے بعد حالات اتنے خراب ہو چکے تھے کہ یہ کام توجہ سے نہ کر سکے۔ پھر جب ۱۹۵۰ء میں ڈھاکہ یونیورسٹی میں پڑھانا شروع کیا تو ایک سال کی کوشش کے بعد ۱۹۵۱ء میں اس موضوع پر ڈاکٹریٹ کے لئے اپنا مقالہ پیش کر دیا۔ جو ۱۹۵۶ء میں "اردو زبان کا ارتقا" کے نام سے ڈھاکہ سے شائع ہوا۔

ڈاکٹر صاحب کو ڈھاکہ میں رہ کر صحیح معنوں میں اردو کی خدمت کا زیادہ موقع ملا۔ اس زمانے میں انہوں نے تحقیقی، تنقیدی اور لسانیاتی مقالے لکھے جو حلقۂ ارباب ذوق میں پڑھے جاتے رہے۔ ۱۹۵۹ء میں مولوی عبدالحق صاحب کے اصرار پر ڈاکٹر صاحب کو اردو بورڈ میں آنا پڑا۔ یہاں ان کا تقرر بحیثیت ایڈیٹر اردو جامع لغت ہوا۔ یہاں آنے سے پہلے ہی وہ اردو زبان کی تاریخ پر ایک مفصل تحقیقی مقالہ لکھ رہے تھے۔ جسے بعد میں مولوی عبدالحق صاحب نے "داستان زبان اردو" کے نام سے شائع کیا۔

ڈاکٹر صاحب اپنی زندگی میں جن لوگوں سے بہت متاثر ہوئے اور جن کا اثر ان کی ادبی تحریروں پر پڑا ان کی تعداد خاصی ہے لیکن خصوصاً وہ مولوی عبدالحق، ابوالکلام آزاد اور اقبال سے متاثر ہوئے ہیں۔ یہ نام ان کے محققانہ مزاج اور مذہبی رجحان کی غمازی کر رہے ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ تین سال تک مل کر کام کیا۔ ابوالکلام آزاد سے ڈاکٹر صاحب کو ملاقات کے مواقع ملے۔ لیکن ان کی ذات سے زیادہ ان کی کتابیں زیادہ زیر مطالعہ رہی ہیں، اور انہیں کی تحریروں کا اثر تھا کہ ڈاکٹر صاحب میں قومی رجحان پیدا ہوا۔ اقبال سے گو کہ قومی نظریہ کی بنا پر شروع میں بڑا اختلاف کیا لیکن بعد میں اقبال سے وہ عقیدت بڑھی کہ گرویدگی تک پہنچی اس کا قصہ ڈاکٹر صاحب نے بہت دلچسپ سنایا۔ اقبال کا مشہور قطعہ

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ   ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است   چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست   اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

چھپا تو ڈاکٹر صاحب نے اس کا جواب لکھا جو روزنامہ "انصاری" میں صفحہ اول پر شائع ہوا۔ پھر یہی جواب اقبال نمبر علی گڑھ میگزین میں بھی چھپا۔ اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد جیلانی صاحب کے یہاں جو میرٹھ کالج کے وارڈن تھے اور مفکر ہونے کے دعویدار تھے۔ ایک بار ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جیلانی صاحب کو اسلام سے بڑی دلچسپی تھی اور وہ اقبال کے گرویدہ تھے۔ جیلانی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کا تعارف ان صاحب سے کرایا تو انہوں نے ان کے جواب کا ذکر بڑی حقارت سے کیا۔ جیلانی صاحب نے ان کو مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔ اور ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ تم نے اقبال کو پڑھا بھی ہے یا ویسے ہی اس کے خلاف ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ اقبال بھی کوئی شاعر تھا جو میں اس کو پڑھوں۔ لیکن جیلانی صاحب نے پرزور مشورہ دیا کہ پہلے تم ان کو اچھی طرح پڑھ لو اور ڈاکٹر صاحب کو اقبال کے لیکچروں کا مجموعہ دیا۔ جس کو پڑھ کر ان کی رائے اقبال کے بارے میں تبدیل ہونی شروع ہوئی اور جب اس کی روشنی میں انہوں نے اقبال کے کلام کا مطالعہ کیا تو خیالات میں انقلاب آگیا۔ اور ایک مضمون لکھا "اقبال کا تصور وطنیت" جو "ہمایوں" میں شائع ہوا تھا اور پھر "جمیعت" میں نقل بھی ہوا۔ ان شخصیات کے علاوہ ڈاکٹر صاحب اچھے اردو ادیبوں سے متاثر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ میں خاص طور سے محمد حسین آزاد، مہدی افادی، فرحت اللہ بیگ

ماجد اور نیاز فتحپوری سے اسلوب میں بہت متاثر رہا ہوں اور بعض تحریروں میں اُن کی جھلک بھی ملتی ہے سیاسی قسم کے مضامین میں
صاحب نے مولانا غلام رسول مہر سے بہت اثر قبول کیا ہے۔

اردو کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے بہت کچھ سوچا ہے اور بعض نتائج تک پہنچنے میں اُن حقائق کا بھی ہاتھ تھا جو پاکستان میں پیش
رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے" میں پاکستان میں اردو کے بارے میں بہت مایوس ہوں۔ اس کی وجہ کوئی نئی نہیں بلکہ بہت پرانی ہے اور
کے دوران ملازمت ہی میں اکثر احباب سے جب ذکر ہوتا تھا تو میں یہ کہتا تھا کہ پاکستان میں اردو کے بارے میں مجھے شک ہے کہ وہ ترقی کر سکے گی
وجہ وہ کہتے ہیں یہ تھی کہ اردو پاکستانی علاقے کی بولی جانے والی زبان نہیں ہے چنانچہ اس کا پہلا ثبوت اس وقت ملا جب ۱۹۴۸ء میں قائد اعظم
گئے اور وہاں انہوں نے مجمع عام سے خطاب کیا۔ بعد میں انہوں نے ڈھاکہ یونیورسٹی کے تقسیم اسناد کے موقع پر طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے
و پاکستان کی زبان قرار دیا۔ بنگال میں لسانی تحریک کا آغاز ڈاکٹر صاحب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مٹھی بھر لڑکے ڈھاکہ یونیورسٹی کی آرٹس
میں آم کے درخت کے نیچے جمع ہوئے اور انہوں نے بنگلہ کی حمایت میں تجویزیں پیش کیں۔ حالانکہ اس کا مقصد بنگلہ کی حمایت نہیں تھی
بلکہ اردو کی مخالفت تھی۔ پھر نو سال میں جو کچھ وہاں ہوا اس کو دیکھنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ کم از کم مشرقی پاکستان میں اردو کا
مستقبل نہیں ہے ۱۹۵۹ء میں جب ڈاکٹر صاحب کراچی آئے تو انہوں نے یہاں نوجوانوں اور بزرگوں کو جس طرح انگریزی کا فریفتہ پایا تو
کے بعد مایوسی اور بڑھی۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں" ہو سکتا ہے کہ یہ میری طبیعت کی کمزوری ہو لیکن میں جذباتی طور پر نہیں بلکہ ذہنی طور پر یہ
تا ہوں کہ اگر حالات میں کوئی خوشگوار تبدیلی نہ ہوئی تو ہمارے ملک میں اردو کا کوئی مستقبل نہیں ہے اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں
ی زمانے میں مولوی عبدالحق صاحب کی رائے بھی یہی ہو گئی تھی اور ایک مرتبہ میرے کہنے پر وہ اس پر راضی ہو گئے تھے کہ ہم کراچی میں اردو
ادارہ قائم کریں"۔ مغربی پاکستان میں اردو کی بین الصوبائی حیثیت کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے کہ یہاں اردو کی مخالفت
ہ علاقائی زبانوں سے ہمدردی نہیں ہے بلکہ اس کے کچھ اور مقاصد ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے کہ اردو اور علاقائی زبانوں کی علیحدہ
رہ ترقی میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے اس کی مثال وہ ویلش اور انگریزی زبان سے دیتے ہیں۔ ویلز کا علاقہ انگلستان میں
ل ہے جہاں انگریزی کا بول بالا ہے مگر ویلش پھر بھی ترقی پذیر ہے۔ اسی طرح اگر دوسری قومی زبان نہ ہو تو کوئی الجھن پیدا نہیں ہو سکتی
سندھ کے علاقے کی مادری زبان سندھی ہے مگر جب یہاں کے لوگ دوسرے علاقے والوں سے ملیں گے تو اردو کو ذریعۂ اظہار
یم بنائیں گے۔ لیکن جو لوگ انگریزی برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ صورت حال پیدا نہیں ہونے دیتے۔ اس لئے یہ جھگڑا در اصل
صاحب کی رائے میں اردو اور علاقائی زبان کے درمیان نہیں بلکہ اردو اور انگریزی کے درمیان ہے۔ اس کا سیدھا حل ڈاکٹر صاحب
ز کرتے ہیں کہ اردو بنگلہ کو فوراً قومی زبان بنا دیا جائے اور انگریزی کی موجودہ حیثیت کو ختم کر دیا جائے تو کسی قسم کی کوئی الجھن یا
ری پیدا نہیں ہو گی۔ قومی زبانوں کی سطح پر اردو تقریروں کے ترجمے بنگلہ میں اور بنگلہ کے ترجمے اردو میں فوری طور پر کئے جا سکتے ہیں۔

کراچی یونیورسٹی کے فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ نہایت معقول فیصلہ ہے اور اگر یہ دس سال پہلے بھی کیا جاتا
میں کوئی دقت پیش نہ آتی۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں جن دقتوں کا عموماً ذکر کیا جاتا ہے وہ در اصل کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔

کیونکہ ہر چیز کے لئے عزم اور ارادہ ہی اس کی کامیابی کی دلیل ہوتا ہے۔ البتہ ناممکن کو ممکن بنانا ضرور حماقت قرار دیا جا سکتا ہے۔ ڈ صاحب نے اس فیصلے کو بہت مبارک فیصلہ قرار دیا ہے اگرچہ ان کے خیال میں بہت دیر میں اس پر عمل کیا گیا ہے۔ لیکن وہ برابر اس بات زور دیتے رہے کہ فیصلہ کرنا آسان ہے مگر عمل میں ہی اس کی کامیابی ہے ورنہ وہ بے معنی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے مشرقی کی مثال دی کہ وہاں ہر تقریب اور جلسے کی ساری کارروائی بنگلہ میں ہوتی ہے۔ اور تعلیمی اداروں میں بھی یہی اسپرٹ کام کرتی ہے خواہ پرنسپل کیوں نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ اس اعتبار سے جب میں سوچتا ہوں تو مجھے یہ خطرہ بہت قریب محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں لوگ اردو کو نظر کرکے انگریزی پڑھنے لگیں گے اور بنگالی جو متحد اور متفق ہے اپنی زبان کو برابر ترقی دیتے رہینگے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مغربی پاکستان میں اردو روز بروز زوال پذیر ہوتی چلی جائیگی اور انگریزی اور اہمیت اختیار کرلے گی۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ "دراصل ہم خود انگریزی کو اہمیت د ہیں اور اردو کو کمزور بناتے ہیں جب کہ ہمیں اس کا احساس ہونا چاہیئے کہ مغربی پاکستان میں اردو تمام علاقوں میں بول چال کی زبان بنا اس لئے فی الوقت اردو کا مسئلہ پاکستان میں بڑا مشکل ہو رہا ہے اور جتنا مشکل ہو رہا ہے اتنی اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ کیونکہ پاک کی بقا اور ترقی کا اردو کی ترقی اور بقا سے بہت گہرا رشتہ ہے"۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ اردو پاکستان کی تہذیبی زبان ہے۔ اور اس سے ا محبت رکھنی چاہیئے جتنی مادری زبانوں سے جس طرح ہمیں سندھی۔ پنجابی۔ پشتو اور بلوچی زبانیں عزیز ہیں اسی طرح اردو سے بھی و ہونی چاہیئے کیونکہ اردو عام طور پر سمجھی جانے والی زبان ہے اور اس کے علاوہ اس کے پیچھے برصغیر کی کئی سو سال کی تہذیبی اور تاریخی حقیق کا کام کر رہی ہے پاکستان کے قیام کے اسباب میں اردو کی اہمیت اسی لئے بہت رہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ جس طرح پاکستانی قومیت کی تعمیر میں ذہنی اور عقیدے کی بنا پر مذہب کی اہمیت ناقابل تردید ہے ا تہذیبی اور ثقافتی طور پر اردو کی اہمیت وہی درجہ رکھتی ہے۔ لہذا پاکستان کو یہی دو رشتے استحکام بخش سکتے ہیں۔ کیونکہ پاکستان کے علاقے ہر چیز میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لباس۔ رہن سہن۔ کھانے پینے۔ طور طریقے میں سب ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ا ان کے درمیان دو ہی چیزیں اشتراک کا سبب بن سکتی ہیں اور وہ مذہب اور اردو ہیں۔ جب کہ مذہب پر تو اکثر لوگ زور بھی دے رہے لیکن اردو کو نظرانداز کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری کے یہ خیالات ان کی برسوں کی فکر کا نتیجہ ہیں۔ اور ہمیں یہ بات یاد رکھنی ہے کہ انہوں نے ساری عمر ا کی خدمت کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی جو تصانیف شائع ہو چکی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ فلسفۂ کلام غالب۔ اردو زبان کا ارتقا۔ دا زبان اردو۔ غالب فکر و فن۔ نئی پرانی قدریں۔ معیار ادب۔ لسانی مسائل اور جو زیر تصنیف ہیں۔ ان میں اردو نثر کا ارتقا ادب کی تنقیدی تاریخ شامل ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی ساری زندگی سے ہمیں ایک ہی سبق ملتا ہے۔ محنت۔ خلوص اور خود اعتمادی

ڈاکٹر شوکت سبزواری

علمی مسائل

دفتر انجمن میں علمی ادبی مسائل سے متعلق استفسارات اکثر موصول ہوتے رہتے ہیں جن کے جوابات مستفسرین کو بذریعہ ڈاک بھیج دیئے جاتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس صورت میں ان علمی نکات سے چند افراد ہی فائدہ اٹھا سکے ہیں، اب یہ طے کیا گیا ہے کہ تمام استفسارات اور ان کے جوابات "قومی زبان" میں شائع کر دیئے جائیں تاکہ اس سے ہمارے قارئین بھی استفادہ کر سکیں اس سلسلے میں ہم نے ملک کے نامور نقاد اور ماہر لسانیات ڈاکٹر شوکت سبزواری کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ آئندہ تمام استفسارات کے جواب وہی دیا کریں گے

لاہور سے محمد احسن خاں صاحب نے ایک طویل سوالنامہ بھیجا ہے ان کے کچھ سوالات کے جواب اس اشاعت میں دیئے جا رہے ہیں۔

(ادارہ)

مکرمی محترمی، سلام مسنون!

آپ نے میرے کارڈ کا جواب نہایت مستعدی سے عنایت فرمایا اس نوازش کے لئے صدق دل سے سپاس گزار ہوں اس سے پہلے بھی آپ نے میرے استفسارات کا جواب تحریر فرمایا تھا۔ آپ کے بعض جوابوں سے میری تشفی نہیں ہو سکی تھی اب میں مزید وضاحت کے لئے وہ سوال و جواب بھی دوسرے سوالوں کے علاوہ لکھ رہا ہوں۔ توقع ہے کہ آپ حسب سابق میرے سوالوں کے جواب عنایت فرمائیں گے۔

- میں نے گزشتہ خط میں "متقابل" اور متضاد کے فرق کی وضاحت چاہی تھی آپ نے مندرجہ ذیل جواب لکھا تھا۔

"متقابل" یکجا نہیں ہوتے لیکن اُٹھ سکتے ہیں - جیسے سیاہ اور سفید ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز نہ سیاہ ہو اور نہ سفید - اس کے مقابلے
متضاد کا اجتماع اور رفع دونوں ناممکن ہیں - جیسے موت اور زندگی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آدمی نہ مردہ ہو نہ زندہ "

میرے علم کے مطابق آپ نے متقابل کو "ضد" سے اور "متضاد" کو "نقیض" سے گڈمڈ کر دیا ہے -

متقابل ہے مقابل میرا   رک گیا دیکھ روانی میری

مذکورہ بالا شعر سے بھی "متقابل" کا حقیقی مفہوم واضح نہیں ہوتا براہِ مہربانی متقابل اور متضاد کے حقیقی فرق کی پھر وضاحت فرمائیے

ج - "تقابل" منطق کی اصطلاح ہے - تضاد، تناقض، تخالف وغیرہ اس کی کئی قسمیں ہیں لیکن غالب نے "تقابل" کو تضاد کے معنی
میں استعمال کیا ہے - جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے -

"تقابل و تضاد کو کون نہ جانے گا - نور و ظلمت، شادی و غم، رنج و راحت، وجود و عدم (یہ سب تقابل کی مثالیں ہیں) مفہوم شعر
کہ ہم اور دوست از روئے عادت ضد یکدگر ہیں وہ میری طبع کی روانی دیکھ کر رک گیا" (خط بنام عبدالرزاق شاکر)

س - آپ نے مولوی فتح محمد کی کتاب کو ناقص اور غیر مستند قرار دیا ہے - کیا مولوی عبدالحق کی قواعد اردو کے علاوہ کوئی اور گرامر (اُ
زبان سے متعلق) مستند ہے یا جسے عبدالحق صاحب کی کتاب کے بعد دوسرا درجہ دیا جا سکے؟ ایک صاحب نے "آئین اردو" (مؤ
زین العابدین فرجاد کوٹانوی) مطبوعہ میرٹھ کی بہت تعریف کی ہے - کیا آپ "آئین اردو" کو قواعد اردو کے ہم پایہ و مستند سمجھتے ہیں؟

ج - "آئین اردو" اچھی کتاب ہے اور مستند بھی ہے - بزعم خود مؤلف نے قواعد اردو و مولوی عبدالحق کی بعض اغلاط کی نشاندہی کی ہے
میں مولوی صاحب کی قواعد کو زیادہ جامع اور مستند سمجھتا ہوں - تفصیل کا زیادہ موقع نہیں -

س - "غش" اور "غشی" میں کیا فرق ہے؟ کیا یہ فقرہ درست ہے "غش پر غش طاری ہوا"؟ اور اگر نہیں تو درست فقرہ کیا ہو

ج - اصلاً غشی ہے فارسی اردو والوں نے آخر سے ی گرا کر غش بنا لیا - معنی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں - استعمال میں فرق ہے
روزمرہ ہے غش پر غش آنا اور غشی طاری ہونا -

نبضیں چھوٹیں ہوئی غشی طاری   ایک فرقت ہزار بیماری

س - "سوز" اور "سوزش" میں کیا فرق ہے (معنی کے اعتبار سے) کیا چیز غلط ہے "اسے سوزشِ الفت"؟ اس کا سبب کیا ہے؟

ج - سوزشِ الفت صحیح نہیں اس لئے کہ "سوزش" جسم اور اس کے کسی حصے کی جلن کا نام ہے - اگرچہ قدیم اساتذہ اردو نے اس کو "سو
کے معنوں میں بھی استعمال کیا ہے میں (دل سوزشِ دروں سے جلتا ہے جوں چراغ)

س - "چند ایک" درست ہے یا صرف "چند"، کون سا فقرہ درست ہے

ا - چند ایک ادیب جو باقی ہیں جلد اس ملک کو چھوڑ دیں گے -

ب - چند ادیب جو باقی ہیں جلد اس ملک کو چھوڑ دیں گے

ج - میں نے کئی ایک طریقے استعمال کئے مگر ناکام رہا -

د - میں نے کئی طریقے استعمال کئے مگر ناکام رہا -

ج - فقرہ (ب) صحیح ہے

فقرہ (د) روزمرہ سے قریب ہونے کی وجہ سے زیادہ فصیح ہے "کئی ایک" کا استعمال ذی روح اور ذی العقول میں دیکھا گیا ہے کئی ایک آدمی آئے "

س - ا - وہ ان کے یہاں تشریف لے گئے تھے -

ب - وہ ان کے ہاں تشریف لے گئے تھے -

آپ فقرہ "ا" و "ب" میں سے کسے ترجیح دیں گے ؟ "ان کے یہاں محاورۂ دہلی کے مطابق ہے کہ "ان کے ہاں" ؟

ج - دونوں فقرے صحیح و فصیح اور دہلی کی زبان کے مطابق ہیں

س - "کبھی بھی" درست ہے یا محض "کبھی" درست ہے مثلاً

ا - وہ کبھی بھی معافی نہیں مانگے گا -

ب - وہ کبھی معافی نہیں مانگے گا -

ا اور ب میں سے کون سا فقرہ درست ہے ؟

ج - "کبھی بھی" غلط ہے محض "کبھی" چاہیئے - اسی طرح "ابھی بھی" غلط ہے اور "ابھی" درست

س - "خامہ فرسائی" کے معنی محض لکھنے کے ہیں یا لکھنے کے ساتھ ساتھ "ذم وتحقیر کا پہلو" بھی لازماً شامل رہتا ہے -

ابوالکلام نے بھی اسی موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے - مندرجہ بالا فقرے میں محض لکھنا مراد ہے یا لکھنا "ذم وتحقیر" کے پہلو کے ساتھ ؟

ج - "خامہ فرسائی" کے سیدھے سادے معنی ہیں لکھنا - مجھے اس میں ذم کا پہلو نظر نہیں آتا -

س - "توشہ خانہ" اور "توشک خانہ" کے معنی ایک ہی ہیں یا ان میں خاصا فرق ہے ؟ کیا یہ درست ہے کہ "توشک خانہ" درست لفظ ہے اور "توشہ خانہ" بے معنی اور غیر صحیح ؟

ج - "توشہ خانہ" پارچہ خانہ یا گودام کے معنوں میں "توشک خانہ" کی تصحیف ہے - ویسے توشہ خانہ مطبخ کو بھی کہہ سکتے ہیں - اس صورت میں "توشہ" طعام کے معنوں میں ہوگا -

س - ا - اسی قاعدے کے تحت میں یہ مثال بھی دی جا سکتی ہے -

ب - اسی قاعدے کے تحت بھی یہ مثال بھی دی جا سکتی ہے -

فقرہ ا زیادہ فصیح ہے یا فقرہ "ب" ؟ کیا ان فقروں میں سے کوئی فقرہ غلط بھی ہے ؟

ج - "تحت" کے بعد "میں" صحیح نہیں (باقی آئندہ)

ویریندر پرشاد سکسینہ بدایونی

محسن الملک کے دو غیر مطبوعہ خطوط

محسن الملک کے یہ دو غیر مطبوعہ خطوط منشی سخاوت حسین مدہوش بدایونی شاگرد غالب کے نام ہیں جو نہایت ہی
دگوش والے شاعر ہونے کے علاوہ اُردو اور فارسی کے عالم تھے۔ نعت کہنے والوں میں بھی اُن کا خاص مرتبہ تھا۔ اور شہ
کی طرح ان کی نعتیہ غزلیں بدایوں میں بڑی شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ سر سید اور محسن الملک مدہوش مرحوم کا بہت اح
کرتے تھے۔ کیونکہ سارے روہیلکھنڈ میں جہاں تک اُردو تعلیم کا سوال ہے۔ مدہوش مرحوم نے اس کے پھیلانے کے
تن من دھن سے ساری زندگی کوشش کی۔ ہندو مسلم اتحاد کے لئے بھی انہوں نے بہت کچھ کیا۔ بریلی، بدایوں ا
شاہجہانپور میں اب بھی اُن کا ذکر اکثر پڑھے لکھے لوگ کرتے رہتے ہیں۔ بدایوں میں ایک پٹھان سے جو محلہ چاہ میر میں مد
مرحوم کی ہی کوٹھی کے ایک حصے میں رہتے ہیں جب میں نے ان کے سلسلے میں معلومات کی تو ان کا ذکر کرتے ہوئے وہ رو پڑ
مدہوش مرحوم کے نواسوں میں عابد سعید خاں فنا لودی ایک خوش فکر اور سلیم المذاق شاعر ہیں جو فانی بدایونی کے ش
ہیں۔ ان کا مجموعہ "رنگا رنگ" پروفیسر ضیاء احمد بدایونی کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔ خطوط ملاحظہ

۲۴ نومبر ۱۸۹۸ء

جناب والا

آپ کی بے انتہا کوششوں کا میں بہت مشکور ہوں۔ اگر قوم میں آپ جیسے لوگ موجود ہوں تو مسلمان
پستی کی حالت میں ہرگز نہ رہیں۔ میرا قصد فروری کے مہینے میں روہیلکھنڈ میں دورہ کرنے کا ہے۔ بدایوں، مرا
وغیرہ میں بلا آپ کی مدد کے کامیابی ہونا محال ہے۔ مہربانی فرما کر یہ تحریر فرمایئے کہ کون سی تاریخیں بدایوں کے جل

کے لئے زیادہ مفید ہوں گی۔

اجلاس کانفرنس کلکتہ میں منعقد ہوگی اور اس کے فوراً ہی بعد میموریل فنڈ کا اجلاس ہوگا۔ امید ہے کہ آپ اجلاس کانفرنس میں شامل ہونگے۔

آپ کا خادم

محسن الملک

۸ جولائی

دفتر سر سید میموریل فنڈ کمیٹی علی گڑھ

۲۳۔ جولائی روز شنبہ کو ۷ بجے صبح کے سر سید میموریل فنڈ کمیٹی کا جلسہ اسٹریچی ہال میں ہوگا اور عالی جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے براہ مہربانی صدر نشین ہونا اس جلسہ کا منظور فرمایا ہے۔ کمیٹی امید کرتی ہے کہ آپ اس اجلاس میں تشریف لاکر کمیٹی کو ممنون فرمائینگے۔

براے مہربانی روز مقررہ سے پہلے تشریف آوری کے ارادہ سے مطلع فرمائیں۔ فقط

محسن الملک

پریسیڈنٹ

غلام رسول

اُردو کے جدید اعراب اور انکی اہمیت

ہماری زبان کے موجودہ اعراب ، ہمسایہ اور اجنبی زبانوں کے آئے دن نئے نئے الفاظ ، جو اس میں کاروبار و تبادلۂ خیا
کے ذریعے داخل ہو رہے ہیں ، ان کا تلفظ صحیح طور پر ادا کر نہیں پاتے - یہ ایک بڑا نقص ہے - جو اردو والوں کو کھٹک رہا ہے
ہندوستان میں سرکاری زبان ہندی ہے اور پاکستان میں اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا ہے - ہندی و
اپنی لیپی کی اصلاح ترقی یافتہ زبانوں کے پیش نظر کر رہے ہیں" برخلاف اس کے اردو والوں کو اپنے رسم خط کی درستی کا
پیدا نہیں ہوتا ، حالانکہ یہ دوْر جمہوریت کا ہے اور جمہوری حکومتیں اپنی اپنی زبانوں کو ترقی دینے کی کوشش کرتی ہیں - اردو
بھی اگر اسے زندہ اور باقی رہنے کا حق ہے اور نیز اُس کو ترقی یافتہ زبانوں کے مقابلے میں کھڑے ہونے کی تمنا ہے ، تو ا
والوں کو اپنی زبان کے موجودہ اعرابوں میں زمانے کے حالات کے مدّ نظر اضافہ کر کے اس کے اپنے رسم خط میں اصلا
کرنے کی سخت ضرورت ہے - اپنی زبان کی محبت کے جذبے کے تحت اردو کا یہ ادنیٰ خادم ، گزار ۱۹۵۸ء سے لے کر ا
تک اردو کے اصلاحی رسم خط کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے اور حتی المقدور اپنی کد و کاوش کو برابر جاری رکھا ہے - اپنی غور
سے اردو کے دو قدیم اعرابوں کو ، جو اردو والوں کی کم نظری کے باعث ادجھل اور غلط طور پر مشہور ہو گئے تھے ، اُن
اپنی تحقیق و تلاش سے صحیح ناموں کے ساتھ اردو دنیا پر منکشف کیا اور دو جدید اعرابوں کو حالات اور ضرورت کے لحاظ -
ایجاد کیا - جن کی بدولت ہمسایہ زبانوں کے مقابلے میں اردو زبان کا طرۂ امتیاز برقرار رہا -

دریافت شدہ اعرابوں میں ایک اعراب " واولین " ہے اور دوسرا " یائے لین " جن کی علامتیں ترتیب
(وْ) اور (یْ) ہیں - اردو دنیا میں کوئی ستر بہتر سال یا اس سے زائد عرصے سے یہ دونوں اعراب اوّل الذکر واو ماقبل
اور آخر الذکر یا ماقبل مفتوح کے ناموں سے مشہور ہو گئے ، حالانکہ علم تجوید کی رو سے یہ دونوں نام غلط ہیں - اردو وا
کی نظر اُن تک نہیں پہنچی - یہی وجہ ہے کہ اردو کے قاعدوں اور گرامروں میں چاہے وہ ہندوستان کے ہوں اور چاہے پا

کے، ان میں صحیح ناموں کا پتہ نہیں ہے۔ اپنی دریافت کے سبب یہ اعراب ہندی کے اُ (ऑ) اور (ऍ) کے صحیح بدل ثابت ہو گئے ہیں۔

جو اردو اعراب ایجاد کئے گئے ہیں، ان میں ایک " رائے ممدودہ " کہلاتا ہے، جس کی علامت (ࣿ) ہے۔ یہ اعراب سنسکرت ہندی کے (کرپا) اور (رتو) جیسے الفاظ کی لکھاوٹ کے لئے اختراع کیا گیا ہے، جو اردو میں شامل ہو گئے ہیں۔ اب تک اردو میں ان کے صحیح لکھنے کا کوئی طریقہ موجود نہ تھا۔ اِس اعراب کی وجہ سے سنسکرت " ری " (ऋ) کا خاص بدل پیدا ہو گیا۔ ہندی والوں میں یہ بات مشہور ہو چکی ہے کہ اردو میں " ری " (ऋ) کا لکھنا محال ہے، اس نئے اعراب کے باعث اس قسم کے سنسکرت الفاظ کا اردو میں لکھنا سہل ہو گیا ہے۔ دوسرا نیا اعراب " نیمہ " ہے۔ اس سے مراد وہ اعراب ہے، جو کسی حرف کی آدھی یا ادھوری آواز کو ظاہر کرے۔ اس کی علامت (ں) ہے اس کا استعمال خاص طور پر اردو میں نون غنّہ اور یائے مخلوطی (یٓ) کے درمیان، سنسکرت ہندی کے سمبکن وبیجن اور انگریزی کے ایس (s) سے شروع ہونے والے لفظوں میں ہوتا ہے۔ یہ لفظ کے شروع میں اور درمیان میں آتا ہے۔ یہ اعراب اردو کے حق میں بڑا کارآمد ہے۔ اِس کی بدولت اجنبی زبانوں یعنی سنسکرت اور انگریزی کے خاص خاص الفاظ کی تحریر میں سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ اِس اعراب کا کوئی مستقل نام تھا، لوگ الٹے جزم سے پکارتے تھے۔ میں نے موضوع کی مناسبت سے نیمہ نام رکھا ہے۔ نیمے کی علامت اردو میں پہلے ہی سے نون غنّہ کے لئے استعمال کی جاتی رہی ہے۔ لیکن ۱۹۲۹ء ، بابائے اردو عبدالحق مرحوم کی معتمدی کے زمانے میں انجمن کی اردو ریڈروں میں یہ اعراب یائے مخلوطی (یٓ) کی جگہ بھی ستعمال کیا جانے لگا ہے۔

اوپر کے اعرابوں کا عملی استعمال مثالوں کے ذریعے نیچے واضح کیا گیا ہے، لہٰذا اردو دوستوں کو چاہیئے کہ وہ املا اور تابت میں جدید اعرابوں پر پابندی کے ساتھ عمل کر کے انہیں اپنے حلقے میں رائج کریں، تاکہ اردو زبان کو ترقی یافتہ زبان درجہ حاصل ہو جائے۔

(۱) واوِ لین (وْ)

قوْس، خوْف، حوْض، اوْتار، چوْپال

(۲) یائے لین (یْ)

عیْب، سیْف، فیْض، بیْر، چیْت

(۳) رائے ممدودہ (ࣿ)

کرپالو، گرہ، امرت، ہردے، نرپ

(۴) نیمہ (ں)

یائے مخلوطی (ی)، کے ذریعے (اردو) بیاہ، پیوسی، پیار، کیوڑا، کیاری۔
سمیکت وبجن کے ذریعے (ہندی) جوالا، سور، شیام، سبوتی، دھیان۔
" " " (سنسکرت) ڈیوہار، سنان، تیاگ ملیچھ، شری۔
نیچے کے ذریعے (انگریزی) درمیانی (۱) حرف علت (a) والے:۔ فیان، میاپ، کیاپ۔
" (۲) حرف علت (e) والے:۔ میل، ریڈ، ہیٹ۔
" (۳) حرف علت (o) والے:۔ ٹاپ، لارڈ، پاٹ
(۴) (s) سے شروع ہونیوالے: سکول، سکوٹ، سٹامپ۔

تبسم کاشمیری

انیسویں صدی میں پنجاب کا مزاحیہ اخبار

دہلی پنچ

اُردو کی مزاحیہ صحافت میں اودھ پنچ ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ مزاحیہ اخباروں کی اس تحریک نے ویں صدی کے ربع آخر میں جو زور پکڑا اور ایک مخصوص رجحان کی ترجمانی کی، وہ اُردو صحافت کے لئے ایک تجربہ تھا لیکن بنیادوں پر قائم کردہ مزاح کی تحریک جس قدر تیزی سے شروع ہوئی تھی، اُس سے زیادہ تیزی سے دبتی چلی گئی۔ مزاح کے اعلیٰ ذہانت درکار تھی، اور یہ اُس دور کے بہت کم لکھنے والوں میں تھی، اور یہ زیادہ تر اودھ پنچ سے متعلق تھے۔ اس لئے آج ہمارے نے صرف اودھ پنچ کے چند معیاری نمونے موجود ہیں ہے۔ اودھ پنچ کا اجرا ۱۸۷۷ء میں ہوا اور اس کے ساتھ ہی مزاحیہ اخباروں ولیت میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ اور اس کے زیر اثر پاک و ہند کے چپے چپے سے مزاحیہ اخبار برساتی مینڈکوں کی طرح نمودار ہو گئے۔ اخباروں میں سے چند ایک یقیناً صحافت کے عمدہ نمونوں کو پیش کرتے ہوں گے لیکن افسوس ہے کہ ان کی فائلیں بہت ہی کم ملتی ہیں۔ خبار ہمارا قومی ورثہ ہیں، مگر افسوس ہے کہ ان کی حفاظت کا کچھ بھی انتظام نہیں کیا گیا۔

دہلی پنچ ۱۸۸۰ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ ہر بدھ کو مطبع دہلی پنچ محلہ سادھواں موچی دروازہ سے چھپ کر شائع ہوتا تھا۔ پرچہ ات ۱۲ صفحات تھی۔ سالانہ قیمت سرکار اور والیان ریاست سے ۲۰ روپے و دیگر شائقین سے ۹ روپے ۱۳ آنے مقرر تھی۔ ۱۸۸۲ء کے فائل میں اس کے ایڈیٹر مولوی فضل الدین ہیں لیکن اس سے پہلے اس کے مدیر حسین علی فرحت تھے۔ جنھوں نے اخبار کو پہلے پہل دہلی سے نکالا اور بعد ازاں لاہور لے آئے۔ جیسا کہ ۱۹۔ جولائی ۱۸۸۲ء کے پرچہ سے معلوم ہوتا ہے۔

"اخبار مہر نیمروز" بجنور ہمارے پرچہ کی نسبت مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنا حسن ظن ظاہر فرماتے ہیں"

" اس اخبار" دہلی پنچ "کا اوّل اجراء دہلی میں ہوا بعد کو اُس کے مالک و مہتمم حسین علی فرحت اپنی ایشیائی خیالات والے کسی ت سے ایک سال کے لئے دہلی سے لاہور پہنچے۔ وہاں اُن کے غیر انصافانہ خیالات نے ملک کو بیزار کر دیا۔ جس کے سبب اخبار م رقعتی کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آخر کو منشی صاحب کارخانہ چھوڑ چھاڑ کر کشمیر چل دیئے۔ ایک مہینہ تک یہ اخبار بند رہا۔ لوی فضل الدین صاحب کی نگرانی میں اخبار آیا ہے جن کی لیاقت اخبار دیکھنے سے اعلیٰ درجہ کی معلوم ہوتی ہے۔ اس وقت اخبار

عمدہ حالات میں ہے کہ جس قدر ملک اس کی قدر و منزلت کرے وہ اس کے لائق ہے۔ اگر اس کے یہی خیال رہے تو یقین کیا جا
لک کو یہ ظریف پرچہ بڑا فائدہ پہنچائے گا۔"

دہلی پنچ کی ۱۸۸۲ء کی فائل سے مزاحیہ صحافت کے بڑھتے ہوئے طوفان کی صحیح حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔ چونکہ مزاحیہ اخبا
ت نکل رہے تھے، اس لئے ان کا معیار گر گیا تھا۔ ان اخباروں کے لگے بندھے اصولوں کے تحت۔ مزاح پیدا کیا جاتا تھا۔ اس۔
زاح کی بجائے پھکڑپن معلوم ہوتا ہے۔ دہلی پنچ کے ۱۲ جون کے پرچہ میں اسی فارمولا قسم کے مزاح پر چوٹ کی گئی ہے۔

موجودہ ظـرافت۔

قہ قہ قہ قہ قہ قہ قہ۔ قہو قہو قہو۔ اوہو اوہو اوہو اوہو اوہو اوہو اوہو۔ ہی ہو ہا ہی ہو
ہو ہا۔ اور یوں نہ ہو تو کسی پرچہ کو پنچ نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ اس پر "متین" پرچہ کی پھبتی کسنی چاہیئے۔

دہلی پنچ نے اپنے عہد کے صحافتی رجحانات پر اور بھی کئی چوٹیں کی ہیں، ان سے اس دور کی صحافت کے کمزور پہلو ظا
تے ہیں۔ ۱۶ جولائی کے پرچہ میں ایک طنز ملتی ہے۔

" ایڈیٹری یعنی اخبار کی وقائع نگاری کیا چیز ہے؟
ساڑھے نو روپیے کی نوکری۔ پریس کی غلامی۔ بار بار لوکل (اپنے شہر کی) خبر دو ہزار سطروں میں لکھ ڈالنا اور رٹانا۔ اخبار
ں سے جو مبادلہ میں آتے ہیں خبریں اور مضامین چرانا" "ہر خبر کے اوپر چاہے وہ کسی اخبار سے چرائی جائے یہ الفاظ ضرور لکھ
ہمارا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے۔" واہ یہ منہ اور مسور کی دال۔"
" خیر خواہاں اور ہمدردان قوم لوگوں کو ملاحیاں سناتے رہنا۔ کوٹ۔ پتلون۔ ترکی ٹوپی کی خواہ مخواہ مذمت کرتے رہنا۔
ایں لیاقت و متانت و اوصاف ہر ایک ایڈیٹر کو لازم ہے کہ اپنے کو بیکن۔ میکالے شیکسپیئر۔ جامی۔ رومی۔ سعدی۔ انوری۔ خاقانی
دو میں سودا۔ میر۔ غالب۔ ذوق۔ مومن۔ آتش۔ ناسخ وغیرہ سے بڑھ کر سمجھتے رہنا۔ (باقی تشریح پر بوقت فرصت)

دہلی پنچ میں اس دور کی سستی اور سطحی سیاست پر بھی طنز ملتی ہے۔ انیسویں صدی کا ربع آخر سستے لیڈروں کی پیدائش کا
مانہ ہے۔ برٹش کی سلطنت گورنمنٹ نے ہندوستان میں سیاسی شعور کو آگے بڑھانے میں مدد دی۔ اس زمانے میں گورنمنٹ کی خیر خواہی
اصل کرکے عوام کے لئے حقوق حاصل کرنا عام لیڈروں کا دستور تھا۔ ۲۸ جون ۱۸۸۲ء کا دہلی پنچ ان ہی لیڈروں پر طنز کرتا ہے۔

"بڑا سستا سودا ہے"
جو نہ لے گا پچھتائے گا۔
آج کل ہندوستان میں ملکی و قومی ریفارمروں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں جس ملک میں ریفارمروں کی ضرورت ہو وہ یہیں سے منگا
سکتے ہیں، زیادہ ضرورت کے لئے دریافت کرنے پر درخواست پاس کراؤ۔"

دہلی پنچ میں معاصر اخباروں میں تنقید و تبصرہ کے لئے بھی مزاحیہ انداز اختیار کیا جاتا تھا۔ دہلی پنچ کی ایسی اہم حیثیت پسندانہ نہیں

نہ سکتے۔ کیونکہ ان میں معاصرانہ رقابت کا جذبہ ہے۔

"اخبار انجمن اخلاقیہ امرتسر" پر تنقید ملاحظہ ہو۔

" اخبار کیا ہے شیطان کی آنت ہے۔ بدخط پرلے درجہ کا۔ کاغذ ردّی۔ چھپائی کھوسٹ۔ دیکھنے والے تو اسے دیکھتے ہی اخ تھو کہیں گے"

دہلی پنچ میں مزاحیہ خبریں شائع ہوتی تھیں۔

حادثہ جانکاہ:۔

دلی غلق سے لکھا جاتا ہے کہ اس ہفتہ لاہور میں ایک کمہار کا موٹا تازہ گدہا فوت ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ۝

(۲ اگست ۱۸۸۲ء)

دہلی پنچ مختصر سے عرصہ میں مقبول عام ہوگیا تھا۔ اس کے معاصرین نے اس کی خوب تعریف کی ہے۔

"انڈین کرانیکل" لکھتا ہے:۔

"معلوم ہوتا ہے اس اخبار کے ایڈیٹر صاحب پولیٹیکل اور سوشل امور میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں کیونکہ اکثر مضمون نہایت عمدہ فائدہ بخش نظر سے گزر رہے ہیں۔ اور اپنی طرز خاص میں کامل پائے گئے"

ارمغان بمبئی کی رائے ملاحظہ ہو۔

"اِس ظریف اخبار نے ایسا ڈھنگ نکالا ہے جو آج تک کسی پنچ میں نہیں پایا جاتا ہے۔ ہر لفظ ظرافت آمیز اس کا معنی خیز ہے جو اخفا کے پردے میں مطلب کی بات کہتا ہے" دہلی پنچ ۱۵ نومبر ۱۸۸۲ء

دبیر الملک بھوپال۔ دہلی پنچ کی خوب تعریف کرتا ہے۔

" اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ پہلے یہ اخبار بہت گرا ہوا تھا اور اب یہ اودھ پنچ کا ہم پلہ اور اکثر پنچوں کا سرپنچ ہے"

دہلی پنچ ۲۲ نومبر ۱۸۸۲ء

دہلی پنچ کی ۱۸۸۲ء کی فائل میں مندرجہ ذیل معاصر اخباروں کے حوالے۔

ریاض الاخبار۔ اودھ پنچ۔ تماشائی۔ کوہ نور۔ دبیر الملک بھوپال۔ اتالیق ہند لکھنؤ۔ ارمغان بمبئی۔ خیر خواہ اسلام بمبئی۔ آزاد اخبار لاہور۔ آئینۂ تہذیب سید پور اجمیر۔ اسی کا ضمیمہ نعرۂ مستانہ۔ گلدستۂ سخن۔ انیس ہند آگرہ۔ شیر قیصر لکھنو۔ طوطی ہند میرٹھ۔ نیر اعظم۔ اخبار انجمن اخلاقیہ امرتسر۔ وکٹوریہ پیپر۔ اخبار انجمن پنجاب آفتاب پنجاب۔ شیخ چلی۔ مہر نیمروز۔ نصرت الاخبار۔ راجپوتانہ پنچ۔ گلدستہ زینت سخن۔

بچوں کے لئے ایک حسین اور کارآمد کتاب

شاعرنامہ

از

محشر بدایونی

جس کی صوری اور معنوی خوبیوں کی وجہ سے مصنف کو انجمن ترقی اردو کی طرف سے ایک ہزار روپے کا انعام دیا گیا ہے

- پچاس شاعروں کے منظوم حالات
- ہر شاعر کی تصویر بھی شامل ہے جو آذر زوبی کے کمالِ فن کی عکاس ہے۔
- مقدمہ از سید ذوالفقار علی بخاری۔

چند آراء

آج کے بچے اور نوجوان ملٹن اور شکسپیئر کے بارے میں تو بہت کچھ جانتے ہیں لیکن اپنے مشاہیر شعراء اور ادیبوں کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں۔ مغرب زدگی کے اس ماحول میں محشر بدایونی کی اس کوشش کو جس قدر سراہا جائے کم ہے کہ انہوں نے "شاعرنامہ" کے ذریعہ اردو کے مشہور شعراء کو متعارف کیا ہے۔ اور بچوں کی نفسیات اور استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے بڑی آسان اور عام فہم زبان میں شعراء کے منظوم خاکے پیش کئے ہیں۔ یقیناً بچے انہیں فوراً یاد کرلیں گے اور اس طرح یاد کرلیں گے کہ شاید کبھی نہ بھول سکیں گے اتنے اختصار کے ساتھ عظیم شخصیتوں کی زندگی کو اشعار میں سمولینا محشر بدایونی کا کمال ہے۔ اور ادب میں یہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد تخلیق ہے

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی

آدمی عمر کی چاہے جتنی بھی منزلیں طے کرلے اور اس کے ذہن پر شعور کے چاہے جتنے بھی دبیز غلاف چڑھتے چلے جائیں غیر شعوری طور پر اس کا ذہن طفلی کی بازی گاہ میں گشت کرتا رہتا ہے۔ بچوں کے لئے شعر کہتے وقت محشر صاحب نے اپنے اسی ذہن سے کام لیا ہے۔

حفیظ ہوشیارپوری

شاعرنامہ میں ہر دور کے ممتاز اہل سخن کا منظوم تعارف اور تصاویر شامل ہیں۔ جناب محشر بدایونی کی سبک، سہل اور رواں نظم کے ساتھ ساتھ مشہور فنکار آذر زوبی کے تیار کئے ہوئے چہرے یکساں دلکش، دلچسپ اور اپنے اپنے فن کے قابل قدر نمونے ہیں۔ یہ مرقع نہ صرف نوآموز پڑھنے والوں کے لئے بلکہ جملہ شائقین ادب و فن کے لئے لائق مطالعہ اور محفوظ رکھنے کے قابل ہے۔

شان الحق حقی

محشر صاحب کی کتاب "بین باجے" مجھے دیکھنے کو ملی تھی۔ ایسی خوبصورت اور اچھی نظمیں کم دیکھنے کو ملی ہیں۔ میرے اپنے بچوں میں اس کتاب کی پذیرائی اس طرح کی گویا کہ اسے وہ گھول کر پی گئے۔ اب محشر صاحب نے ایک دوسری کتاب اس سلسلے کی پیش کی ہے۔ اس کا نام ہے "شاعرنامہ" جس اختصار اور جامعیت کے ساتھ انہوں نے یہ کام انجام دیا ہے وہ لائق ستائش ہے

پروفیسر ممتاز حسین

صفحات ۱۳۲ قیمت:- چھ روپے

ملنے کا پتہ:

ریپلیکا پبلی کیشنز مانڈوی والا بلڈنگ پریڈی اسٹریٹ صدر کراچی

اس انجمن گل میں ۱

شاعر نامہ پر انجمن کا انعام

انجمن کے قائم مقام صدر جناب ممتاز حسن نے محشر بدایونی کی تصنیف "شاعر نامہ" پر انجمن کی طرف سے ایک ہزار روپیہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ انعام "شاعر نامہ" کو بعض اہم خصوصیات کی بنا پر دیا گیا ہے۔ محشر بدایونی نے اس کتاب میں بچوں کے لئے مشہور اردو شعراء کے منظوم حالات زندگی لکھے ہیں۔ جنھیں زبان و بیان کی سادگی کی بنا پر ادبی حلقوں میں سراہا گیا ہے۔ کتاب میں شاعروں کی تصاویر بھی ہیں۔ جو مشہور مصور آذر زوبی نے بنائی ہیں۔

پرنسپل اردو کالج کا بیان

پرنسپل اردو کالج کرنل عطاالرحیم نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستانی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں انگریزی کو ذریعہ تعلیم کے طور پر برقرار رکھنا قیام پاکستان کی غرض و غایت کے خلاف ہے اور غیر دانشمندانہ ہے وہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر سجاد کی تجویز پر نکتہ چینی کر رہے تھے۔ جس میں انگریزی کو مزید ۱۵ سال کے لئے برقرار رکھنے کی سفارش کی گئی تھی۔ کرنل عطاالرحیم نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا کہ وطن پرست افراد انگریزی کی جگہ قومی زبانوں کی ترویج میں مصروف ہیں۔ ایسے وقت میں ڈاکٹر سجاد کی تجویز قومی مفاد کے خلاف ہے۔

کراچی یونیورسٹی کانووکیشن میں اردو

کراچی یونیورسٹی کانووکیشن کا سب سے پر اثر اور اہم واقعہ جسے تمام ملک میں سراہا گیا' یہ ہے کہ اردو کالج کے پرنسپل لفٹنٹ کرنل عطاالرحیم نے اپنے کالج کے لاء گریجویٹس کو وائس چانسلر کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اپنا ما فی الضمیر انگریزی کے بجائے اردو میں ادا کیا۔ اس کے جواب میں وائس چانسلر نے بھی ڈگری دیتے وقت اردو ہی سے کام لیا۔ واضح ہو کہ پاکستانی یونیورسٹیوں کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ جب انگریزی کی بجائے اردو کو کانووکیشن کے موقع پر۔ ذریعہ اظہار بنایا گیا۔

انجمن ترقی اردو خواتین کا مشاعرہ

انجمن ترقی اردو خواتین پاکستان کے زیر اہتمام انجمن کے دفتر میں عید ملن پارٹی ہوئی۔ اس میں بلدیہ کراچی کے چیئرمین کی اہلیہ بیگم ضیاء الدین مہمان خصوصی تھیں۔ اس موقع پر بیگم خلیق الزماں کی صدارت میں ایک مشاعرہ ہوا۔ جس میں کراچی کی شاعرات نے حصہ لیا۔

اردو کالج کے دو مجلّے

بزم تجارت اردو کالج کی جانب سے مجلّہ تجارت اور شعبۂ سائنس کا پرچہ سائنس شائع ہو گیا ہے۔ دونوں رسالوں میں متعلقہ موضوعات کے بارے میں شائع کئے گئے ہیں۔

انگریزی کو برقرار رکھنے کی تجویز کی مذمت

انجمن اتحاد طلباء اردو کالج کے نائب صدر مسٹر فاضل قدوائی نے ڈاکٹر سجاد کی اس تجویز کی شدید مذمت کی ہے کہ مزید ۲۵ سال تک انگریزی کو ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے قائم رکھا جائے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اردو کے مخالفین بھی اب اردو کی صلاحیت اور افادیت کے قائل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ اگر ڈاکٹر سجاد کی تجویز پر عمل کیا گیا تو ملک کے طلباء اور محبان اردو اس کے خلاف زبردست تحریک چلائیں گے۔ انہوں نے وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی کی اردو دوستی کی تعریف کرتے ہوئے۔ توقع ظاہر کی ہے کہ وہ اس تجویز کو منظور نہیں ہونے دیں گے۔ اس تجویز کی مذمت میں شعبۂ سائنس اردو کالج کراچی یونیورسٹی اسٹوڈنٹس یونین کے صدر اور جنرل سکریٹری۔ اسٹوڈنٹس سوشل سروس کے صدر، اردو کالج یونین کے صدر اور انٹر کالجیٹ باڈی کے چیئرمین نے بھی بیانات دیئے ہیں۔

انجمن ترقی اردو مظفر آباد

انجمن ترقی اردو مظفر آباد کے زیر اہتمام شاعر مشرق کی یاد میں ایک مجلس مذاکرہ کا انعقاد ہوا جس میں آزاد کشمیر کے صدر جناب کے۔ ایچ خورشید نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اقبال کا مرکزی تصور کرۂ ارض پر اللہ کی حاکمیت قائم کرنا ہے۔ انہوں نے کہا اقبال کا پیغام روزمرّہ زندگی میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ جناب خورشید نے پڑھے لکھے طبقہ سے اپیل کی کہ وہ عوام کو اقبال کے پیغام سے صحیح طور پر روشناس کرائیں۔

قرارداد تعزیت

مجلس احباب اردو کالج کے ایک ہنگامی جلسے میں۔ مشہور ادیب اور مزاح نگار شوکت تھانوی کی اچانک رحلت پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ اور ان کے سوگ میں دو منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی۔ مقررین نے شوکت تھانوی کی موت کو ایک قومی سانحہ قرار دیا۔ اور ان کی عظیم ادبی خدمات کو سراہا۔

تمغۂ بابائے اردو

کراچی یونیورسٹی کے طالب علم محمد ادریس صدیقی کو۔ ایم۔ اے (اردو) کے امتحان میں اول آنے پر انجمن ترقی اردو کی طرف سے "تمغۂ بابائے اردو" دینے کا اعلان کیا گیا۔ ادریس صدیقی نے بیرونی طالب علم کی حیثیت سے شرکت کی اور تمام امیدواروں سے زیادہ نمبر حاصل کئے۔ واضح رہے کہ مذکورہ تمغہ پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں کے ان طالب علموں کو دیا جاتا ہے۔ جو ایم۔ اے۔ (اردو) کے امتحان میں اول بہ درجۂ اول کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ یہ اعزاز حاصل کرنے والوں کو تمغہ کے ساتھ پانچ سو روپے کی رقم بھی پیش کی جاتی ہے۔

گرد و پیش

تصویر کا ایک رُخ

اپنی زبان؟ اردو کتنی مظلوم زبان ہے اس کا اندازہ اس خبر سے ہو سکتا ہے ۔" راج شاہی کے تعلیمی بورڈ کے بعض کاغذات پر متعلقہ افسر کے اردو میں دستخط کرنے سے طلبہ کے جذبات شدید مجروح ہوئے ہیں بورڈ نے داخلے کے جو فارم چھپوائے ہیں ان کی تمام عبارت انگریزی میں ہے ۔ صرف دستخط اردو میں ہیں حالانکہ افسر مذکور نہایت آسانی سے انگریزی میں دستخط کر سکتے ہیں ۔ ان دستخطوں کو دیکھ کر ہر طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ متعلقہ افسر نے اردو سے اتنی محبت کا اظہار کیوں کیا ہے ۔"

یہ خبر ڈھاکہ کے ایک انگریزی اخبار نے اپنے راج شاہی کے نمائندے کے حوالے سے شائع کی ہے ۔ جس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اپنی ایک قومی زبان کے ساتھ ہم پاکستانیوں کا کیا روّیہ ہے ۔ اور اس کے مقابلے پر انگریزی سے کتنی محبت ہے ۔

محبانِ اردو کی اردو نوازی انجمن ترویج اردو مغربی پاکستان کی سہ روزہ کانفرنس کے دوسرے روز منتظمین نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ جن حضرات نے اس اجلاس میں شرکت کرنے اور مقالات پڑھنے کا تحریری وعدہ کیا تھا ان میں سے مولانا صلاح الدین کے علاوہ کوئی صاحب تشریف نہیں لائے پروگرام کے مطابق اس اجلاس کی صدارت پروفیسر علم الدین سالک کو کرنا تھی اور ڈاکٹر جاوید اقبال ۔ ڈاکٹر وحید قریشی ۔ علاّمہ علاؤ الدین صدیقی ۔ ڈاکٹر غلام حسین اور پروفیسر غلام ربّانی عزیز نے مقالات پڑھنے کا وعدہ کیا تھا ۔ اس قومی مسئلہ کی طرف سے یہ عدم توجہی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمیں قومی مسائل سے برائے نام دلچسپی بھی نہیں

کراچی یونیورسٹی اور انگریزی خطبہ کراچی یونیورسٹی کو یہ فخر حاصل ہے کہ سب سے پہلے اس یونیورسٹی نے اردو کو ذریعہ

تعلیم بنانے کا اعلان کیا تھا - یونیورسٹی کے اس جرات مندانہ اقدام پر تمام ملک میں مسرت کا اظہار کیا گیا تھا کیونکہ یہ اقدام قائداعظم کی خواہشات کے عین مطابق تھا اور قومی سالمیت اور استحکام کے لئے اس کی اہمیت سے کوئی محب وطن شخص انکار نہیں کرسکتا - کراچی یونیورسٹی کے حالیہ جلسۂ تقسیم اسناد میں یونیورسٹی کے چانسلر نے جو خطبہ پڑھا وہ انگریزی میں تھا اور اسی طرح وائس چانسلر نے بھی انگریزی ہی کو اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا اس یونیورسٹی کے پلیٹ فارم سے جس کو اردو کا علمبردار ہونے کا فخر حاصل ہے ، انگریزی میں تقریریں کرنا یونیورسٹی کے اس اہم ترین فیصلہ سے ایک تمسخرانہ سلوک ہے -

تصویر کا دوسرا رُخ

ایک قومی زبان سابق وزیراعظم چودھری محمد علی نے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تمام مستند کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ اردو کو تمام تعلیمی اداروں میں ذریعۂ تعلیم بنایا جا سکے - چودھری محمد علی نے اردو کو فوراً طور پر سرکاری زبان اور ذریعۂ تعلیم بنانے پر بیحد زور دیا اور کہا کہ ملک کے تمام علاقوں میں سمجھی جانے والی ایک قومی زبان ہونی چاہیئے انہوں نے یہ بھی کہا کہ علاقائی زبانوں کی اپنی اہمیت ہے لیکن قومی زبان ایک ہی ہوتی ہے -

اردو ذریعۂ تعلیم اور گورنر ملک محمد امیر خان کراچی یونیورسٹی کے سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد کی صدارت کرتے ہوئے یونیورسٹی کے چانسلر ملک امیر محمد خان نے اردو ذریعۂ تعلیم سے متعلق یونیورسٹی کے فیصلے کو سراہتے ہوئے اسے ایک جرات مندانہ اقدام قرار دیا ہے - انہوں نے کہا کہ کراچی یونیورسٹی کے اس عظیم تجربے پر پورے ملک کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں - کیونکہ حکومت قومی زبانوں کی ہمت افزائی کر کے تدریسی معیار کو بلند کرنے کے خواہش مند ہے -

اردو مقالات پر پی ایچ ڈی کی سند کراچی یونیورسٹی کے حالیہ جلسۂ تقسیم اسناد میں دو محققین اسلم فرخی اور عبدالقیوم صاحبان کو اُن کے مقالات پر پی ایچ ڈی کی اسناد دی گئیں - اسلم فرخی صاحب (استاد - گورنمنٹ کالج کراچی) کا موضوع تحقیق " محمد حسین آزاد - حیات اور تصانیف" تھا اور عبدالقیوم صاحب (لیکچرار کراچی یونیورسٹی) نے " حالی کی نثر" پر مقالہ لکھا تھا - اوّل الذکر مقالہ اسی سال دو جلدوں میں ، انجمن ترقی اردو کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے -

اردو بنگالی کلاسیں مرکزی وزیر تعلیم جناب فضل القادر چودھری نے انکشاف کیا ہے کہ ایک بورڈ اردو اور

بنگالی زبانوں کے مشترک الفاظ منتخب کرنے میں مصروف ہے ۔ ان الفاظ کو مرتب کرکے عام لوگوں کے استفادے کے لئے شائع کردیا جائیگا
زیر تعلیم نے کہا کہ میں نے پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں سے کہا ہے کہ وہ مغربی پاکستان کے تمام کالجوں میں بنگالی
و مشرقی پاکستان کے تمام کالجوں میں اردو کی کلاسیں جاری کرنے کے امکان کا جائزہ لیں ۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے دونوں حصوں کے لوگوں
کے درمیان خوشگوار رشتے استوار کرنے میں ایک مشترکہ رسم الخط اختیار کرنے سے بڑی مدد ملے گی ۔

کارپوریشن کی کاروائی اردو میں

کراچی میونسپل کارپوریشن کے گزشتہ اجلاس کے دوران تمام کاروائی اردو میں کی گئی ۔ اس اجلاس میں تمام قراردادیں بھی اردو میں پیش کی گئیں ۔ میونسپل کارپوریشن کا یہ اقدام اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ قومی ذمہ داریوں اور عوام کے احساسات کا لحاظ کرنے لگی ہے ۔

پاکستان کی ترقی اور اردو

مغربی پاکستان کے وزیر ریلوے عبدالوحید خاں ایم ۔ اے ۔ او کالج کے جلسہ تقسیم اسناد میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اس وقت ترقی نہیں کرسکتا ۔ جب تک اردو کو زندگی کے تمام شعبوں کے لئے ضروری قرار نہ دیا جائے ۔ انہوں نے کہا کہ مغربی ممالک میں ہر ترقی یافتہ قوم صرف ایک یا دو زبانیں جانتی ہے ۔ جب ترقی یافتہ قومیں ایک سے زیادہ زبانوں کی متحمل نہیں ہوسکتیں تو پاکستان ایسا غریب ملک متعدد زبانوں کو اختیار کرکے بجائے ترقی کے تنزل کی طرف چلا جائیگا ۔ آپ نے کہا ملک میں عظیم شخصیتوں کے فقدان اور ذریعۂ تعلیم ناقص ہونے کی وجہ سے بڑے ذہن اور بڑے آدمی پیدا نہیں ہورہے ہیں ۔

کراچی کی زبانیں

آزادی سے قبل کراچی کی مادری زبان سندھی تھی لیکن اب یہاں لوگوں کی اکثریت اردو بولتی ہے مجموعی طور پر ۱۱،۱۷۷۶ افراد کی مادری زبان اردو ہے ۱۷۴،۸۲۳ افراد کی مادری زبان سندھی اور ۲،۶۰،۷۴۷ افراد کی مادری زبان پنجابی ہے ۔ گجراتی بولنے والوں کی تعداد ۱۲،۵۲،۴۷۱ ہے بلوچی بولنے والے ۱۰،۸۲۴ اور ۵۴۸۲ ، پشتو بولنے والے ہیں ۔ عام طور سے اردو بولنے والے ۱۴،۵۴۸۲ کی تعداد میں ہیں ۔

اردو ذریعۂ تعلیم اور احساس کمتری

مغربی پاکستان اردو اکادمی کے زیر اہتمام ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر نذیر احمد خاں نے کہا کہ اردو میں اتنی قوت، زور اور لچک ہے کہ وہ ہر قسم کے خیالات ادا کرسکتی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ اردو پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ سائینسی خیالات کے اظہار سے قاصر ہے وہ احساس

کمتری کا شکار ہیں۔ انہوں نے کہا اردو اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ اسے تمام مضامین کے لئے ہر سطح پر ذریعۂ تعلیم بنایا جا سکتا ہے ۔

انگریزی ہو چکی اب اردو سنیئے

گورنمنٹ کالج لاہور گنتی کے اُن تعلیمی اداروں میں سے ہے جنہوں نے آج تک انگریزی ادب آداب کو برقرار رکھا ہے ۔ اس کالج کو انگریزی کی تعلیم پر ہمیشہ ناز رہا ہے یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ کالج میں آج تک کبھی اردو میں خطبہ کی نوبت نہیں آئی ۔ انگریزی خطبہ اس کالج کی روایت بن چکا تھا ۔ اس بار جلسۂ تقسیم اسناد میں جو خطبہ پڑھا گیا ۔ اس کے بارے میں پہلے سے کسی کو علم نہ تھا لہٰذا جب اس تقریب کے صدر جناب جسٹس رحمٰن نے اپنے خطبہ کا آغاز اس جملے سے کیا " انگریزی ہو چکی اب اردو سنیئے" تو حاضرین نے بے پناہ مسرت کا اظہار کیا ۔ اس طرح گورنمنٹ کالج کی ایک روایت ختم ہوئی اور ایک نئی روایت کا آغاز ہوا۔ البتہ بعض پرانے اساتذہ کو جنہیں اپنے کالج کی مغربی رنگ میں رنگی ہوئی روایات پر بڑا ناز تھا اس اچانک "حادثے" پر بے حد افسوس ہوا ۔

چکوال میں اردو مجلس کا قیام

چکوال میں اردو مجلس کے نام سے ایک علمی جماعت قائم کی گئی ہے جس کے اغراض ومقاصد حسب ذیل ہیں ۔

۱۔ اردو کو زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کرنے کی جدوجہد کرنا ۔

۲۔ ایک مرکزی دارالمطالعہ قائم کرنا ۔

۳۔ ادبی نشستیں منعقد کرنا ۔

۴۔ معیاری اور علمی و ادبی کتابیں شائع کرنا ۔

۵۔ پندرہ روزہ رسالے کا اجرار ۔

ایک ہزار قانونی کتابیں

اردو کو عدالتوں میں رائج کرنے کی مہم کے سلسلے میں پاکستان اردو مجلس قانون کراچی نے اردو زبان میں تقریباً ایک ہزار قانونی کتابوں پر مشتمل ایک جامع فہرست شائع کی ہے ۔ یہ فہرست بڑے سائز کے ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے ۔ جس میں اصول قانون ۔ بین الاقوامی قانون ۔ دستوری قانون ۔ اسلامی قانون ۔ دیوانی قانون ۔ فوجداری قانون ۔ قانونی لغات اور نظائر وغیرہ سے متعلق ۱۹ موضوعات پر قانونی کتابوں کی تفصیلات درج ہیں ۔

بھارت میں

ولانا آزاد لائبریری

مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو جدید طرز پر ترتیب دیا جا رہا ہے - تاکہ وہ تحقیق کے جملہ شعبوں خصوصاً ہندوستان میں اسلامی خدمات کے موضوع پر جدید مطالعے اور تحقیق کے لئے موزوں بت ہو - اس لائبریری کی عمارت پر جس کی تعمیر ۱۹۶۰ء میں ہوئی تھی تقریباً ۱۴ چودہ لاکھ روپیہ خرچ ہوا - یہ آٹھ منزلہ عمارت ہے جس میں کئی وسیع ڈنگ روم ایک شعبۂ علوم مشرقی اور ایک شعبۂ مخطوطات قائم کیا گیا ہے - اس کے علاوہ طالب علموں کے لئے متعدد کمرے - ایک بڑا ل اور ایک کیفے ٹیریا بھی ہے - یہ عمارت اس قدر وسیع ہے کہ اس میں بیک وقت ایک ہزار سے زائد طلبا مطالعہ کر سکتے ہیں اور تقریباً اڑھے تین لاکھ کتابیں رکھی جا سکتی ہیں -

اس لائبریری کے شعبۂ اردو میں تیس ہزار سے زائد قیمتی کتابیں ہیں - ان میں ہندوستانی طباعت پر عہد قدیم کے نادر نمونے بھی شامل ں - اس لائبریری کے لئے مختلف اصحاب نے جو عطیات دیئے ہیں - ان میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں - پانچ سو کتابیں جمال عبدالناصر صدر ب جمہوریہ نے پیش کی ہیں اور دو ہزار کتابیں جن میں چند قلمی نسخے بھی شامل ہیں - ڈاکٹر رام بابو سکسینہ آنجہانی کی اہلیہ نے ——— ہزار کتابوں پر مشتمل نادر ذخیرہ جو مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کا تھا ان کے صاحبزادے نے لائبریری کو بطور عطیہ پیش کر دیا ہے اسی ح مولوی بشیر احمد مرحوم بانی اسلامیہ انٹر کالج اٹاوہ کا قیمتی ذخیرہ بھی جو ایک سو پچاس فرمان دو ہزار مخطوطات اور ایک ہزار سے ادہ مطبوعات پر مشتمل ہے اسی لائبریری کی زینت ہے لائبریری کے دیگر شعبوں میں ایک شعبہ ایسا قائم کیا گیا ہے جس سے علی گڑھ ریک اور ہندوستان میں مسلمانوں کی سماجی، سیاسی اور تعلیمی ترقیات پر تحقیقی کام میں مدد دے گا - اسی طرح ہندی اور سنسکرت کاموں کے لئے بھی الگ شعبہ جات قائم کر دیئے گئے ہیں - فرانسیسی - جرمن - روس - مالیالم - اور تیلگو زبانوں کے شعبے الگ ہیں ی کا ایک شعبہ مغربی و ہندوستانی کلاسیکی موسیقی اور تدریس زبان سے متعلق گراموفون ریکارڈوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے -

ی شام ناتھ کی تقریر

آل انڈیا ریڈیو کے مشاعرے کی صدارت کرتے ہوئے شری شام ناتھ نے کہا کہ یہ اور بہت سے ایسے مشاعرے تاریخ کے ایک خاص موڑ پر ہو رہے ہیں - یہ وہ موڑ ہے قوموں اور ملکوں کی ایک نئی زندگی شروع ہوا کرتی ہے - انہوں نے مزید کہا کہ اردو شاعری جنگ اور امن خدا رسیدگی اور حب الوطنی اور آزادی کی اعلیٰ قدروں کی علم بردار ہے - اردو شاعری نے تاریخ کے ہر مرحلے پر وقت کے تقاضوں کیا ہے - انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ آزادی کے بعد ملک کی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں اردو شاعروں کے دلوں کی دھڑکنیں ہندوستانی

ادب کی تاریخ کا ایک یادگار اور قیمتی سرمایہ ہیں۔

نہرو اور ہندی

آخر کار وزیر اعظم بھارت پنڈت نہرو کو ہندی کے مخالفوں کے مطالبات کے سامنے جھکنا ہی پڑا۔ انہوں نے لوک سبھا میں اعلان کیا کہ بھارت کے ہندی نہ بولنے والے عوام کی مرضی کے بغیر انگریزی کی حیثیت میں تبدیلی پر عملدرآمد نہیں کیا جائیگا۔ آپ نے سرکاری زبانوں کے مسودۂ قانون پر بحث میں مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ اس مسودہ قانون کا مقصد صرف اُن آئینی پابندیوں کو دور کرنا ہے جو ۲۶ جنوری ۱۹۶۵ء کے بعد انگریزی کے استعمال پر عائد کی گئی ہیں۔

پاکستانی کتاب ممنوع

بھارتی حکومت نے کراچی سے شائع ہونے والی ایک کتاب "دعوت اسلام آچاریہ ونوبھاوے کے یہاں" کو اپنے یہاں ممنوع قرار دیدیا ہے۔ اس اقدام کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں منافرت پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

سہ لسانی فارمولا اور اردو

ابھی کچھ دن ہوئے حکومت اتر پردیش (یو پی) نے سہ لسانی فارمولے پر ایک نظر ثانی کرتے ہوئے اردو والوں کو یہ خوش خبری دی تھی۔ "نظر ثانی کئے ہوئے اس فیصلہ پر اب یو۔پی کے اسکولوں میں پڑھنے والے طلبا اردو۔ بنگالی۔ گجراتی، پنجابی اور دوسری زبانیں لے سکتے ہیں" لیکن ابھی اس کی سیاہی بھی خشک نہ ہوئی تھی کہ مرکزی وزیر تعلیم ڈاکٹر شریمالی نے یو۔پی تو یو پی ہندی ریاستوں میں بھی اردو کی تعلیم کے امکان کو ختم کردیا ہے۔ انہوں نے مسز اینو چکرورتی کو پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا" اتر پردیش اور بعض دوسرے ہندی بولنے والے صوبوں نے سنسکرت کو تیسری زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے۔" یہ واضح رہے کہ سہ لسانی فارمولے کے بموجب ہندی بولنے والے صوبوں کو جدید ہندوستانی زبانوں میں سے کوئی ایک تیسری زبان انتخاب کرنی ہوگی۔

انگریز سادھو

بھارت میں انگریزی کو زندہ و قائم رکھنے کے لئے بمبئی میں ایک سادھو نے نذر و نیاز کے طور پر آگ روشن کی ہے تاکہ اس پر اس کے پرماتما کی برکتیں نازل ہوں۔ یہ مختصر مذہبی رسم ادا کرنے کے بعد سادھو ایل۔ ایس۔ راؤ نے پمفلٹ بھی تقسیم کئے ہیں جن میں ہندی نواز حلقوں کی مذمت کی گئی ہے۔

جامعۂ اردو علی گڑھ

جامعۂ اردو علی گڑھ کا سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد یونیورسٹی یونین ہال میں ۱۲۸ اپریل کو منعقد ہوا جلسے کی صدارت نایب شیخ الجامعہ جناب پروفیسر رشید احمد صدیقی نے فرمائی۔ کلام پاک سے شروع ہوا۔ اس کے بعد رجسٹرار جامعہ اردو نے ۱۹۶۲ء کی روداد پڑھ کر سنائی۔ تقسیم اسناد کے بعد شری جوگل کشور وزیر تعلیمات یو۔پی نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ مجھے اردو سے دلی لگاؤ ہے۔ اردو زبان ہمارے ملک کی ایک ایسی زبان ہے جو تقسیم کے قابل نہیں ہے۔ اردو زبان ہمارے قومی اتحاد کی نشانی ہے۔ یہ ہمارے دیش کی بولی ہے۔

علمی - ادبی - تہذیبی خبریں

قومی تہذیب وثقافت کی علامت

جام شورو کے مقام پر سندھ یونیورسٹی کی ایک نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے صدر ایوب نے کہا "یونیورسٹی قومی تہذیب وثقافت کی علامت ہے اور ہمارے ترقی پذیر ملک میں یہ سماجی اور اقتصادی ترقی کا موثر ذریعہ بن سکتی ہے" صدر ایوب نے کہا "میں یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھتے وقت خدا سے دعا گو ہوں کہ اس کی محرابوں میں اسی قسم کے نظریات ومقاصد کی گونج سنائی دے جو ملک اور معاشرے کے لئے فائدہ مند ثابت ہوں"۔ یونیورسٹی کی اس نئی عمارت میں دفاتر اور انتظامی امور کے شعبے ہونگے۔ یہ یونیورسٹی دوسرے پنج سالہ منصوبے کے تحت تعمیر کی جارہی ہے اس کے لئے منصوبہ میں ایک کروڑ ۶۵ لاکھ روپے کی منظوری دی جاچکی ہے۔

۔وترقی بورڈ کی تشکیل

حکومت نے مرکزی اردو ترقیاتی بورڈ کی تشکیل اور مجلس عاملہ کے ارکان کے ناموں کا اعلان کر دیا ہے۔ رائٹرز گلڈ کے سکریٹری جناب قدرت اللہ شہاب بورڈ کے سکریٹری ہونگے ۔عاملہ کے ارکان میں ایس۔ ایم۔ اکرام۔ ایس۔ ایم۔ شریف۔ پیر حسام الدین راشدی۔ مولانا عبدالقادر اور پروفیسر ۔احمد خاں شامل ہیں۔

فرمان نبویؐ

حضور رسالت مآبؐ کا ایک مکتوب مبارک بیروت کے ایک عجایب خانے میں موجود ہے ماہرین اسلامیات نے اس کو دیکھنے کے بعد یہ رائے دی ہے کہ حضور رسول مقبولؐ نے یہ فرمان شہنشاہ ایران خسرو پرویز کے نام لکھا تھا۔ جس میں اسے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی یہ خط ۶۲۸ یا ۶۲۹ء میں تحریر کیا گیا تھا۔

۔ریکی رسالے پر پابندی کا مطالبہ

پورے پاکستان میں مشہور امریکی رسالے "لائف" پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ حکومت

امریکہ سے سخت احتجاج کیا جائے اور پاکستان میں اس رسالے کی آمد ممنوع قرار دی جائے۔ یہ شدید ردّعمل ایک تصویر پر
ہوا جسکے نیچے ایسی سرخی دی گئی ہے۔ جس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی توہین ہوتی ہے۔

لیاقت نیشنل لائبریری

لیاقت نیشنل لائبریری کراچی کو ایک ماہ کے اندر اندر ہاؤسنگ سوسائٹی میں ایک کشادہ عمارت میں منتقل کر دیا جائیگا۔ اس وقت لائبریری میڈر روڈ پر انشورنس ہاؤس میں ایک انتہائی خراب عمارت میں قائم ہے۔ پچھلے دنوں اخبارات میں اس لائبریری کی خستہ حالت کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا تھا منتقلی کی یہ کاروائی اسی وجہ سے عمل میں لائی جا رہی ہے۔

اردو اکیڈیمی کا مقابلہ مضمون نویسی

مغربی پاکستان اردو اکیڈیمی لاہور کے زیر اہتمام سائینسی موضوعات پر منعقد ہونے والے مضمون نویسی کے مقابلے کے نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے جس کے مطابق اٹھارہ انعامات تقسیم کئے جائینگے اور الطاف گوہر سکریٹری فنانس حکومت مغربی پاکستان اس تقریب میں انعامات تقسیم کریں گے۔

اسلامی یادگار

روس میں "بین الاقوامی تاریخی یادگاریں" نامی تصاویر کا ایک مجموعہ قازقستان کے مسلم بورڈ برائے وسطی ایشیا نے شائع کیا ہے۔ اس میں کل ۱۰۵ تصاویر ہیں۔ جو قدیم مسلم یادگاروں کی تعمیراتی وتاریخی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہیں۔ یہ البم چھ زبانوں یعنی عربی۔ فارسی۔ اردو۔ روسی۔ انگریزی اور فرانسیسی زبانوں پر مشتمل ہے۔

پاکستان پبلشرز بک سیلرز ایسوایشن

پاکستان پبلشرز بک سیلرز ایسوسی ایشن کے مرکزی اور علاقائی کمیٹی کے تمام ارکان بلا مقابلہ منتخب ہوگئے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک اجلاس میں مرکزی اور علاقائی کمیٹیاں اپنی اپنی رپورٹیں پیش کر رہی ہیں۔ اور اسی اجلاس میں کتابوں کے بارے میں حکومت کی پالیسی پر بحث وغوض کیا جائیگا۔

بھارت میں تصویر کی ممانعت

بھارت کے محکمۂ آثار قدیمہ نے تاج محل کی تصویریں اتارنے کی ممانعت کر دی۔ لیکن اس پابندی کا اطلاق قلعۂ آگرہ۔ اکبر اور اعتماد الدولہ کے مقبروں پر نہیں ہوگا۔ پابندی کی وجہ نہیں بتائی گئی ہے۔

جرمنی کا سب سے پرانا روزنامہ

جرمنی کے پریس ریسرچ سینٹر نے جرمنی کے سب سے پرانے روزنامے کا پتہ چلایا ہے جو ۱۶۵۰ء میں شائع ہوا تھا۔ اس روزنامہ کے نام کا مطلب ہے "آنے والی خبریں"۔ اس اخبار پر گو کہ نہ تاریخ اشاعت درج ہے اور نہ مقام اشاعت اور نہ ناشر کا نام و پتہ۔ لیکن ریسرچ سینٹر کی تحقیق نے اس کو جرمنی کا سب سے پرانا اخبار ثابت کر دیا ہے۔

اس آئینہ خانے میں

ل رابسن اور عرفان حقیقت

فرانسیسی خبر رساں ایجنسی نے پیرس کے روزنامہ "لے نگارو" کے حوالے سے بتایا ہے کہ مشہور موسیقار اور اداکار پال رابسن نے روس سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ کیونکہ انہیں روسی کمیونزم سے سخت مایوسی ئی ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ مسٹر رابسن عرصہ دراز تک باہر رہنے کے بعد امریکہ واپس آئے ہیں۔ اور وہ قطعی طور پر مایوس و دل شکستہ مفلس و ش اور بے یار و مددگار ہیں۔ مسٹر رابسن گزشتہ تیس برس تک کمیونسٹ پروپیگنڈے کی بین الاقوامی علامت بنے رہے ہیں۔ وہ آج کل امریکہ میں مقیم ہیں ر انہوں نے کہا ہے کہ میں عرصہ دراز تک یہ سمجھتا رہا کہ روس میں اقلیتوں کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ لیکن مجھے بعد میں پتہ چلا کہ صورت حال اس سے قطعاً مختلف ۔ اور یہودیوں، اہل آرمینیا اور اہل بلقان کے ساتھ تہذیبی سطح پر جو کھیل کھیلا جا رہا ہے وہ بہت خطرناک ہے۔

نیپال میں اردو

نیپال کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اردو میں لکھے ہوئے پرچم نظر آئے۔ ہوائی اڈے سے شاہی مہمان خانے تک سات میل لمبے راستے پر جس سے صدر ایوب کی سواری گزری سینکڑوں پرچم لہرا رہے تھے یہ اردو نیپالی اور انگریزی میں تھے۔ ان پر اردو میں لکھا تھا "صدر ایوب دلی خوش آمدید۔ ایوب مہندر زندہ باد"۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ نیپال کے اسکولوں میں اردو کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔

ز اور رضیہ سجاد ظہیر

مشہور ادیبہ رضیہ سجاد ظہیر مجاز کی زندگی پر ایک ناول لکھ رہی ہیں۔ جس کا نام "دیوانہ مر گیا" ہوگا ناول تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔ مجاز کے حالات زندگی کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کی کوشش موصوفہ کا سب سے اہم مسئلہ ہے اور اسی سلسلے میں وہ رانچی کے پاگل خانے بھی تشریف لے گئی ہیں۔ جہاں مجاز کا دیوانگی کے دوران ج ہوا تھا۔ رضیہ سجاد ظہیر یہاں اُن کی کیس ہسٹری کا مطالعہ کریں گی۔

دقین امریکہ میں

پاکستان کے ممتاز مصور صادقین، حکومت امریکہ کی دعوت پر چار ماہ کے دورے پر کراچی سے واشنگٹن روانہ ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ تازہ ترین شاہکار بھی لے گئے ہیں پاکستانی مصور امریکہ میں اپنے قیام کے دوران م آرٹ گیلریوں کا معائنہ کریں گے۔ صادقین بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں اور ان کا شمار دنیا کے بڑے مصوروں میں کیا جاتا ہے۔

یادوں کے چراغ

حسرت موہانی

مولانا حسرت موہانی کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ادارۂ ملت اسلامیہ کے زیر اہتمام لاہور میں ایک

جلسۂ عام منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا کوثر نیازی نے فرمائی۔ اس جلسے کو شورش کاشمیری، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اور مولانا علم الدین سالک نے خطاب کیا۔ آغا شورش کاشمیری نے مولانا کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا ہندوستان کے اُن مسلمانوں میں سے تھے جنہیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ انہوں نے کہا مولانا نے جس وقت علی گڑھ سے آزادی کا نعرہ بلند کیا اس وقت سارے ہندوستان پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ آغا شورش کاشمیری نے مزید کہا کہ مولانا حسرت ایک عظیم ثقافت اور نئی طرز کی شاعری کے علمبردار تھے اب اُن کا سا آدمی پیدا ہونا مشکل ہے۔ مولانا علم الدین سالک نے نوجوان طبقے کو مولانا حسرت موہانی کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی اور مشورہ دیا کہ وہ سادہ زندگی گزارنے کی عادت ڈالیں اور انگریزی تمدن کو چھوڑ کر اسلامی طریقہ اپنائیں۔ صدر جلسہ نے مولانا حسرت موہانی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ اردو زبان کا وقار بلند کرنا چاہتے تھے۔ وہ قادر الکلام شاعر تھے اور سیاسی مسائل پر بھی اپنے مخصوص رنگ میں صاف صاف اس طرح کہہ جاتے تھے کہ مخالفین بھی انہیں خراجِ عقیدت پیش کرتے تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے مولانا حسرت موہانی کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ حسرت کو آزادی کامل، برعظیم کی تقسیم، قربانی اور ایثار میں اولیت کا شرف حاصل ہے اور تاریخ اس شرف کو نہیں بھلا سکتی۔

کراچی میں سندھ اسمبلی ہال میں یوم حسرت کے ایک جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے مولانا احتشام الحق تھانوی نے کہا کہ مولانا حسرت موہانی نے اپنی زندگی سے یہ ثابت کر دیا کہ مذہب اور سیاست کی آمیزش سے ایک مخلصانہ کردار پیدا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا حسرت اس صدی کی بڑی ممتاز شخصیت تھے اور اُن کا سیاسی کردار بہت بلند تھا اور انہوں نے باطل سے کبھی مصالحت نہیں کی ہمیشہ کلمۂ حق بلند کیا اور اس بارے میں کسی کی پروا نہیں کی۔ انہوں نے ایثار اور قربانی کی جو نظیر پیش کی اس کی ہمیں پیروی کرنا چاہئیے۔ یہ جلسہ حسرت میموریل سوسائٹی کے زیر اہتمام نواب صدیق علی خاں کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ اور جلسے سے متعدد اہم شخصیتوں نے خطاب کیا تھا۔

رنگون میں یوم اقبال

اقبال اکیڈیمی کے زیر اہتمام رنگون میں شاعر مشرق کی ۲۵ ویں برسی بڑے احترام کے ساتھ منائی گئی۔ اس موقع پر ایک مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا جس میں رنگون کے ممتاز شعراء نے حصّہ لیا اکیڈیمی کے صدر اور شہر کے اشخاص نے علامہ کی زندگی اور ان کی شاعری پر روشنی ڈالی۔ ان دن مقامی اخبار نے علامہ اقبال کے بارے میں مضامین اور تصاویر بھی شائع کیں۔

یوم ٹیگور

ڈھاکہ میں بنگلہ اکیڈیمی کے زیر اہتمام یوم ٹیگور پر ایک خاص تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں مقررین نے ٹیگور کی زندگی اور اُن کی تخلیقات پر مقالے پڑھے۔ یہ مشہور بنگالی شاعر۔ مصنف۔ موسیقار اور نوبل پرائز یافت عالمی شہرت کا شخصیت کا ۱۰۲ واں یوم پیدائش تھا۔ جس کو بڑے شاندار طریقے پر ڈھاکے میں منایا گیا۔

مولوی نذیر احمد کی یاد میں

ادارۂ مصنفین پاکستان شاخ کراچی کی جانب سے یوم نذیر احمد بڑے اہتمام سے منایا گیا جس کی صدارت صدر ترقی اردو بورڈ ممتاز حسن صاحب نے کی۔ اس اہم اجتماع میں ادیبوں اور شاعروں، ممتاز شہریوں اور سفارتی نمائندوں نے شرکت کی۔ ڈپٹی نذیر احمد کی زندگی اور ان کے ادبی کارناموں پر پروفیسر عبد العزیز میمن۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری ضیاء الدین احمد برنی۔ ڈاکٹر اسلم فرخی۔ بیگم برلاس اور جمیل جالبی نے مقالے پڑھے اور تقریریں کیں پروفیسر میمن نے اپنی تقریر میں کہا کہ مولوی نذیر احمد درحقیقت عربی زبان وادب کے اتنے بڑے عالم تھے کہ برصغیر پاک و ہند میں ان کا جواب نہ تھا۔ صدر جلسہ نے ادارۂ مصنفین پاکستان کو یہ یادگار منانے پر مبارکباد دی اور کہا ایک جلسے یا چند مقالوں سے ایسی عظیم الشان علمی شخصیت کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی تحریریں جمع کرکے قومی دار الآثار میں محفوظ کردی جائیں اور ان کے کارناموں پر الگ الگ تحقیقی اور تعارفی کتابیں لکھی جائیں۔ یوم نذیر احمد کے موقع پر مولوی نذیر احمد کی کتابوں کی نمائش بھی کی گئی اور ان کے ناول توبۃ النصوح کے ایک کردار پر ایک تمثیل بھی پیش کی گئی۔ اس جلسے میں ابوالاثر حفیظ جالندھری اے۔ ڈی اظہر اور جمیل نقوی نے نذیر احمد سے متعلق اپنی منظومات بھی پیش کیں۔

خواجہ حسن نظامی کو خراجِ عقیدت

حلقۂ ادب پاکستان کے زیر اہتمام یوم خواجہ حسن نظامی لاہور میں منایا گیا جلسے کو خطاب کرتے ہوئے آغا شورش کاشمیری نے کہا کہ خواجہ صاحب نے اپنی نگارشات میں اسلامیان ہند کو ہندو کانگریس اور مہاسبھائیوں سے علیحدگی کا ذہن دیا۔ ان کی زندگی۔ ادبی اور دینی تحریک سے عبارت تھی وہ بیک وقت صوفی۔ دینی قائد اور صاحب طرز انشا پرداز تھے۔ سید الیرالدین قدوائی نے کہا کہ خواجہ حسن نظامی کی قومی خدمات میں یہ چیز نمایاں کرتی ہے کہ انہوں نے ہر مسئلہ کو تصوف کے رنگ میں حل کیا۔ ان کے ذہن میں اسلامیانِ ہند کی فلاح کی ایک عظیم تحریک تھی۔ ڈاکٹر عبد السلام خورشید نے خواجہ حسن نظامی کو ماضی اور حال کے رشتے جوڑنے والے سے تعبیر کیا اور کہا کہ خواجہ صاحب نے مسلمان اقلیت کی منفرد حیثیت برقرار رکھنے کی ضرورت پر زور دیا تھا۔

شانتا مار مشرقی پاکستان میں یوم اقبال

مسلم اردو ہائی اسکول شانتا مار کے زیر اہتمام یوم اقبال منایا گیا جس کی صدارت پروفیسر وسیم ہاشمی نے کی۔ اس جلسے میں مشرقی پاکستان کے ممتاز شعراء نے شرکت کی۔

> **آغا حشر اکیڈیمی**
>
> کراچی میں آغا حشر کے ڈراموں کو مقبول اور عام کرنے کے لئے ایک اکیڈیمی قائم کی گئی ہے جس کا صدر ڈاکٹر خالد جمیل کو منتخب کیا گیا ہے۔ یہ اکیڈیمی آغا حشر کی قبر پر ایک مقبرہ تعمیر کریگی اور آغا حشر کے ڈراموں کے مستند نسخے بھی شائع کروائیگی۔ اکیڈیمی نے یہ تجویز کیا ہے کہ ایک قومی تھیٹر اور ایک لائبریری بنائی جا

ماتم میں ہم شریک ہیں

مرگ شوکت ۔ تعزیتی پیغامات

مشہور ادیب اور مزاح نگار شوکت تھانوی کی رحلت پر سارے پاکستان میں رنج و اندوہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔ اور اس دلخراش سانحے پر ماتمی جلسے منعقد ہیں ۔ پاکستان رائٹرز گلڈ کے جنرل سکریٹری جناب قدرت اللہ شہاب نے ریڈیو پاکستان سے تقریر کرتے ہوئے کہا ہے " شوکت تھانوی کے اٹھ جانے سے اردو ادب کی محفل ویران ہو گئی ہے ۔ پاکستان رائٹرز گلڈ اپنے محترم اور بزرگ ممبر سے محروم ہو گیا ہے اور ذاتی طور پر میرا ایک عزیز دوست اور رفیق مجھ سے بچھڑ گیا ہے "۔ وزارت صنعت اور محنت کے سکریٹری سید ہاشم رضا نے اپنی تقریر میں کہا " اُن کی ذات ایک انجمن تھی ۔ وہ شاعر بھی تھے اور ادیب بھی ۔ نواسنج بھی تھے اور بذلہ سنج بھی ۔ حقیقت نگار بھی تھے اور افسانہ نگار بھی ۔ ڈرامہ نویس بھی تھے اور ایکٹر بھی ۔ قصہ گو بھی تھے اور تمثیل نگار بھی ۔ اُن کی نثر اور نظم میں ایک چیز جو سب سے نمایاں تھی وہ اُن کا اسلوب تھا ۔ افسوس کہ ایسا باکمال شخص ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا ۔"

مرگ شوکت ۔ صدر کا پیغام تعزیت

صدر مملکت ایوب خاں نے شوکت تھانوی کی موت کو ایک قومی سانحہ قرار دیا ہے ۔ بیگم شوکت تھانوی کے نام تعزیتی تار میں صدر ایوب نے کہا ہے " شوکت تھانوی کو ملک کے نامور ادیبوں میں ممتاز مقام حاصل تھا ۔ اُن کی موت سے مجھے بے حد دکھ ہوا ہے ۔ انہوں نے اردو ادب کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں وہ ناقابلِ فراموش ہیں "

شوکت تھانوی مرحوم کے پسماندگان کو مالی امداد دینے کی اپیل

پنجابی اہلِ قلم کی مقامی تنظیم نے اپنی ایگزیکٹو کمیٹیوں کے اجلاس میں اردو کے ممتاز ادیب شوکت تھانوی مرحوم کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے حکومت پر اور پاکستانی گلڈ پر زور دیا ہے کہ مرحوم کے متعلقین کو فوری طور پر مالی امداد دی جائے

لندن میں شوکت کا سوگ

برطانیہ میں مقیم پاکستانی دانشوروں نے ایک بیان میں شوکت تھانوی کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے ۔ جس پر فیض احمد فیض ۔ عاشق بٹالوی ۔ اظہار کاظمی اور نقی محمد کے دستخط ہیں ۔ بی بی سی سے شوکت تھانوی کی یاد میں ایک خاص پروگرام نشر ہوا جس میں فیض احمد فیض نے بھی حصہ لیا ۔

تعزیتی جلسے

کراچی میں شوکت تھانوی مرحوم کی وفات پر اظہار تعزیت کرنے والوں نے جن میں شاہد احمد دہلوی حقی ۔ ابواللیث صدیقی ۔ فخر ماتری اور شوکت صدیقی شامل ہیں کہا ہے کہ شوکت تھانوی کی وفات

، اور صحافت کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔ حکومت پاکستان کے پرنسپل انفارمیشن آفیسر مسٹر الیف۔ ڈی۔ ڈگلس نے جنگ
پنڈی کے ایڈیٹر مسٹر شوکت تھانوی مرحوم کی وفات پر بیگم شوکت مرحوم کو پیغام بھیجتے ہوئے کہا ہے کہ میں آپ سے اس صدمہ
کاہ پر ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ دفتر ماہنامہ "مشرق" میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں کراچی کے ادبار۔ شعرار۔ صحافی
اساتذہ نے شرکت کی۔ حیدرآباد کے صحافیوں کے ایک ہنگامی اجلاس میں ایڈیٹر روزنامہ جنگ راولپنڈی کی وفات پر تعزیتی قرارداد
ہا گیا ہے کہ شوکت تھانوی کی وفات سے ملک ایک ممتاز ترین ادیب اور شاعر سے محروم ہوگیا ہے۔ پشاور میں ریڈیو ڈرامہ آرٹسٹ
ں نے شوکت تھانوی کی وفات کو ایک عظیم سانحہ قرار دیتے ہوئے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ ریڈیو پاکستان پشاور کے عملے
ایک اجلاس میں تعزیتی قرارداد منظور کی۔ ریجنل ڈائرکٹر قاضی احمد سعید نے شوکت تھانوی کی اچانک موت کو اردو ادب اور ریڈیو
ستان کے لئے ایک ایسا نقصان قرار دیا جس کی تلافی ناممکن ہے۔ شوکت تھانوی کی رحلت کی اطلاع ملتے ہی کوئٹہ اور قلات
یژن کے ادبی اور صحافتی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ ادبی حلقوں نے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اور مرحوم کے پسماندگان
دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔ شہر کی دیگر مقتدر شخصیتوں نے شوکت تھانوی کے انتقال پر رنج وغم کیا۔ میرپور خاص کے علمی اور صحافتی
نوں میں شوکت تھانوی کی وفات کو بڑے الم سے سنا گیا۔ مرکز علم وادب کے ایک ہنگامی اجلاس میں میرپور خاص کے ادیبوں اور
افیوں نے ان کو خراج عقیدت پیش کیا۔

روفیسر احمد علی کے تاثرات

مشہور ادیب پروفیسر احمد علی نے ایک بیان میں شوکت تھانوی کی ادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ شوکت تھانوی نے ادب اور طنز کی جو سطح
ائی تھی اب اس پر پہنچنا مشکل نظر آرہا ہے۔ پروفیسر احمد علی نے اس بات پر تنقید کی کہ ادیبوں اور انشا پردازوں کو ان کی زندگی
ضروری سہولتیں مہیا نہیں کی جاتیں اور موت پر ساری قوم غم میں سوگوار بن جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس رجحان کو ختم
اچاہیئے اور ادیبوں اور دانشوروں کو سماج میں ان کا جائز مقام ملنا چاہیئے۔

گلڈ اشاعت گھر کی ایک نادر پیشکش

اُردُو۔ بنگلہ کے مشترک الفاظ

مؤلفہ

سیّد شبّیر علی کاظمی

ایم۔ اے۔ علیگ

(زیرِ طبع)

یہ کتاب جناب شبیر علی کاظمی نے مشرقی پاکستان میں برسوں تحقیق وکاوش کے بعد مرتب کی ہے۔ اور اس پر ملک کے نامور ماہرِ لسانیات ڈاکٹر محمد شہید اللہ نے گراں قدر تبصرہ فرمایا ہے۔

اس تالیف میں مشترک الفاظ اردو بنگلہ اور رومن رسم الخط میں چھاپے گئے ہیں۔ تاکہ اردو یا بنگلہ دو زبانوں میں سے ایک کے جاننے والے بآسانی اپنی زبان کے مشترک لفظ دوسری میں ڈھونڈ سکیں اور اس کے بدلے یا غیر مبدّل تلفظ سے واقف ہو سکیں۔

کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لئے قیمت میں خاص رعایت ہوگی۔

گلڈ اشاعت گھر۔ اسٹریچن روڈ۔ کراچی

سلسلہ نمبر ۷

گنج ہائے گراں مایہ

مخطوطات انجمن ترقی اردو کی وضاحتی فہرست

۱۔ مثنوی دودولیہ	ہمرنگ
۲۔ مثنوی ریاض الجنان	محمد باقر آگاہ
۳۔ قصہ چار درویش	محمد علی شوق اورنگ آبادی
۴۔ کلام شاکر	مرزا عنایت اللہ بیگ شاکر
۵۔ مثنوی دانش افروز	میر فرید الدین آفاق

مرتبہ

افسر صدیقی امروہوی

آبتک حسب ذیل مخطوطات پر توضیحی حواشی شائع کئے جا چکے ہیں

۱ -	مثنوی اسرار محبت	محبت بریلوی
۲ -	مثنوی محیط	رام حسن محیط
۳ -	وصیت نامہ	———
۴ -	دیوان حقیقت	شاہ حسین حقیقت
۵ -	مثنوی بحر الفت	واجد علی شاہ اختر
۶ -	قصہ حضرت سلیمان و بلقیس	اعز الدین نامی
۷ -	دیوان عیش	غالب علی خان عیش
۸ -	مجموعہ حکایات	———
۹ -	دیوان عیش	حکیم آغا جان دہلوی
۱۰ -	چار گلشن غوثیہ	شیخ احمد حسرت کرنالی
۱۱ -	دیوان اوج	عبداللہ خان اوج سرہندی
۱۲ -	دیوان حیرت	سید ابوالحسن حیرت
۱۳ -	دیوان عیش	مرزا علی عیش
۱۴ -	کرامات نامہ	دائم
۱۵ -	مثنوی باغ ایمان	تشفی
۱۶ -	مثنوی ایمان درپن	الفت
۱۷ -	طوطی نامہ	میر محمد حیات حسرت
۱۸ -	مثنوی بوستان خیال	سید شاہ سراج اورنگ آبادی
۱۹ -	دیوان قدرت	شاہ قدرت دہلوی
۲۰ -	دیوان بیان	خواجہ احسن اللہ بیان دہلوی
۲۱ -	مثنوی راگ مالا	سید عبدالولی عزلت
۲۲ -	تذکرہ گلشن راز	سید فتح علی حسینی گردیزی
۲۳ -	تذکرہ گلزار ابراہیم	علی ابراہیم خان

مثنوی دوددلیہ

سائز ۸ ½ × ۶ صفحات ۳۳ سطور (۱۱) سنہ تصنیف ۱۲۲۳ھ سنہ کتابت ۱۲۲۴ھ

تین سو تیرہ اشعار کی یہ مثنوی مذہبی حیثیت رکھتی ہے اس میں علمارِ بے عمل مشائخ پُر امل اور فقرارِ لااصل کی ان عادات و خصائل کا ہے جو روح اسلام کے منافی اور اسوۂ رسول اللہ کے خلاف ہیں دوددلیہ سے ان کی مراد طلب دنیا اور حرص جاہ و مال ہے ۔ ابتدا میں مصنف میں ایک مختصر دیباچہ لکھا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ۔

الحمد للہ ذی الجود و الکرم والفضل والانعام والصلواۃ والسلام علی محمد ماحی الظلام وعلی آلہ الکرام وصحبتہ العظام حمد و سپاس زبان جان کی بے بہا مٹھائی ہے کہ نان و حلوے کو دنیا کے اس کی نسبت لذت میں کچھ رسائی نہیں اور درود سلام رسالت پناہی کا ل کی ایسی سلونی دوائی ہے کہ نان رقلیہ کو جہاں کے اس کے برابر قوت شفائی نہیں ۔ اما بعد یہ چند بیتیں بیان میں دودلئے کے باوجود بے استعدادی کے نفس کی بیدادی کا فریادی عزیز الدین میر عالم الحسینی قادری النقشبندی اورنگ آبادی المتخلص بہ ہمرنگ سن اللہ حالہ مآلہ محبوں سے اظہار کرتا ہے اور مخلصوں سے گوش گزار ہے ۔

پارے الماس کے یہ بیتیں ہیں — ان کو آنکھوں سے دیکھنا لذت
سال تاریخ سنئے ہمرنگ سے — دوددلیہ ہوا ہے بالذت

پس چاہیئے کہ طالبان حق اس کے کھانے کا استعمال نہ کریں اور تناول سے بہوت ڈریں ۔ کہ وہ ظاہراً کھانے میں بالذت ہے اور باطنی ہمیت بالخاصیت ناکارہ ہے اور مقوی نفس امّارہ ۔ معز جان کا ہے اور مضعف ایمان کا ، مصدع روح کا ہے اور مسدد فتوح کا " صل آیۃ والرشاد علیہ الاعتماد والیہ المعاد ۔

حالات مصنف ۔ ہمرنگ نے اپنے ضروری حالات جو دیباچے میں بیان کر دیئے ہیں ان میں کسی تذکرے سے اضافہ نہیں ہو سکا ۔ کہا کہ انہوں نے قرآن کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی جو نایاب ہے ۔

آغاز ۔ مثنوی میں نہ حمد ہے نہ نعت شروع ہی سے ان حضرات سے خطاب کیا ہے جو عاقبت سے بے پروا اور دنیا کے طالب ہیں وہ لی فراموش کرنے والوں کو اس طرح خبردار کرتے ہیں ؎

اے پرستارِ جہاں پُر جفا — اے گرفتارِ نگارِ بے وفا
بھول کر غافل نہ ہو یادِ وطن — کان سے دل کے شقِ پیماں شکن
وطنِ اصلی کے تئیں اے بوالفضول — یاد کر یکسر گیا کیوں دل سے بھول
وہ عجب ہے شہرِ پا نور و ضیا — جس کے آگے ہیچ ہے سقفِ سما
بو ہے اس کی خاک کی عنبر سے خوب — پانی اس کا شہد اور شکر سے خوب

ان اشعار کے خاتمے پر شاعر نے اپنی غفلت پر اظہار افسوس کیا ہے ؎

آہ صد افسوس ہے یہ زندگی — بندگی کچھ نہ ہوئی شرمندگی
لذتِ دنیا میں ہوئی سب عمر گم — بہرِ عقبیٰ دل کبھو بولا نہ قم
پرورش میں نفس کی گئے ماہ و سال — عمر ضائع ہوئی اندر قیل و قال
خوب کی اس نفس کی تو بندگی — رائگاں ہم رنگ تیری زندگی
اب جو باقی ہے نہ کھو غفلت کے ساتھ — بھر کے جی رولے یہاں حسرت کے ساتھ

اس کے بعد اصل مضمون شروع ہوتا ہے جو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت ہے یہ عنوانات حاشیہ پر لکھے ہوئے ہیں

۱- تمنا اور التجا ترکِ ماسویٰ جانب ساقیِ رحیقِ بقا
۲- علاجِ غفلت باختیارِ عزلت
۳- بیانِ مشتہیاتِ نفسانی اور تمتعاتِ فانی کہ قاطعِ طریقِ انسانی ہیں -
۴- معنی حدیثِ رسالت مآب کہ الدنیا جیفۃ و طالبہا کلاب
۵- کلام در بیانِ تعریفِ عدل کہ شرع تمام ہے
۶- علماءِ بے عمل۔ مشائخ پُر امل اور فقرائے لا اصل
۷- بیانِ گروہِ اول علمائے بے عمل
۸- ترغیبِ علمائے نسیانی و نفسانی جانب سیرتِ علمائے ربانی و حقانی
۹- حکایت مولانا رومؒ
۱۰- ذکرِ گروہِ ثانی مشائخ پُر امل
۱۱- حکایت امیرِ فاسق
۱۲- اظہار اطوار گروہِ ثالث فقرائے لا اصل
۱۳- نفی و ابطال افعال و احوال اہلِ ضلال

اختتام - آخر میں مناجات بحضرت واہب العطیات کے ۹ شعر ہیں ؎

اے کریم کارساز بیکساں جاں نواز و گنج بخش مفلساں
آرزو ہمرنگ کی ہے روز و شب ترک ہووے سب رہے تیری طلب
نفس بے امّارہ وہ بیچارہ ہے عاجز و آوارہ و ناکارہ ہے
دود دلیہ دل سے اس کے دور کر یاد سے اپنی اسے معمور کر
بندگی تیری کرے وہ سب کو بھول یاد میں تیری مرے، وہ سب کو بھول
سستی دیوے چھوڑ اور طولِ امل گر ہے باقی کچھ کرے اس میں عمل
چال دنیا سے گئی عرفان کی فکر اب اس کو پڑی ایمان کی
اس زمانے میں جو ایماں سے گیا سو تڑا وہ سازو ساماں سے گیا
بارہ سو تیئیس سن ہجری تمام تین سو تیرہ ہے بیتوں پر ختام

ترقیمہ - فی تاریخ یازدہم شہر ربیع الثانی سنہ یک ہزار و دو صد و بیست و چہار روز شنبہ بعد نواختن دو پہر روز باتمام رسید

یہ مثنوی محمد نظام الدین تاجر کتب مدراس نے ۱۲۹۰ھ میں شائع کر دی ہے جو تنہا نہیں ہے - اس کے ساتھ نصیحت نامہ زوجہ عوف شیبانی اور دیدار نامہ سید حیات بھی شامل ہے - اور اس کا نام دود دلیا و نان قلیہ رکھا ہے - یہ کل ۱۶ صفحات کا مجموعہ ہے اور اس کا ایک نسخہ انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں موجود ہے -

مثنوی دود دلیا کا ایک مخطوطہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد میں بھی ہے (نمبر ۲۹۵ صفحہ ۶۳ ج ۲)

مثنوی ریاض الجناں

سائز ۸ × ۵ ½ صفحات (۲۶۰) سطور (۱۳) سنہ کتابت ۱۲۶۰ھ سنہ تصنیف ۱۲۰۷ھ کاغذ بانس کا

یہ مثنوی محمد باقر آگاہ کی تصنیف سے ہے پہلے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے

مثنوی ریاض الجناں کمیاب
بزبان دکنی

من تصنیف مولانا باقر آگاہ صاحب تصنیف کتاب ہشت بہشت ولطیف الاسلوب المعروف بمحبوب القلوب،
کتبہ ۱۲۰۰ھ کاتب سید ولی محی الدین قادری "
اسی صفحہ پر ایک بیضاوی مہر بھی ہے جس کے بالائی الفاظ "عبدالرزاق قادری" پڑھے جاتے ہیں اور زیریں الفا
دھندلے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتے

ریاض الجناں کے اشعار کی تعداد تین ہزار ننانوے ہے خود مصنف کا بیان ہے ؎

ہیں گی ابیات اوس کی تین ہزار   اور نود ونو بلا تکرار

اس میں مناقب اہلبیت بیان کئے گئے ہیں۔ عنوانات مع ترجمہ شرح روشنائی کے ہیں۔ کئی صفحات کے حاشیے پر
مراثی کا انتخاب اور بعض آیات قرآنی ہیں۔ کہیں کہیں جگہ خالی ہے شاید کچھ ابیات لکھنے سے رہ گئی ہوں گی۔

ریاض الجناں کا سنہ تصنیف ۱۲۰۷ھ ہے جس کی صراحت مثنوی کے اس شعر سے ہوتی ہے ؎

جب تھے بارا سو اور سات برس   تب بنا ہے یہ نسخہ اقدس

پروفیسر سروری نے تذکرہ مخطوطات جلد اول کے ص۵۵ پر یہی سنہ دیا ہے مگر نصیرالدین ہاشمی نے فہرست کتب
سالارجنگ کے ص۱۹۵ پر تاریخ تصنیف ۱۲۰۲ھ لکھی ہے حالانکہ یورپ میں دکنی مخطوطات کے ص۴۵۳ پر ریاض الجناں
میں وہ خود لکھ چکے ہیں کہ "اس کتاب کی تصنیف ۱۲۰۷ھ میں ہوئی"

زیر نظر مخطوطے کی ابتدا میں ۱۴ صفحہ کا نثری دیباچہ ہے اس میں ریاض الجناں کا سبب تصنیف تفصیل سے بیا
ہے شروع میں عربی کی مندرجہ ذیل کتابوں کا بیان ہے جو مناقب اہلبیت میں لکھی گئیں۔

۱۔ ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ مصنفہ حافظ علامہ محی الدین طبری شافعی
۲۔ فصول المہمہ فی معرفت الائمہ شیخ علامہ ابوالحسن شافعی
۳،۴۔ نظم درر السمطین ومعراج الوصول مصنفہ حافظ علامہ جمال الدین مدنی شافعی
۵۔ منہل العذب الروی فی مناقب اہل البیت النبوی علامہ حافظ شمس الدین سخاوی شافعی
۶۔ احیاء المیت بذکر فضائل اہل البیت مصنفہ جلال الدین سیوطی شافعی
۷۔ اشغال الزینت مصنفہ علامہ سیوطی شافعی
۸۔ ثغور الباسمہ فی مناقب السیدہ فاطمہ مصنفہ علامہ سیوطی شافعی
۹۔ تاریخ الخلفا علامہ سیوطی
۱۰۔ جواہر العقدین مصنفہ علامہ نورالدین سمہودی شافعی
۱۱۔ وفاء الوفا مصنفہ علامہ نورالدین سمہودی شافعی

۱۲ ۔ مراۃ الجنان مصنفہ امام عارف شیخ عبداللہ یافعی شافعی

۱۳ ۔ تاریخ کبیر مصنفہ حافظ عماد الدین ابن کثیر شافعی

۱۴ ۔ شرح قصیدہ ہمزیہ مصنفہ حافظ شہاب الدین ابن حجر مکی شافعی

۱۵ ۔ صواعق محرقہ " " " "

۱۶ ۔ عمدۃ الطالب فی نسب بنی طالب مصنفہ سید شہاب الدین حسنی شافعی

۱۷ ۔ معالم العترت النبویہ تصنیف حافظ عبدالعزیز حنبلی

مصنف نے لکھا ہے کہ یہ کتابیں معتبر ہیں اور ان میں سے اکثر کا مطالعہ کیا ہے ۔ اس کے بعد بیان کیا ہے کہ دکھنی زبان ولی ویلوری کی روضۃ الشہدا اور رشیدا کی روضۃ الاطہار صرف دو کتابیں نظم کی ہیں اور ان میں بھی اکثر غلط بیانات ہیں پھر نعت نے اپنی تصنیف ہشت بہشت اور لطیف الاسلوب المعروف محبوب القلوب کا ذکر کیا ہے اس کے بعد زیر نظر ب کے عنوانات کی تصریح کی ہے جس میں ایک مقدمہ اور بارہ روضے ہیں ۔ مقدمہ میں آل و اہلبیت کے لفظ کی تحقیق ہے پہلا نہ اہلبیت کرام کی تعریف و ثنا کی آیات کے بیان میں ہے دوسرے روضہ میں پیغمبر علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر ہے جو حضرت ہ زہرا و حضرت علی کی نسل کی برکت کے لئے کی گئی تھی تیسرے روضے میں حضور کی وصیت در بارہ کلام اللہ و عترت اور تھے روضے میں اہلبیت اطہار کا تازوں کی اور کشتی نوح کی طرح باعث نجات ہونا ظاہر کیا ہے پانچواں روضہ چار گلدستوں ہے چھٹے روضے میں حق سبحانہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی تفصیل ہے جس میں اہلبیت اطہار بے سابقہ عقاب جنت میں جائیں گے ویں روضے میں تین آٹھویں اور نویں روضے میں دو، دو، دسویں روضے میں تین گیارہویں روضے میں پانچ اور بارہویں ضے میں بھی پانچ خیاباں ہیں اس کے بعد خاتمہ ہے ۔

اس تفصیل کے بعد مصنف نے اپنے مختصر سے حالات لکھے ہیں جن کا اختصار یہ ہے کہ پندرہ سال کی عمر سے شاعری شروع اس وقت کوئی تخلص مقرر نہیں کیا تھا ۱۱۸۴ھ و ۱۱۸۵ھ میں ہشت بہشت کو نظم کیا اس میں اپنے نام کے جزو آخر "باقر" کو ص قرار دیا ۔ ۱۱۹۷ھ میں جب دیوان عربی تصنیف کرنا شروع کیا تو اپنا تخلص آگاہ رکھا ۔ اس تخلص کو عربی و فارسی کلام ؤ اور ریختے میں برابر کام میں لاتا رہا لیکن تتمہ رسائل ہشت بہشت (۱۲۰۶ھ) محبوب القلوب (۱۲۰۷ھ) اور ریاض الجنان باقر ہی قائم رکھا تاکہ یکسانیت برقرار ہے ۔

حالات مصنف ۔ مولوی محمد باقر آگاہ کے والد مولانا محمد مرتضیٰ بیجاپور سے ویلور آئے یہیں ۱۱۵۸ھ میں ان کی پیدائش ئی ۔ ابتدائی تعلیم اپنے چچا سے حاصل کی اس کے بعد شاہ ابوالحسن قربی متوفی ۱۱۸۲ھ سے تعلیم ظاہری بھی پائی اور استفادہ اکیا شاعری میں بھی وہ قربی ہی کے فیض یافتہ تھے ۔ نواب والاجاہ متوفی ۱۲۱۰ھ آگاہ کی اتنی قدر و منزلت کرتے تھے ںکو اپنے دو لڑکوں امیر الامرا وفات قبل از ۱۲۱۶ھ اور عمدۃ الامرا وفات ۱۲۱۶ھ کا اتالیق مقرر کر دیا تھا ۔ آخر میں ان کے

دبیرِ خاص ہو گئے تھے۔

آگاہ نے ۷۶ سال کی عمر پاکر سنہ ۱۲۲۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی تصنیفات کی تعداد تین سو سے اوپر بتائی جاتی ہے
۱۷ کتابیں اردو کی ہیں۔ فیض یافتگان و تلامذۂ آگاہ کا حلقہ بھی کافی وسیع ہے جن کی تفصیل دکنی شعراء کے تذکروں میں

ایک غلطی کا ازالہ۔ نصیر الدین ہاشمی نے "مدراس میں اردو" کے صفحہ ۲۵ کے فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ
"مخفی نہ رہے کہ آگاہ کے تصانیف کا سلسلہ سنہ ۱۱۰۵ھ سے ہو چکا تھا اس لئے ان کو اس دور (۱۱۰۰تا ۱۲۰۰ھ) میں
گیا ہے ورنہ ان کا انتقال تو سنہ ۱۲۲۱ھ میں ہوا ہے"

سمجھ میں نہیں آتا کہ آگاہ کی تصنیف کا آغاز ہاشمی صاحب نے ۱۱۰۵ھ میں کس طرح لکھ دیا جب کہ وہ اسی کتاب کے
صفحہ ۲۳ پر ان کا سن پیدائش سنہ ۱۱۵۰ھ لکھ چکے ہیں۔

آغاز۔ در حمد حضرت قیوم قدیر جل عن الشبہ والنظیر اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد مثنوی کا آغاز ان
سے ہوتا ہے ؎

اے تری بندگی میں کل وجود — کیا ملک کیا رسل، ہیں سربسجود
دیکھ تیری قدر کا سرِ عظیم — سر کئے اپنا انبیا تسلیم
ہے موکل تیری ولا پہ بلا — ہے ترا درد، اہلِ دل کا دوا
غم ترا عین شادمانی ہے — مایۂ عیش جاودانی ہے
عشق میں تیرے ہر کدورت و رنج — صفوت و انبساط کا ہے گنج

حمد و نعت، منقبت اہل عظام علی و اصحاب ماجدین و خلفاء راشدین و غوث الثقلین کے (۶۴) اشعار
ریاض الجنان کے سببِ تالیف پر روشنی ڈالی ہے اس کے بعد مقدمہ ہے پھر اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔

اختتام :۔ "دربیان اختتام ایں رسالۂ بابرکات و مناجات" کے عنوان کے تحت (۵۰) اشعار ہیں آخر اشعار

سات ایمان کے بجا مجکو — اس کے خدام میں اٹھا مجھکو
میری اولاد کو زبختِ بلند — دین و دنیا میں کر سعادت مند
جو ہیں اخوان و دوستاں میرے — بخش اون سب کو نعمتاں تیرے
اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام — کر مدام اپنو رحمت و انعام
صَلِّ یَا رَبَّنَا الرَّحِیمُ عَلیٰ — شَافِعُ الْکُلِّ اِلْقَاءِ غَرَا
وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ — اَلَّذِیْنَ اقْتَدَوْا بِاٰدَابِہٖ

ترقیمہ۔ روز جمعہ بوقت چاشت در قصبہ کپلی مرتب شد

تمت الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب المسمی بریاض الجنان من تصنیف مولانا باقر آگاہ ساکن ایلور بدست رکثیر تقصیر کمترین بندگان محبوب اللہ سید شاہ کریم اللہ المشہور بسید ولی محی الدین قادری غفر اللہ ذنوبہ دستر عیوبہ تحریر فی التاریخ دواز دہم شہر شوال المعظم ۱۲۷۵ھ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہگارم

ریاض الجنان کا ایک مخطوطہ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد کے کتب خانے میں ہے (فہرست اول ص۸۸) دوسرا مخطوطہ کتب خانہ سرسالار جنگ میں ہے (فہرست ص۹۱) یورپ میں بھی دو نسخے ہیں جن میں سے ایک برٹش میوزیم (۵۵۵) اور دوسرا پیرس لائبریری میں (ص۸۷)

قصہ چار درویش

سائز ۸ × ۵½ صفحات ۳۲۸ سطور (۱۵) سنہ تصنیف ۱۲۱۲/۱۲۱۴ھ سنہ کتابت ۱۲۸۷ھ

یہ مثنوی دکن کے ایک مشہور شاعر شوق کی ہے جس کے متعدد نسخے انجمن کے کتب خانے میں ہیں۔ اس مخطوطے میں عنوانات جہاں ایک موضوع کی ابیات ختم ہوتی ہیں دوسرے موضوع کی بیت اول کو سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے مثلاً

یہ ہے حمد کے بعد نعت رسول کہ ہے فرعِ کونین کا وہ اصول

یہ بیت سرخی سے لکھی ہے جو حمد کے اختتام اور نعت کے آغاز میں ہے

محی الدین زور مرحوم نے اس مثنوی کا سنہ تصنیف ۱۲۲۵ھ بتایا ہے "تذکرہ مخطوطات ادبیات اردو جلد اول ص۱۱۹" نصیر الدین ہاشمی نے بے چون وچرا تسلیم کرلیا ہے اور لکھ دیا ہے کہ "۱۲۲۵ھ میں یہ مثنوی شوق نے تصنیف کی ہے (دکن ص۴۲۱) لیکن یہ صحیح نہیں ہے خود مصنف نے اسی مثنوی میں آغاز واختتام تصنیف کی تشریح اس طرح کردی ہے ؎

عزم مثنوی جب کیا ابتدا اسے سال تاریخ صوری لکھا
تھے اثنا عشر کے تصدق سے بس احاد اور مآت بارا ہی بس
وہیں ہوئے رہ مثنوی کے قریب لکھا سال تاریخ لفظ غریب ۱۲۱۲ھ
ہوئی الغرض مثنوی جو تمام رکھا یادگار زمانہ تو نام

لقب اس کا دل نے کہا بے مثال — ہوا سال تاریخ کا پھر خیال
دو قطعے لکھا ہندی اور فارسی — ہر اک سالِ اتمام کی آرسی
چو شوقؔ ایں گہر ہائے شہوار سفت — کدورت زدلہائے بیتاب رفت
بدل سالِ اتمام ایں مثنوی — خرد (ہشتم ماہ شعباں) گفت
۱۲۱۴

زیر نظر مخطوطہ کا خط نستعلیق ہے اپنی مثنوی کے تعارف میں جو ابیات لکھی ہیں ان کا اختصار یہ ہے کہ جب عمر کا تینتیسو
سال شروع ہوا تو رطب اللسانی کا ملکہ پیدا ہوگیا اب خیال آیا کہ چہار درویش کے قصے کو نثر سے نظم میں تبدیل کیا جائے چنانچہ
مثنوی لکھی جو سیدھی سادی زبان میں ہے نہ کسی کے تتبع میں ہے اور نہ کسی کا جواب ہے۔ اور چونکہ جوانی کے ایام میں لکھی گئی ہے
اس لئے بڑھاپے کے رنگ شاعری سے خالی ہے۔ میں اس مثنوی پر فخر نہیں کرتا کیونکہ ایسی ایسی سیکڑوں مثنویاں کہہ سکتا ہوں۔

نہیں ہے صلے سے مجھے کس کے کام — مگر یہ کہیں دیکھ اسے خاص و عام
کہا خوب اے شوقؔ تیرے تئیں — ہزار آفریں آفریں آفریں

زور مرحوم لکھتے ہیں "مصنف نے اثنائے کتاب میں کہیں اپنا تخلص نہیں لکھا صرف مذکورہ قطعات تاریخی میں دو جگہ شوقؔ
تخلص استعمال کیا گیا ہے" مرحوم کو یہ شکایت اس بنا پر ہوئی کہ ان کے سامنے جو مخطوطہ تھا وہ ناقص الاول و ناقص الآخر تھا۔ زیر
نظر مخطوطہ میں مزید مقامات پر تخلص آیا ہے آغاز رہی ہیں بیت ۵۲ میں لکھتا ہے ؎

نہ باور کرے کوئی ابن الحسد — بتا شوقؔ تو محرفت کے عدد

ان ابیات میں بھی شوقؔ موجود ہے ؎

کیا عرض مطلب کو گو پے بہ پے — مگر التجا شوقؔ کی ایک ہے
الٰہی نہیں جاہ و حشمت کا ذوق — مگر کربلائی کا طالب ہو شوقؔ

ص ۵۳ پر یہ شعر آتا ہے

جنازے کے بالیں پہ وہ بیٹھ کر — ہوا شوقؔ کے شعر پہ نوحہ گر

نصیر الدین صاحب کا بیان ہے "اس کے کئی ہزار اشعار ہیں" (دکن میں اردو) لیکن شوقؔ نے کئی ہزار کو مطلق کے بدلے
مقید کر دیا ہے اور ایک بیت میں صاف صاف بتا دیا ہے کہ اس مثنوی میں تقریباً پانچ ہزار ابیات ہیں۔

شد ابیات ایں مثنوی چوں شمار — کم و بیش تحریر شد پنجہزار

ابیات کی صحیح تعداد (۴۹۸۰) ہے

شوقؔ نے اپنی مثنوی میں فارسی کے متعدد شعرا کی ابیات تضمین کی ہیں مثلاً ص ۳۶ پر ہے ؎

کروں انکشاف اس نئے راز کا — کہ ہے قول سعدیؔ شیراز کا

۲؎

میرا پیر دانائے مرشد شہاب — دو انداز فرمود بر روئے آب
یکے آں کہ در خلق بد بیں مباش — دویم آں کہ در خویش خود بیں مباش

ص۸۵ پر لکھا ہے ؎

گر اس کے قدموں پہ شادی سے جا — نظامی کے اشعار پڑھنے لگا
فرستادت اقبال من پیش من — زہے طالع دولت اندیش من
مرا دیدن تو بفر ہنگ ورائے — ہمایوں تر آمد ز فر ہمائے
عمل خانۂ دل، بفرمان تست — زباں ہم عملدار دیوان تست
خدایم دریں کار یاری دہاد — ز چشم بداں رستگاری دہاد

ص۹۵ پر پھر نظامی کی دو بیتیں تضمین کی ہیں ؎

نہ تھی گرد گویا کہ تھا گرد باد — نظامی کی بیتیں دلاتا تھا یاد
غبار زمیں بر ہوا راہ بست — عناں سلامت بروں شد ز دست
ز سم ستوراں دراں پہن دشت — زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

ص۱۰۲ پر دوبارہ شیخ سعدی سے استمداد کی ہے ؎

مجھے یاد آئے ہے اب بر محل — لکھے شیخ سعدی نے ہیں جو مثل
صوابست پیش از کشش بند کرد — کہ نتواں سر کشتہ پیوند کرد
بہ تندی سبک دست بردن بہ تیغ — بدنداں گزد پشت دست دریغ

ایک مقام پر سراج اورنگ آبادی کی بیت بھی تضمین کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ہو نومیدی دل کا میرے علاج — مری یہ دعا ہے بقول سراج

یہ مخطوطہ اگرچہ مکمل ہے یعنی ناقص الاول والآخر نہیں ہے لیکن کاتب نے وہ حصہ نقل کرنے سے چھوڑ دیا ہے جس میں مصنف نے اپنے حالات لکھے ہیں اس حصے میں (۱۲۱) ابیات تھیں ان ابیات کا ماحصل یہ ہے

حالات مصنف :- شوق کا نام محمد علی تھا جو پیدائش کے چھٹے دن رکھا گیا ۱۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے - نیکزات سے ان کی پیدائش کا سال برآمد ہوتا ہے - نصیر الدین ہاشمی نے سنہ پیدائش ۱۰۸۱ھ تحریر کیا ہے (دکن میں اردو ص۴۲۱) یہ اورنگ آباد میں پیدا ہوئے تھے آبا و اجداد مشہد کے رہنے والے تھے اور ننہال سبزوار کی تھی - ان کے والد جن کا نام اسلام خاں تھا شوق کو چار سال کا لے کر حیدر آباد چلے آئے وہ ۱۱۸۸ھ میں وفات پا گئے تو نظام علی خاں والی حیدر آباد نے علی کو خان کا خطاب عطا کیا اور منصب و جاگیر سے عزت بخشی - دسویں برس میں قرآن پاک پڑھ کر مولوی شاہ محمد وزیر

متوفی ۱۲۱۲ھ سے فارسی تعلیم حاصل کی۔ تیرہ سال کی عمر میں شعر و سخن کا چسکا ہوا اور اسد علی خاں تمنا متوفی ۱۲۴۴ھ کی شاگردی اختیار کی اس کے بعد خوش نویسی حاصل کرنے کا شوق ہوا اور حیدرآباد کے مشہور خوش نویس شاہ معین کی خدمت میں پہنچے اس وقت وہ چودہ سال کے تھے ۱۱۷۱ھ میں صمصام جنگ کی وفات کے بعد جب کہ وہ صرف سترہ سال کے تھے سفر کا سامنا ہوا دوران غریب الوطنی وہ ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو گئے مگر ایک حکیم حاذق طفیل بکار دگر تندرستی پائی اب وہ نواب سے رخصت ہو کر وطن کو لوٹے ۱۹ سال کی عمر تک وہ فراغت کے ساتھ حیدرآباد میں بود و باش رکھتے تھے بیسویں سال میں جنوب کی طرف سفر کا اتفاق ہوا یہاں جو مکان ان کے رہنے کو ملا وہ بہت ہی ناگفتہ بہ حالت میں تھا آخر شاہ سے اجازت لے کر واپس ہوئے دو برس پریشانی میں گزرے بائیس برس کی عمر میں خوش نویسوں کا خطاطی دیکھنے کا شوق پیدا ہو گیا یہ مشغلہ دس برس قائم رہا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ مثنوی لکھی۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ شوق نے کب اور کہاں وفات پائی۔

آغاز مثنوی۔ مثنوی کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے ؎

الٰہی تری حمد ہے بے قیاس — بشر کو کہاں ایسا ہوش و حواس
لکھے جو تری نظم تعریف کی — کہے نثر برجستہ توصیف کی
ہے از بس کہ وحدت نمایاں تری — تری حمد ہے خوب شایاں تری

اس حمد کی ابیات (۲۱) ہیں اس کے بعد نعت شروع ہوتی ہے جس کی آخری دو بیتیں یہ ہیں ؎

درود اس شہ نیک افعال پر — صلواۃ اور سلام اس کی ہی آل پر
اور اصحاب خاصان حق ان کے ہیں — کہ جن کے طفیل راستے صدق ہیں (؟)

نعت کے بعد حضرت علی کی منقبت بیان کی ہے جس کو اس بیت پر ختم کیا ہے ؎

جہاں کو ہے بس پنجتن سے نظام — علیہم صلواۃ و علیہ السلام

اب جم جاہ گردوں شکوہ نواب نظام علی خاں بہادر فتح جنگ والیٔ حیدرآباد کی مدح شروع ہوتی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ میر حسن نے اپنی مثنوی میں آصف الدولہ کی بخشش کا بیان ان الفاظ میں کیا ہے کہ انہوں نے ایک دن میں سات سو دوشالے انعام دیئے لیکن نواب نظام علی خاں نے ؎

امیروں سے لے تا بہ خدمت گزار — دوشالے دیئے آٹھ سے ایک بار

یہاں ایک بار کو مصنف نے اپنے خیال میں ایک آن تصور کیا ہے اس لئے کہتا ہے ؎

دیا سات سے اس نے گو ایک دن — ہر ایک آن کو روز کے بیٹھ گن
کہ ہے کتنے ہی آن کا دن شمار — نہ آنکھوں کو کر بند منہ کو پسار
ہزاروں سے افزوں ہے اس کا حساب — کہاں اس کی بخشش کی وہ لا دے تاب

یہ مدح اس دعائیہ پر ختم ہوتی ہے ؂

بحق نبی و بحق ولی — جہاں ہوئے اور ہو نظام علی
لڑائی سے جب گرم ہو سطح جنگ — ظفر یاب ہو جنگ پر فتح جنگ
نظام اس کے ہو دولت و ملک کو — ہو معدوم دنیا سے اس کا عدو

اس کے بعد نواب سہراب جنگ وزیر اعظم کی تعریف میں یوں رطب اللساں ہیں ؂

او سی شہ کو ہے ایک اعظم وزیر — سکندر کا جیسے ارسطو مشیر
ہے سہراب اس نام کا پائے نام — فلاطوں ہے اس کی خرد کا غلام

یہ تعریف (۱۳) ابیات میں ہے جس کے اختتام پر وہ ساقی کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ؂

مگر قصہ اک چار درویش کا — لکھا نثر میں سو تو مشہور تھا
مدد پر میں اللہ کی کر نظر — رکھا ہوں بنا اس کی ابیات پر
لے آیا اسے نظم میں نثر سے — کہ تا ہوے مقبول جو کوئی سنے
کیا فہم کے اپنے لائق بیاں — ہو اللہ بادی ہو المستعاں
سنو اے عزیزو نئی داستاں — یہی چار درویش کا ہے بیاں

چار درویش کی داستاں کے ختم پر ایک مناجات ہے۔ مناجات کے آخری ابیات یہ ہیں ؂

بصد شوق خاک درِ کربلا — کروں سرمۂ چشم روحی فدا
رہوں جب تلک زندگی ہے وہاں — پھر آخر کتنیں اے خدائے جہاں
مجھے کربلا میں تو مدفون کر — دعایہ اجابت سے مقرون کر
ملے پائنتی ایک جا قبروار — ضریح مبارک کی اے کردگار
خدایا بکن حشر من با امام — بحق محمد علیہ السلام
شد ابیات ایں مثنوی چوں شمار — کم و بیش تحریر شد پنج ہزار

ترقیمہ:۔ تمت تمام شد

ایں کتاب قصہ چار درویش نظم بحسب فرمائش حضرت قادراں بیگم صاحبہ نقل نویسی منجملہ یک صد شصت و پنج بخط ناقص سید البصار علی شاہ قادری المشہور چندہ صاحب شروع نوشت در ماہ صفر المظفر و باتمام لبست و ہفتم ماہ مذکور بروز یکشنبہ بوقت یک پاس اول تحریر شد ۱۲۸۱ھ اتمام یافت —

کلام شاکر

سائز ۷ × ۵ صفحات (۵۴) سطور (۱۷) تاریخ تصنیف ۱۳۴۲ھ تاریخ کتابت ۱۳۴۲ھ

یہ مجموعہ شاکر دہلوی کے کلام پر مشتمل ہے جو یکم فروری ۱۹۵۵ء کو عصمت میموریل پبلشر کراچی کی جانب سے مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ ہر نظم کے شروع میں اس کا وزن لکھا گیا ہے اگرچہ بحر کا نام نہیں دیا گیا۔ کتابت غالباً مصنف نے خود کی ہے کیونکہ چند مقامات قلمزدہ ہیں چونکہ آخری قطعہ تاریخ ۱۳۴۲ کا ہے اس لئے ہم نے تاریخ تصنیف و کتابت ۱۳۴۲ھ قرار دی ہے

حالات مصنف :۔ شاکر کا نام مرزا عنایت اللہ بیگ تھا ان کے دو بھائی اور تھے ایک کا نام علی مرزا بیگ تھا جو ۱۳۳۵ھ میں فوت ہوئے اور دوسرے مرزا عبدالصمد بیگ جو ذاکر تخلص کرتے تھے اور ۱۳۲۶ھ میں وفات پائی۔ ذاکر کا دیوان موسومہ "بہار نظم سخن" ۱۹۰۸ء میں ان کی وفات کے بعد مطبع نظام دکن حیدرآباد سے شائع ہوا ہے اس دیوان کو ذاکر نے ترتیب دیا تھا۔ اور اس کے سرورق پر یہ عبارت تحریر کی تھی "الحمدللہ دیوان سحر بیان مسرت بخش دل و جان از تصنیف مرزا عبدالصمد بیگ ذاکر ولد مرزا عبداللہ بیگ عرف مرزا دولہ نبیرہ مرزا مومن خاں صاحب مومن دہلوی" دیوان کے آخر میں شاکر کا قطعہ تاریخ طبع بھی ہے۔ شاکر دیوان کے دیباچہ میں کہتے ہیں "نواب افضل الدولہ مرزا افضل بیگ ان کے اور میرے دادا اکبر ثانی بادشاہ دہلی کی طرف سے بعہدۂ سفارت مامور ہو کر کلکتے میں نواب گورنر جنرل بہادر کے دربار میں متعین تھے مرزا افضل بیگ کے فرزند یعنی میرے اور مرزا عبدالصمد بیگ کے والد مرزا عبداللہ بیگ عرف مرزا دولہا، مرزا مومن بیگ مومن کے حقیقی ہمشیرزادے تھے" دیباچہ کی اس عبارت کے بعد شاکر کے نام و نسب کے بارے میں کسی اور تفصیل کی ضرورت نہیں۔

شاکر کو بیعت راج شاہ نام کے ایک بزرگ سے تھی جن کی وفات ۱۳۳۱ھ میں ہوئی (۱۲) اشعار کے ایک قطعہ تاریخ وفات میں شاکر نے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے یہ قطعہ اس مجموعہ میں موجود ہے۔

آغاز۔ سب سے پہلے مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ہے جس کے (۲۰) اشعار ہیں اس کے بعد قدسی، شمس تبریز، شاہزادہ قائم الملک قائم، محمد اکبر خاں اکبر میرٹھی اور خواجہ قمرالدین خاں عرف خواجہ مرزا خاں راقم کی غزلیات کے مخمس ہیں۔ پھر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے کریما کے (۲۰) اشعار کو مسدس میں کیا ہے اس کے بعد سے

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں   بلبل چہ گفت گل چہ شنید و صبا چہ کرد

کا ششم مصراعی ترجیع بند ہے اس میں ۱۴ بند ہیں پھر چار بند فارسی کے اور تین بند اردو کے اس انداز کے ہیں کہ ہر بند کو ایک ہے پر ختم کیا گیا ہے اب رباعیات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے کل ۸ رباعیاں ہیں ان میں ۴ وزن اخرب کی ہیں اور ۴ وزن اخرم کی ۲۷ دو بیتی ۲ سہ بیتی ایک چہار بیتی اور ایک پنج بیتی کل ۳۱ قطعات ہیں ان قطعات کے بعد قطعہ بابت ۱۳۳۹ھ، قطعہ بابت یج سرور کائنات صلعم، قطعہ بابت حکم اخفائے جنگ یونان ۱۹۲۰ء طغیانی رود موسیٰ ۱۹۰۸ء ہیں یہ قطعات کافی طویل ہیں طغیانی موسیٰ کے قطعہ کے آخر میں تاریخ بھی نکالی ہے ؎

بہر تاریخ طبع شد جویاں   گفت ہاتف ز غیب شاکر را
فسق عالم گرفت چوں بے کد   فتنہ برخاست از جوئے موسیٰ

شاکر اچھے تاریخ گو تھے۔ اس مجموعہ میں فتح سمرنا، فتح قسطنطنیہ، وفات مولوی عبداللہ شاہ ابن راج شاہ وفات اہ یونان، وفات مرشد خود راج شاہ، وفات عبدالصمد ذاکر، وفات مکرم علی مرزا کے متعدد قطعات ہیں جن کا سلسلہ ص ۴۵ پر تم ہوتا ہے ان کے آخر میں اپنے پیر میاں راج شاہ کی تعریف میں (۱۷) اشعار کا ایک قصیدہ لکھا ہے اس کے بعد دو صفحہ ل چھوڑ دیئے گئے ہیں ص ۴۹ پر مولوی عبداللہ شاہ کے انتقال کی مثنوی نما نظم ہے اس نظم میں متعدد عروضی غلطیاں ہیں ئے ؎

ولی تھے دیا کوئی ابدال تھے   انہیں دیکھ کر سارے حیران تھے

اس بیت میں قافیہ غلط ہے ؎

دلِ مومنوں کو جو کعبہ کہا   سکونت خدا اس میں ہے برملا

پہلے مصرعہ میں مومنوں کی جگہ "مومناں" چاہیئے تھا۔ دوسرے مصرعے میں "سکونت خدا" کا استعمال بغیر اضافت ع نہیں۔ اس نظم کے بعد ۷۰ رباعیاں فارسی زبان کی ہیں پہلی رباعی یہ ہے جس سے ان کی فارسی گوئی کا اندازہ ہوسکیگا ؎

نے مال نہ ملک تو خدا میخواہم   نے حور نہ باغ پر فضا میخواہم
کارم بہ بہشت نے بدوزخ حاشا   من حُبِّ حبیب تو خدا میخواہم

اختتام بر کلام شاکر فارسی کی اس رباعی پر ختم ہوتا ہے جسے بجنسہ نقل کیا جاتا ہے ؎

معشوق کو در پے آزار رہنیست   جز نیش زنی گلرخاں کار ہنیست
از دلربائی شکوہ کردں......   ہر گل را دیدم بے خار نیست

کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

مثنوی دانش افروز

سائز ۱۰ × ۶ ½ صفحات (۵۰۰) سطور (۱۶) سنہ تصنیف ۱۲۲۱ھ سنہ کتابت ×

یہ طویل مثنوی ملا حسینی کاشفی کی کلیلہ دمنہ فارسی کا منظوم ترجمہ ہے۔ ہر صفحہ کے چار کالم ہیں اس طرح ایک سطر میں دو بیتیں آگئی ہیں۔ بعض صفحات کے حاشیہ پر بھی کچھ ابیات لکھی گئی ہیں۔ کُل ابیات کی تعداد ۱۵ ہزار سے اوپر ہے مثنوی چودہ ابواب میں تقسیم کی گئی ہے۔ پوری کتاب ایک کاتب کی لکھی ہوئی نہیں معلوم ہوتی کچھ صفحات ایسے بھی ہیں جو بہت ہی شکستہ خط میں ہیں۔ رسم الخط سے قدامت آشکار ہے۔ گ کو ایک مرکز سے لکھا گیا ہے ٹ کے لئے۔ اوپر نیچے چار نقطے (::) ہیں۔ ہائے ہوز اور ہائے مخلوط کے لئے کوئی تخصیص نہیں ہے مثلاً ؎

نظر آیا اوسے یہ کرک جو نہیں ہوا سرتا بپا یہ زرد دول ہیں

جھپٹ کر صاف پھر ڈیرکی لے راہ کہ اس میں کرک بھی پہنچا ہی ہمراہ

نشان زدہ الفاظ سے قدیم و جدید طریقہ کتابت کا فرق معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ص ۱۲۰ کا بالائی حصہ دریدہ ہے جس کی وجہ سے تقریباً (۳۰) ابیات ضائع ہو گئی ہیں اس کے بعد ص ۲۱۵ سے ص ۲۳۴ تک ۲۰ صفحات اوپر کسی قدر کرم خوردہ ہیں ان (۲۰) ابیات پڑھی نہیں جا سکتیں۔

دانش افروز کے مصنف کی حیثیت سے صرف آفاق دہلوی کا نام لینا نا انصافی ہے کیونکہ اس کی تصنیف میں اس کے بھائی شہرت بھی نصف حصے کے مالک ہیں جیسا کہ اس مثنوی سے معلوم ہوتا ہے ذیل میں وہ ابیات نقل کی جاتی ہیں جو نہ صرف اس طرف اشارہ کرتی ہیں بلکہ وجہ تصنیف و سنہ تصنیف پر بھی روشنی ڈالتی ہیں۔ نواب شمس الامرا کی مدح کے بعد لکھا ہے ؎

زبان درفشاں سے اپنی مجکو کیا نواب نے ارشاد پھر تو

کلیلہ دمنہ یہ جو فارسی ہے عبارت اس کی گو جوں آرسی ہے

زبان ریختہ میں ہو اگر یہ تو سمجھے خوب اس کو ہر کہ و مہ

شنا بس میں نے پھر جو نہی ارشاد تو کہنے کی ہوئی مجھکو ہوس زیاد

عزیز از جاں برادر خان شہرت　　بیاں اس کی کروں کیا میں ذکاوت
بلاغت میں ہے یکتائے زمانہ　　فصاحت کا سبھوں میں اس کی دولہ
کبھی تصنیفِ کتاب اس نے بہ رسات　　رہا ہم فکر میرے وہ ہر اوقات
سنہ ہجری تھے بارہ سو پہ اکیس　　کہ موزوں یہ ہوئی با غور و تدلیس
بس ایسا ہی خدا نے پھر کیا کام　　کہ ہوئی سہ ماہ کے عرصہ میں اتمام
رکھا جب نام اس کا دانش افروز　　کہ تا اس سے ہر یک ہو بہرہ افروز

شہرت کے بارے میں صاحب گلزار آصفیہ نے لکھا ہے کہ آفاق و شہرت دو بھائی ہندوستان سے وارد حیدر آباد ہوئے (ص۴۹) اس سے عبارت سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ دونوں حقیقی بھائی ہوں گے لیکن یہ صحیح نہیں ہے شہرت کے والد اور آفاق [illegible] والدہ حقیقی بھائی بہن تھے جیسا کہ مجموعہ نغز کے مصنف قدرت اللہ قاسم لکھتے ہیں "از چندے با والد ماجد و فرزند ارجمند [illegible] شیرہ پدر والا قدر خود میر فرید الدین آفاق سلمہ اللہ الخلاق بنواح ممالک جنوبیہ شتافتہ آنجا مشق سخن از میر موسوم میکند" [illegible] عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شہرت کو آفاق کے ساتھ برادرانہ تعلق کے سا[تھ] استادی و شاگردی کا تعلق بھی تھا [illegible] م نے اپنے تذکرے میں شہرت کی سعادتمندی، شوخ طبعی اور ظرافت کی بہت تعریف کی ہے ان کا نام امیر بخش خاں لکھا [illegible] اور چار شعر ان کے کلام کے نمونے کے طور پر درج کئے ہیں ان کا ایک مطلع یہ ہے ؎

مکھڑے سے کب اٹھاتے ہیں تیرے نقاب ہم　　اے پُر حجاب اتنے نہیں بے حجاب ہم

حالات آفاق:- آفاق کا نام میر فرید الدین خلف سید بہا الدین تھا - مولوی کریم الدین کے طبقات الشعرائے ہند میں [illegible] جلال آباد کا متوطن اور نسلاً کشمیری لکھا گیا ہے (ص۳۵۳) لیکن یہ بات غلط ہے اصل یہ ہے کہ آفاق کے بزرگوں میں [illegible] صاحب شاہ سلیمان نام گزرے ہیں جن کا تخلص صاحب خمخانۂ جاوید نے اولیا بتایا ہے غالباً فراق کو انہیں سے [illegible] بھی تھی جیسا کہ ان کی مثنوی سے ظاہر ہوتا ہے وہ جلال آباد کے ساکن اور کشمیری النسل تھے مجموعہ نغز کی اس عبارت سے اس کی تصدیق [illegible] ہے -

از اقربائے شاہ سلیمان مرحوم ساکن جلال آباد است و ایں بزرگ مردے بود درویش صورت و فرشتہ سیرت ـــــ اصلش خطہ کشمیر و مواد کش نیز آں جنت نظیر است ۔ (ص۳۸)

اس عبارت کے بعد لکھا ہے " ایں میر فرید الدین جوانے است بس متین" ظاہر ہے کہ سطور بالا کا تعلق آفاق سے [illegible] بلکہ شاہ سلیمان سے ہے -

صاحب گلزار آصفیہ کا یہ بیان بھی ہے کہ " آفاق نے اپنے استاد قایم کی غزل کی تضمین کی تھی " لیکن مجموعہ نغز سے اس کی [illegible] نہیں ہوتی - قاسم نے ان کو حکیم ثنار اللہ خاں فراق کا شاگرد ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ فراق کے اشارے سے ان (قاسم)

کو بھی کلام دکھایا ہے اصل عبارت یہ ہے۔

"شاگرد رشید محبت سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق ہست بہ ایں عاصی با نواع المعاصی"

"خیلے با اخلاق پیش می آمد و اکثر بہ اشارہ آں محبت کیش اشعار خویش از نظرم می گزراند"

تیرھویں صدی ہجری کا آغاز دہلی کے اہل کمال کے لئے بڑا نامبارک تھا۔ سیر تقی، مرزا سودا، میر سوز، قائم، ب حسن مصحفی، انشا، جرأت تمام نامور شعراء دہلی کو خیرباد کہہ کر اضلاع مشرق کی طرف جا چکے تھے آفاق نے س ہوگا کہ ادھر ان کے لئے گنجائش نکلنا مشکل ہے اس لئے جنوب کا رخ کیا۔ وہ حیدرآباد کس سنہ میں پہنچے یہ مشکل ہے مگر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ زمانہ ۱۲۱۵ھ اور ۱۲۱۹ھ کے درمیان کا ہونا چاہیئے کیونکہ بموجب مجموعہ ن وہ مشیر الملک ارسطو جاہ کے ملازموں میں شامل ہو گئے تھے اور مشیر الملک کا دوسرا دور سنہ ۱۲۱۹ھ سے تک ہے مجموعہ نغز کی عبارت یہ ہے۔

از چندے در ممالک جنوبیہ ملازم مشیر الملک شدہ قصائد چند در مدح اوگفتہ و جائزہائے نمایاں یافتہ۔ مشیر الملک ارسطو جاہ کے مداحوں میں ان کے بھائی شاگرد شہرت بھی شامل تھے۔

مشیر الملک کے بعد آفاق شمس الامرا نواب شمس الدین خاں کے متوسلین میں شامل ہو گئے بہ زمانہ سکند کا تھا جن کا دور حکومت ۱۲۱۹ھ سے ۱۲۴۳ھ تک رہا۔

دہلی سے حیدرآباد جانے کا بیان آفاق نے دانش افروز میں صراحت سے نہیں کیا صرف اشارہ کر دیا ہے۔

آفاق نے ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی میر شمس الدین فیض حیدرآبادی نے تاریخ وفات لکھی جو اس مصرع سے برآمد ہوتی ہے۔

زاقصائے آفاق آفاق رفت

داستان ادب حیدرآباد کے مولف نے آفاق کی پانچ تصنیفات کا ذکر کیا ہے جو دستیاب ہوتی ہیں (۱) دیو ریختی ۱۲۴۹ھ (۲) گلدستہ مجلس ۱۲۳۰ھ (۳) مجموعہ قصائد مثنوی خواب وخیال (۵) کلیات آفاق۔ یہ مثنوی دا افروز ان کی چھوٹی تصنیف ہے اور شاید کسی دوسرے کتب خانے میں اس کا کوئی مخطوطہ موجود نہیں ہے۔

آغاز :- مثنوی کا آغاز حمد سے اس طرح کیا گیا ہے

الٰہی وہ منزہ ہے تری ذات — کہ جس سے کل کی برآتی ہیں حاجات
ہر یک کا رازِ دل تجھ پہ ہے ظاہر — ہر یک شے سے ہے تو ہی خوب ماہر
کروں صفت و صفتوں کا تیری کیا بیاں — کہ ہوں سرتا بپا قاصر زباں میں
مری سوسن نمط گر سو زباں ہوں — نہ تو بھی وصف کچھ تیرے بیاں ہوں

یہ حمد بڑی طویل ہے جس میں (۵۸) ابیات ہیں اس کے بعد نعت سرور کائنات اور منقبت غوث الاعظم لکھی ہے پھر شاہ دکن (   ) کی توصیف کا آغاز اس بیت سے کیا ہے ؎

صفت شاہ دکن کی ہے یہ آغاز　　سماعت کر اسے اے یار دمساز
بہار فصل گل کا آج ہے جوش　　ئے عشرت سے ہے ہر ایک مدہوش

اختتام میں دعا ہے جس میں نام بھی آگیا ہے ؎

سکندر جاہ با صد حشمت و جاہ　　کرے فرماں روائی حسب دلخواہ

اب آفاق وطن چھوڑنے کا ذکر کرتے ہیں ؎

لکھوں احوال اب اپنا یہاں سے　　کہ آیا کیونکہ میں ہندوستاں سے
رہیں تھے شاہجہاں آباد میں ہم　　مقابل جس کے کوئی شہر ہے کم

یہاں سے دہلی شہر کی ہمہ جہتی تعریف کی ہے جس کا اختتام فارسی کی اس بیت پر ہوتا ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است　　ہمیں است ہمیں است ہمیں است

اسی سلسلے میں کہتے ہیں ؎

کہوں کیا انقلابات زمانہ　　ہوا برہم یہ سارا کارخانہ
ہوئے ایسے سے پھر تو اتفاقات　　کہ اٹھا آب و دانہ واں سے ہیہات
ہوا القصہ جب واں سے روانہ　　کہوں کیا طول ہے اس کا فسانہ
غرض پہنچا میں جب اس شہر میں آ　　تو اس کو غیرت گلزار دیکھا

اس کے بعد نواب شمس الامرا کی خدمت میں پہنچنے اور کلیلہ و دمنہ کا ترجمہ کرنے کا ذکر کیا ہے جس کے بعض ابیات اوپر
رج کی جا چکی ہیں۔ یہاں سے آفاق نے کلیلہ دمنہ کی منزل بمنزل کہانی بیان کی ہے یعنی سب سے پہلے حکیم بیدپا برہمن نے
ے دابشلیم اپنے بادشاہ کے لئے ہندی میں ایک کتاب تیار کی جس پر رائے دابشلیم عمل کرتا تھا نوشیرواں نے
پنے زمانے میں اس کتاب کی شہرت سنکر ایک مصاحب برزویہ کو ہندوستان بھیجا جو کئی سال میں اس کو ہندوستان
سے لیکر گیا اور پہلوی میں ترجمہ کیا اس کے مطابق نوشیرواں نے حکمرانی کی اور عادل لقب پایا۔ عباسیوں کے عہد میں
جعفر نے حسن عبداللہ ایک فاضل سے اس کا ترجمہ تازی زبان میں کرایا لیکن اس کی زبان مشکل تھی اس لئے اسی قبیلے
ایک اور بادشاہ نے اسے عام فہم زبان تازی میں تبدیل کرایا آخر رودکی اور نصراللہ نے بحکم بہرام شاہ لکھا پھر بھی[5]

عبارت اس کی تھی ہر چند فائق　　دلے کھلتے نہ تھے اس کے دقائق

آخرکار حسینی کاشفی کو سلطان حسن نے اس کام پر مامور کیا اور انہوں نے چودہ ابواب میں اسے نظم کیا اسی

کا ترجمہ نواب شمس الامرا کے حکم سے آفاق نے کیا ہے ۔

آخر کے چند اوراق ضائع ہو چکے ہیں موجودہ حالت میں دانش افروز کا خاتمہ ان ابیات پر ہوا ہے ؎

اسی کے فضل پہ رکھتا تھا امید ہوئی اس کی ہی مجھ پر صرف تائید
کہ اس صورت سے اب میں آکے یکبار ہوا ہوں اس ولایت کا سزاوار

ترقیمہ :- کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے ۔

ہمارے معاصر

اس بار ہم معاصر "نوائے وقت" کا ایک تراشہ پیش کر رہے ہیں۔ جس میں
مشرقی پاکستان میں اردو کی مقبولیت کی تفصیلات دی گئی ہیں

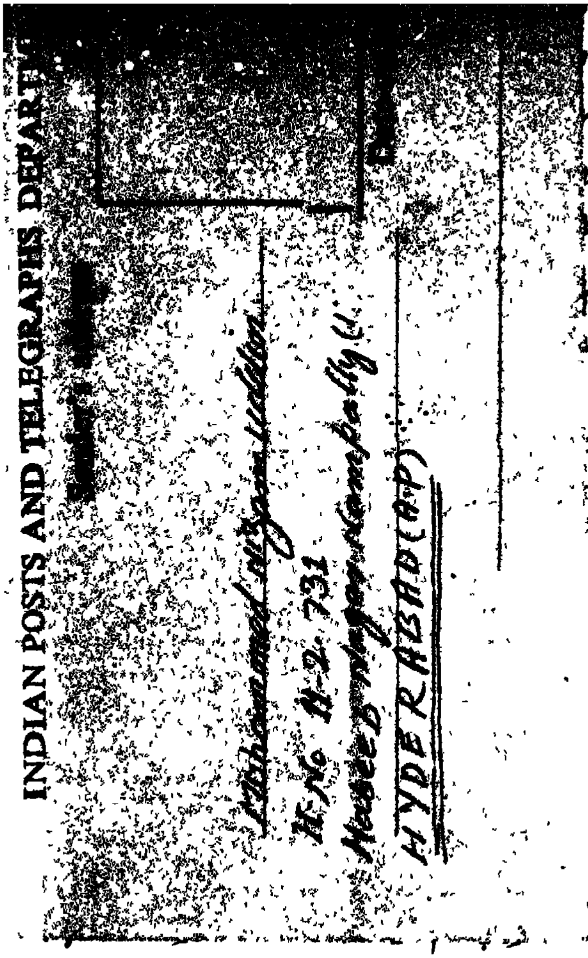
- ادارہ -

مشرقی پاکستان کے لوگوں کی بڑی اکثریت اردو سے مانوس ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دور افتادہ دیہات میں بھی اردو بول چال عام ہوتی جا رہی ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں اردو کی تعلیم زور و شور سے جاری ہے۔ خصوصاً یہاں کا نوجوان طبقہ اردو فلموں اور گانوں کا بے حد شائق ہے اور تفریح کی اوقات میں وہ بر سر عام اردو گانوں سے جی بہلاتا نظر آتا ہے۔ ہوٹلوں اور چائے خانوں میں گاہکوں کی دلبستگی کیلئے اردو گانوں کی ریکارڈنگ ایک معمول بن چکی ہے یہاں کے فن کار، ادیب، شاعر، مغنی اور گویئے بھی اردو سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور اردو بنگلہ کے امتزاج سے ایک نئی اور پیاری زبان جنم لے رہی ہے۔ جس کی ہلکی سی جھلک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"ہمارا گرام کا آدمی لوگ سب اچھا ہے۔ جو بولا ہے صاحب ہم وہی کرے گا۔
تمہارا باپ تھوڑا پیسہ دینے کو بولا تھا۔ ہم تمہارا بات ٹھو سمجھ گیا۔ لیکن ہم اتنا پیسہ
دینے نہیں سکتا ہے"

خواتین و طالبات میں بھی اردو سیکھنے اور بولنے کا شوق پیدا ہو چکا ہے۔ بنگالی لب و لہجہ میں ان کی ٹوٹی پھوٹی اردو نہایت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کے باشندوں کو اردو سے نہ پہلے نفرت تھی۔ اور نہ اب ہے۔ وہ اردو کو ایک مقدس زبان تصور کرتے ہیں۔ جہاں تک بنگلہ کو سرکاری زبان کا درجہ عطا کرنے کا تعلق ہے اس مطالبہ کے پس منظر میں دراصل سیاسی و معاشی اسباب کار فرما تھے۔ آج بھی مشرقی پاکستان کے ہزاروں مدارس میں ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ اور یہاں کے علما و صوفیائے کرام اردو کی ترویج و اشاعت میں پہلے سے کہیں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ درحقیقت اردو اپنی مخفی خوبیوں اور صلاحیتوں کے باعث خود بخود یہاں کے باشندوں کے دلوں میں گھر کرتی جا رہی ہے۔ اور وہ دن نیاذ

دور نہیں ہے جب اردو مشرقی پاکستان کے ہر گھر میں رائج ہو جا



مشرقی پاکستان میں اردو کے شعرا و ادیبوں کی بڑی تعداد موجو

بنگال سے ہجرت کر کے آنے والے بعض ایسے حضرات بھی اچھے خاصے ادیب

آج مشرقی پاکستان میں ہونہار، مشاق، تجربہ کار اور باصلاحیت اہل قلم

دیدہ زیب پھول کھلائے ہیں کہ بے ساختہ داد دینی پڑتی ہے۔ مگر نشر

میں پڑے ہیں۔ نہ تو یہاں آج تک اردو کا کوئی معیاری اخبار نکل سکا

جو غیر مانوس کتابت و چھپائی کے باعث تعلیم یافتہ طبقہ میں غیر مقبول

اور ناقدین عام طور پر اپنے رشحات فکر کی طباعت کے لئے مغربی پاکستا

تو کوئی خاص ہمت افزائی نہیں۔

اردو کے پرانے اور نئے شعرا میں ڈاکٹر عندلیب شادانی، پرو

ماہ پوری، عاصف بنارسی، حامد دانا پوری۔ سرور بارہ بنکوی، نظی

الدین محمد، خواجہ عادل، اصغر علی غافل۔ تمنا عمادی۔ رفیع احمد فدائی۔ ا

امیر الاسلام شرقی، منیر گیاوی، بانو اختر شہود، عم امارہ اور اختر پیامی۔

عیاذ عاصمی، عم امارہ، بانو اختر شہود، زین العابدین، شبیر علوی،

ڈاکٹر عندلیب شادانی، نذیر صدیقی، یوسف حسین۔ ڈاکٹر آفتاب احم

میں ہوتا ہے۔ متذکرہ شعرا و ادیبوں میں بعض کئی کئی تصانیف کے ا

مشرقی پاکستان میں بنگلہ زبان کو عربی رسم الخط میں لکھ

کہ آپ کو اس کام کے لئے خواب میں بشارت ہوئی تھی۔ آپ کی تحریک کا مقصد بنگلہ کو عربی رسم الخط سے روشناس کرانے کے علاوہ اسے برہمن سنسکرت اور ہندو دیومالائی اثرات سے پاک کرنا تھا۔ اس تحریک کو پاک بنگلہ تحریک کا نام دیا جاتا ہے۔ بھاشا اندولن سے قبل تک پاک بنگ تحریک خاصا زور پکڑ چکی تھی۔ اور کسی حد تک عوامی تائید و حمایت حاصل ہونے کے علاوہ اسے حکومت کی ہمدردی بھی حاصل تھی۔ لیکن اس کے ا — انتہا پسندوں کی شدید مخالفت و ریشہ دوانیوں کے باعث یہ تحریک کچھ دب گئی لیکن چند باہمت بزرگوں کی مساعی کی وجہ سے پاک بنگلہ تحریک ہنوز زندہ ہے اس وقت مشرقی پاکستان میں متذکرہ تحریک کے روح رواں ممتاز ماہر تعلیم اور انجمن حروف القرآن مشرقی پاکستان کے سکر چودھری نجم الحسن ہیں۔ چودھری صاحب سلہٹ کے رہنے والے ہیں۔ دوران ملازمت میں وہ کئی اہم تعلیمی عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ ملاز

ے ریٹائر ہونے کے بعد سے وہ پاک بنگلہ تحریک کو کامیاب و مقبول عام بنانے کے لئے مشنری جذبہ کے ساتھ معروف ہیں۔ انہوں نے اپنی
یہ زندگی اس کام کے لئے وقف کر دی ہے۔ اور وہ انتہائی بے سروسامانی و کس مپرسی کے عالم میں بھی کام کر رہے ہیں تجربہ کے بعد مجوزہ تحریک
قع سے زیادہ کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ بنگلہ کی متعدد کتابیں عربی رسم الخط میں شائع کی جا چکی ہیں۔ چودھری صاحب کو اس بات کا گہرا احساس ہو
پاک بنگلہ تحریک قومی و ملی نکتہ نظر سے نہایت اہم ہے۔ اور اس کی کامیابی سے جہاں ایک طرف بنگلہ کو گوناگوں فائدہ ہوگا تو دوسری طرف ملک
دونوں خطوں کے اتحاد و یکجہتی کو بھی غیر معمولی تقویت پہنچے گی ان کی باتوں سے عزم و یقین کی عکاسی ہوتی ہے۔ گرچہ وہ اپنی عمر کی اس
زل میں داخل ہو چکے ہیں۔ جہاں پہنچ کر انسان عموماً سست و کاہل الوجود ہو جاتا ہے۔ لیکن چودھری صاحب اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے جوانی
سی تیزی اور پھرتی سے کام کر رہے ہیں۔ اور یہاں کا اسلام پسند طبقہ اس تحریک کو قدر و احترام کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔

(نوائے وقت
۱۸ مئی ۶۳ء)

کلامِ غالب (نسخہ قدوائی)

مرتبہ

جلیل قدوائی

شعروں میں بہت سی ایسی باتیں بھی ادا ہو جاتی ہیں جو انسان کی مشترک عالمگیر اور دائمی قدروں کی حامل ہوتی ہیں۔ ایک ذہین انسان جب ان امکانات کو ذہن میں رکھ کر شعری انتخاب کرتا ہے تو یہ انتخاب ہم سب کا انتخاب ہو جاتا ہے

خوبصورت ٹائپ کی طباعت۔ مجلد۔ قیمت تین روپے

ادارۂ نگارش و مطبوعات
بی ۸۵۔ پلاٹ "بی" نارتھ ناظم آباد کراچی

نئی مطبوعات

سرودِ جاں

مصنف:۔ اختر انصاری (دہلوی)
ملنے کا پتہ:۔ لاہور بک ڈپو۔ اورنگ زیب مارکیٹ ۔ کراچی
قیمت:۔ دو روپیہ پچاس پیسے

سرودِ جاں غزلیات کا مجموعہ ہے اور اس میں ۱۹۴۲ء سے ۱۹۶۱ء تک کی ۷۳ غزلیں شامل ہیں اختر انصاری ہمیشہ سا
اور اعتدلال پسندی کے عادی رہے ہیں۔ اسی لئے وہ ترقی پسند تحریک کے تمام پرآشوب ادوار میں اُن سے ہمدردی رکھتے ہوئے
اس جھنجھلاہٹ، جھلاہٹ، نری خارجیت اور نعرہ بازی کا شکار نہیں ہوئے جو اس دور کا عام رویہ تھا۔ لیکن وہ شعر کہنے میں چونکہ
سست رہے ہیں۔ لہٰذا اُن کی یہ صفت اُن کی شہرت میں حارج ہوتی رہی ہے۔ جس طرح وہ اُس زمانے میں اچھا کہنے والوں میں شم
ہتے آج بھی اسی طرح اچھا کہنے اور شعر محسوس کرنے والوں میں اُن کا شمار ہوتا ہے۔ یہ ستھرا پن ان کی شخصیت کا جزو بھی ہے۔ اسی
کی غزلوں میں وہ بے ساختگی اور آگ نہیں ملتی جو شاعر کو ہر چیز سے بیگانہ بنا کر فن کی بھٹی میں سلگنے کے لئے چھوڑ دیتی ہے۔ اُا
پن اتنا شعوری ہے کہ کہیں کہیں مصنوعی معلوم ہونے لگتا ہے۔ وہ ہمیشہ قطعہ لکھتے رہے ہیں۔ جو اُن کے مزاج میں اتنا راسخ
ہے کہ عموماً اُن کی غزلوں میں قطعہ کی طرح موضوع کا دروبست تک ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی غزلوں میں ردیفیں قار
کو اپنی طرف فوراً متوجہ کر لیتی ہیں۔ مثلاً 'مارے گئے' کی ردیف میں اُن کی دو غزلیں ہیں۔ اسی طرح 'پوچھتے کیا ہو'۔ 'دیکھتے'
'سوچتے کیا ہو' میں اُن کی تین الگ الگ غزلیں ہیں۔ اور "حیات دل کے لہو سے رچائی جاتی ہے" "صدا کچھ ایسی میرے گوش
آتی ہے" "وہ کرب جس کو یہ سمجھے تھے ہم کہ ذاتی ہے" ایک ہی موڈ اور ایک کیفیت اور موضوع کی تکرار کا کرشمہ ہے۔ لیکن تکرار

...س دلاتے ہوئے بھی اُن کا یہ مجموعہ حسن سنبھلی ہوئی کیفیت اور شعری ترنّم کا احساس دلاتا ہے۔ وہ اختر انصاری کی غزل آشنائی ...بصورت ثبوت ہیں۔

ترقی پسند تحریک کے بہت کم شعراء میں اچھی غزل کہنے کا ملکہ تھا۔ میرے خیال میں جذبی ۔ فیض اور مجاز کے بعد اس دور کے شعراء ...ب سے اچھی غزلیں اختر انصاری ہی نے کہی ہیں ۔ گو کہ یہ غزلیں زیادہ تر ۱۹۵۲ء کے بعد ہی کی ہیں۔

سرود جاں اس دور ابتری میں پڑھنے والوں کو سکون اور شعریت مہیا کرتی ہے جو شاعری کا منصب بھی ہے اور حسن بھی۔ اور ...ن کو برقرار رکھنے میں مکتبۂ اسلوب نے بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ ڈھائی روپے میں اچھی ۔ خوبصورت اور سجل غزلوں کا یہ مہنگے داموں بُری شاعری، بیچنے والوں پر ایک طنز بھی ہے۔ آپ کو اس مجموعہ کا ایک شعر تو پہلے ہی سے یاد ہوگا۔

یادِ ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

لہٰذا اب اُن کے ماضی کے اصل آئینہ دار مجموعے کا ذکر زیادہ مناسب ہوگا۔

(ش ۔ ا)

زمین

...:۔ اختر انصاری (دہلوی)

...:۔ لاہور بک ڈپو ۔ اورنگ زیب مارکیٹ ۔ کراچی

:۔ ایک سو چھتیس

ا۔ تین روپیہ

...ٹری زمین اختر انصاری کے ۱۵۰ قطعات پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۹۳۰ء سے ۱۹۵۹ء تک کے قطعات شامل ہیں۔ اختر ...کی اصل شخصیت اور شہرت قطعہ نگاری رہی ہے۔ جدید دور میں جب نظم نگاری کا فروغ ہوا ہے تو بیشتر اردو اصناف ...راموش کی حیثیت اختیار کر گئی تھیں۔ لیکن اس دور میں رباعیات کا اچھا خاصا ذخیرہ مل جاتا ہے اور بہتر صورت میں بھی ...نگاری روبہ زوال ہو چکی تھی۔ اختر انصاری اس لحاظ سے قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اس صنف کو نہ صرف زندہ رکھا ...دور کے تمام ذہنی اور جذباتی مسائل کا ذریعۂ اظہار بھی بنایا۔

قطعہ نگاری موضوعات اور خیالات کو پیش کرنے کا بہترین سانچہ مہیا کرتی ہے۔ اسی لئے اختر انصاری کے قطعات میں ...وضوعات پر مربوط اور مفکرانہ خیالات کا اظہار بھی ملتا ہے۔ اختر انصاری جدید دور کے شاعر ہیں۔ اور ان کی شاعری سماجی

شعور کا اظہار کرتی ہے جس کا سب سے گہرا اور نمایاں پرتو اُن کے قطعات میں ملتا ہے۔

اختر انصاری کی ذات اس زمانے کے برخلاف "رجائی" رویّہ نہیں رکھتی بلکہ قنوطیت کا شکار ہے۔ گو کہ یہ قنوطیت زیادہ تر ا رہی ہے۔ اس لحاظ سے وہ فانی کے تصورِ حیات کے خوشہ چیں کہے جا سکتے ہیں۔ قنوطیت، یاس اور افسردگی اُن کی شخصیت کے رگ میں نہیں اتری ہے بلکہ ذہنی سطح پر کہیں جبر اور کہیں مایوسی کا اظہار بن جاتی ہے۔ اُن کے سارے فکری گوشوں کا منتہا ایک یاس زدہ شع کا اظہار ہے۔ جو سماجی عوامل کے ساتھ مل کر ان کے بیشتر قطعات میں طنز بنکر ابھرتی ہے۔

اس لحاظ سے یہ مجموعہ ایک قابلِ قدر مجموعہ ہے کہ اس میں اردو کی ایک اہم صنف کو ایک خاص دور کے سماجی عوامل کا اظ بنایا گیا ہے اور اس دور کی زندگی کے ایسے گوشوں کو نمایاں کیا گیا ہے۔ جس سے ناکامی۔ افسردگی۔ ریاکاری اور روحانی رد پر طنز کا کام لیا گیا ہے۔ جو زندگی کے بعض اہم گوشوں کی نقاب کشائی کرتی ہے۔ لیجئے وہ قطعہ سنئے جس پر اس مجموعہ کا نام رکھا گ

یہ تری تخلیق نافرجام، یہ ٹیڑھی زمیں
حشر تک ٹیڑھی رہے گی اس میں تو معذور ہے
آ کہ سینے سے لگا لیں خالقِ برحق تجھے
جتنے ہم مجبور ہیں، اتنا ہی تو مجبور ہے

(ش۔ا)

پتھر کی لکیر

مصنف:۔ سرشار صدیقی

ناشر :- ہمارا ادارہ۔ کراچی ۲۵

صفحات :- ایک سو دو

قیمت :- دو روپیہ

یہ سرشار صدیقی کا پہلا مجموعہ کلام ہے جو ۳۳ نظموں اور ۱۳ غزلوں پر مشتمل ہے۔ اُن کا نام ادب کے حلقوں میں غیر معروف نہ وہ ایک زمانے میں تقریباً ہر رسالے میں چھپے ہیں۔ اور آخری زمانے کے اُن ترقی پسند شعراء میں اُن کا شمار ہوتا ہے۔ جنہوں نے خالص اور نعرہ بازی سے اجتناب کیا ہے۔ اُن کی شاعری نظریاتی کم اور روحانی زیادہ ہے۔ لیکن اُن کی یہ صفت قابلِ تحسین ہے کہ انہوں رومانیت نظریہ کی تبلیغ میں استعمال نہیں کی ہے، لیکن اپنے موضوعات اور رویّے کے لحاظ سے وہ خالص ترقی پسند شاعر ہے اُن کا یہ مجموعہ اس وقت شائع ہوا ہے۔ جب ترقی پسندی کو ٹکسال باہر قرار دیا جا چکا ہے۔ اس لئے یہ مجموعہ شاید ادب میں تو نہ بن سکے۔ لیکن اس اعتبار سے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے کہ ایسے دور میں بھی ایک تحریک کے مٹتے مٹتے سے نقوش پتھر کی لکیر بن کر

یں ۔

سرشار کا کلام پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ اگرچہ اُن کے کلام میں موضوعات کا تنوع خاصا ہے مگر وہ کوئی گہرا احساس بیدار کرنے
ہے ۔ کوئی گہرا جذبہ، اعلیٰ خیال نظریہ کا حکیمانہ شعور، فکری بلندی اور جذبات و احساسات کی نہیں اُن کے کلام میں نہیں ملتیں ۔
ب دبی دبی سی آگ، ایک رومانی لہجہ، ایک نغمگی اُن کی بعض نظموں کا امتیاز ہے ۔ جس پر تقریباً تمام اہم ترقی پسند اور نئے
ثر خاصا نمایاں نظر آتا ہے ۔ فیض، مجاز اور راشد کے اثرات اُن کے کلام میں اُن کے موضوعات میں اس طرح ابھرتے ہیں کہ
ہوتا ہے کہ کہیں سرشار نے اُن کی نظموں کو سامنے رکھ کر تو نظمیں نہیں کہہ دی ہیں ۔ لیکن اُن کا رومانی رویہ اس کو سنبھال لیتا
رشار کے کلام کو متوازی کلام کہنا زیادہ مناسب ہوگا جس نے نظریہ اور رومانیت کے امتزاج سے نئے شعرا کو بدلے ہوئے
ن ایک بار پھر تازہ کر دیا ہے ۔

اس مجموعے سے فراموش کہانیاں ایک بار پھر ذہن میں جاگ اٹھتی ہیں گو کہ ذوق تشنہ ہی رہ جاتا ہے ۔

(ش ۔ ا)

خیال

:۔ شمیم جاوید

:۔ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سکنڈری ایجوکیشن

:۔ ۶۸

ماہچہ :۔ ۶۲ پیسے

ینلاہ :۔ چھ روپے

کسی تعلیمی ادارے کا آرگن ایک اہم اور مفید خدمت کو انجام دیتا ہے ۔ اور جبکہ تعلیمی ادارے کی اہمیت کا سوال ہو تو یہ
ر بھی قابلِ ستائش ہو جاتی ہے ۔ فکر و خیال کے مدیر شمیم جاوید صاحب خود خاصے مشہور شاعر ہیں ۔ اور انہوں نے اس پرچے
ی محنت اور سلیقے سے مرتب کیا ہے ۔ ہمارے یہاں تعلیم کا موضوع اس قدر پیچیدہ اور الجھا ہوا ہے کہ اس پر نہ صرف ملک
رین تعلیم کے خیالات کی ضرورت ہے ۔ بلکہ مختلف شعبوں میں کام کرنے والے ان مخلص افراد کے خیالات کی اشاعت بھی ضروری
د تعلیمی اور علمی کوششوں اور ترقی کے لئے مفید مشورے دے سکتے ہیں ۔
فکر و خیال کے اس پہلے شمارے میں سوائے دو مضامین کے باقی سب وہی ہے جو کسی بھی عام ادبی پرچے کی روایت ہے
مضامین ۔ غزلیں ۔ نظمیں اور افسانے ۔ ہمیں امید ہے ۔ کہ شمیم جاوید صاحب اس پرچے کو تعلیم کے اہم مسائل کا آئینہ دار

بنائیں گے اور اس سے مفید کام لینے کی سعی کریں گے۔

(ش-ا)

دساتیر عالم

دساتیر عالم جو پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے اس میں دنیا کے تمام اہم دساتیر جن کا مطالعہ مختلف جامعات کے بی اے بی اے (آنرز) ایم اے، ایل ایل بی، اور ایل ایل ایم کے تعلیمی نصابوں میں شامل ہے بڑی تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے اور ہر موزوں مقام پر مصنف نے اس تقابلی مطالعہ کے دوران مختلف مکاتب خیال کے مطالعہ کے ساتھ ذاتی نقطہ نظر کو بڑے اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ کتاب واقعی اس لائق ہے کہ اس کو پاکستان کی جامعات کے تعلیمی نصابوں میں جگہ دی جائے۔

اس موضوع پر یوں تو بے شمار کتابیں موجود ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ سب کی سب بدیسی زبان میں ہیں یہی وجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ مستعار زبان کے ذریعہ ہمارے طالب علموں نے اس اہم موضوع کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور اپنے نظریات اور ذہنی فکر کو نئی وادیوں اور نئے زاویوں سے آشنا کیا ہے لیکن ایسے ماہر فن نہیں پیدا کئے جن کی اس وقت ملک اور قوم کو سخت ضرورت ہے اس اہم ضرورت کو پروفیسر محمد خلیل اللہ صدر شعبۂ سیاسیات اردو کالج نے دساتیر عالم اردو زبان میں لکھ کر پورا کیا ہے جو اردو کی پہلی کتاب ہے اور مستقبل کے لئے ایک فال نیک ہے۔

اردو زبان میں دساتیر عالم پر اتنی بسیط کتاب لکھنا جو ساری خوبیوں سے مزین و آراستہ ہو یقیناً قابل تحسین ہے۔

کتاب کے آخر میں تقریباً دو ہزار اصطلاحات کا اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ تاکہ مضمون کے سمجھنے میں آسانی ہو واقعی یہ ایک جدت اور علمی کارنامہ ہے

ہمیں یقین ہے کہ یہ کتاب نہ صرف جامعات کے طلبہ بلکہ عوام کے لئے بھی دلکش ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد مفید ثابت ہوگی اور اردو دنیا اس کو ہاتھوں ہاتھ لے گی۔

(ع-غ)

تاثرات و تعصبات

مصنف۔ نظیر صدیقی

ناشر۔ شعبۂ تحقیق و اشاعت ڈھاکہ

ضخامت - تین سو نوّے

قیمت - ساڑھے سات روپیہ

تاثرات و تعصبات نظیر صدیقی کے دس تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے۔ جس کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ سوائے ایک
مضمون کے باقی سب ایسے لکھنے والوں پر ہیں جو ہمارے زمانے کے مصنّفین قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے یہ مضامین ایک نئے نقّاد کی
ود اعتمادی کا اظہار بھی ہیں اور عملی تنقید میں ایک جرارت مندانہ اضافہ بھی۔ ورنہ اب تک ہمارے یہاں رسم تھی کہ جب تک کسی نئے ادیب
ور شاعر کے بارے میں "مستند" اور "ثقہ" حضرات اپنی رائے نہ دیتے تھے اس وقت تک وہ نیا اور نا قابلِ ذکر ہی سمجھا جاتا تھا۔ حسن
اق اور خود اعتمادی کی یہ کمی اکثر قابلِ ذکر نقادوں میں بھی دیکھی گئی ہے۔ نظیر صدیقی کے اس اعتماد کو ایک نئے نقّاد نے تعصّبات میں شمار کیا
ہے۔ جبکہ مجھے بنیادی اعتراض ہی یہ ہے کہ ان مضامین میں سوائے تعصّبات کے باقی سب کچھ ہے۔ نظیر صدّیقی کے ان مضامین کی سب سے
اہم صفت یہ ہے کہ یہ سب نہایت سادہ، سلجھے ہوئے اور شگفتہ انداز میں لکھے گئے ہیں۔ اسی لئے یہ مضامین اپنے اندر ایک افادی
پہلو بھی رکھتے ہیں۔ غالباً یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں کہ اردو کے نقّاد اب تک صحیح مذاق ادب اور حسن ذوق کو رواج نہیں دے سکے
یں، جس کی کمی کا شکار وہ خود بھی ہیں۔ ایسے ادیب اور نقّاد گنتی کے ہیں جن کے ذوقِ شعر و ادب پر بھروسہ کیا جا سکے۔ عموماً لوگ نفسیاتی
ماشی اور سیاسی توجیہات کرتے رہے ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ خوب کرتے رہے ہیں، لیکن ادب اور شعر اپنی ان توجیہات سے پہلے
رکچھ بھی ہوتا ہے۔ جو اس کو معاشیات، نفسیات، "سائنس" اور سیاست سے برتر بھی بناتا ہے اور ایک نیا جہانِ معنی وجود میں لاتا
ہے۔ جس کو صحیح طور پر پیش کرنا اور ایسا ذوق اور مذاق عام کرنا جس سے پوری قوم اپنے ان لازوال کارناموں کو محسوس کر سکے، نقّاد
پہلا فرض ٹھہرتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ نقّاد متنوع مذاق سخن کا حامل ہو۔ وہ یک طرفہ اور ایک رخی مذاق نہ رکھتا ہو بلکہ ادب کے
رنگ اور ہر آواز کو محسوس کر کے دوسروں کے سامنے پیش کرنے کی اہلیت بھی رکھتا ہو۔ نظیر صدیقی کے ان مضامین میں کم از کم اس بات کا ثبوت
ضرور مل جاتا ہے کہ وہ خود ایک تربیت یافتہ ذوق اور متنوع مذاق ادب رکھتے ہیں۔ اسی لئے ان کے مضامین میں شگفتگی اور سلجھاؤ دونوں
ہم آہنگ ہو کر ایک ایسی فضا ضرور پیدا کر دیتے ہیں جو اردو ادب کے مجموعی مزاج سے ناآشنا نہیں ہے۔ اس ضمن میں وہ آل احمد سرور سے
تے جلتے ہیں۔ لیکن ان دونوں میں وجہِ مماثلت ایک اور بھی ہے۔ یعنی نظیر صدیقی کے یہاں بھی سرور صاحب کی طرح ان کی اپنی ذاتی رائے کا
فقدان ہے۔ وہ مختلف اور متنوّع پہلوؤں سے کسی تخلیق پر روشنی ضرور ڈال سکتے ہیں اور اس کو منطقی طور پر سراہ بھی سکتے ہیں لیکن بحیثیت
ہوعی اس تخلیق کے متعلق ان کی اصل رائے کیا ہے۔ اس کا پتہ چلانا بہت دشوار ہے۔ نظیر صدیقی نے اپنے مضامین میں عام طور پر ایک تکنیک
سے بہت کام لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ ادیبوں اور شاعروں کے متعلق عمومی رائے سے اختلاف پر اپنے مضامین کی بنیاد رکھتے ہیں۔ چند
تیں جو برابر دہرائی جاتی رہی ہیں اور مسلّمات کا درجہ رکھتی ہیں۔ نظیر صدیقی ان سے بالکل متضاد اور مختلف پہلوؤں کو معیار بنانے کی کوشش
رتے ہیں جس سے یہ ہوتا ہے کہ اس تخلیق کی قدر و قیمت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ یا اور بہت سی رایوں اور پہلوؤں کا اضافہ ہو جاتا ہے لیکن
مصنّف کا نقطۂ نظر اور بھی غیر واضح ہو جاتا ہے یہ تکنیک نظیر صدیقی نے یگانہ۔ فراق۔ فیض۔ جگر سب کے ساتھ برتی ہے۔ لیکن

اس کی پول ناسخ پر لکھے ہوئے مضمون سے بری طرح کھل جاتی ہے جب وہ ناسخ پر تمام آرا کا لحاظ کرتے ہوئے ان سے اختلاف کرتے ہیں اور مضمون کے آخر میں ناسخ کو سراہ کر اپنے اختلافی پہلوؤں کی تردید کر دیتے ہیں۔

یہ تذبذب کی کیفیت اس بات کی شاہد ہے کہ نظیر صدیقی کے یہاں ابھی کوئی بنیادی رائے قائم نہیں ہو سکی ہے۔ اس خصوص میں وہ آل احمد سرور کے سب سے اچھے خوشہ چیں ہیں کہ تشریح و تفصیل بہت اچھی کر لیتے ہیں اور حسن مذاق کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ بحیثیت مجموعی تاثرات و تعصبات ایک ایسا مجموعہ ہے جس کو ہمارے نوجوانوں کو پڑھنا چاہیئے۔ ایسے مجموعے مذاق اور ذوق کی تربیت میں اہم حصہ لیتے ہیں۔

کاش کہ اس مجموعہ میں آخری مضمون "کچھ اپنی صفائی میں" نہ شامل ہوتا جس کو میں نظیر صدیقی کے تعصبات میں شمار کرتا۔

(شمیم احمد)

ماہنامہ "نگار" نیاز نمبر

مرتبہ فرمان فتحپوری

صفحات ۳۱۴

قیمت چار روپے

ملنے کا پتہ گارڈن مارکٹ - کراچی

نیاز فتحپوری اردو کے ان دو چار لکھنے والوں میں سے ہیں جن کی ذات صحیح معنوں میں ایک ادارے کی حیثیت رکھتی ہے۔ گزشتہ نصف صدی سے اردو زبان اور ادب کی خدمت جس والہانہ انداز سے کر رہے ہیں اسے نظر انداز کرنا ادبی کفر ہے ان کی پہلو دار شخصیت نے ہمارے جدید ادب کو جس انداز سے متاثر کیا ہے اس کی کوئی دوسری مثال موجود نہیں ہے۔ نگار کے اس شمارۂ خصوصی میں حضرت نیاز کی شخصیت اور فن کے انہیں پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس شمارے کی تزئین میں موجودہ دور کے تقریباً سبھی اچھا لکھنے والوں نے حصہ لیا ہے اس شمارے کے مدیر ڈاکٹر فرمان فتحپوری، قابل نقاد اور محقق ہیں اور یہ شمارہ مرتب کر کے انہوں نے اپنے آپ کو ایک قابل مدیر بھی ثابت کر دیا ہے اور یہ ان کی بڑی کامیابی ہے کہ انہوں نے جوش ملیح آبادی، فراق گورکھپوری، مالک رام، مجنوں گورکھپوری، ڈاکٹر اعجاز حسین، ڈاکٹر شوکت سبزواری، ڈاکٹر احسن فاروقی، آل احمد سرور، احتشام حسین اور بہت سے دوسرے "نیاز مندوں" کی تحریریں یک جا کر دی ہیں۔ تقریباً سبھی مضامین پڑھنے کے قابل ہیں۔ لیکن سب سے اہم مضمون خود نیاز صاحب کا ہے جو انہوں نے "والد مرحوم" میں اور نگار" کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔ نیاز صاحب نے یوں تو بہت سی باتیں کہی ہیں لیکن "سب کچھ کہا مگر نہ کھلے راز داں سے ہم" والا پیرایہ اختیار کیا ہے۔ راقم الحروف جیسے "نیاز مند" ان سے "اجمال" کے نہیں "تفصیل" کے طالب ہیں۔ اردو میں اچھی خود نوشت سوانح عمریاں ناپید ہیں، اگر نیاز نمبر حصہ دوم پورا نیاز صاحب ہی کے قلم سے ہو۔۔ تو اردو میں ایک اچھی خود نوشت منظر عام پر آ سکتی ہے کیونکہ خود نوشت کے لئے جس بے باک قلم کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اس عہد کے ادیبوں میں سوائے نیاز کے اور کسی کے پاس نہیں

(م - خ)

نظامی کہن ہار جس یار ہوئے
سُنن ہار سُن نغز گفتار ہوئے

اُردو کی پہلی منظوم تصنیف جو ابتک غیر مطبوعہ تھی

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ

مصنفہ
فخرالدین نظامی دکنی

اس مثنوی کا دُنیا بھر میں صرف ایک نسخہ ہے
جو انجمن میں محفوظ ہے۔ اسی نسخہ کو
فوٹو بلاک کے ذریعہ شائع کیا جارہا ہے

اس مثنوی کی اشاعت سے اردو زبان و ادب میں
تحقیق کی نئی راہیں کھُل جائیں گی۔

شائع کردہ
انجمن ترقی اردو — کراچی

نئے خزانے

فروری ۱۹۶۳ء کے اردو اخبارات اور رسائل میں شائع شدہ مضامین کی وضاحتی فہرست

مرتبہ

سید ابن حسن قیصر ———— زاہدہ خاتون

- کتابیات، عجائب خانے اور صحافت
- فلسفہ
- مذہب
- اسلام
- قرآن اور حدیث
- فقہ، عبادات اور معاملات
- علم الکلام و عقائد
- سیرت اہل بیت و سیر صحابہ
- سماجیات
- تعلیمات
- تجارت
- عورت اور قومی تقاریب
- اردو زبان — لسانیات
- سائنس
- علوم مفیدہ
- فنونِ لطیفہ
- ادب
- اردو رسائل
- مشاعرے
- اردو ادب — تاریخ و تنقید
- اردو ادب — شعر و شاعری
- اردو — ڈرامہ، ناول اور افسانہ
- اردو — نثر اور مکاتیب
- پنجابی — ادبیات
- بنگالی — ادبیات
- فارسی — ادبیات
- کشمیری ادبیات
- عربی — ادبیات
- سفرنامے اور جغرافیہ
- سوانح
- تاریخ — منگولیا اور تبت
- تاریخ — ہندوستان
- تاریخ — عرب — ایران — عرا
  لبنان — افغانستان اور دیٹ
- تاریخ — مصر
- تاریخ — افریقی ممالک
- تبصرے

اس وضاحتی فہرست میں حسب ذیل رسائل اور اخبارات کے مضامین شامل ہیں

مائل ا
ہکل دہلی
سالطیف لاہور
ب علی گڑھ
س لاہور
ستقلال لاہور
اغ بمبئی
اع کراچی
ر کراچی
ر کراچی
دہلی
ت کراچی
یا دہلی
دہلی
القرآن لاہور
ت لاہور
کراچی
دہلی
ام دہلی

ساقی کراچی
سب رس حیدرآباد (دکن)
سیارہ لاہور
شاعر بمبئی
صبح امید بمبئی
فاران کراچی
فروغ اردو لکھنؤ
قومی زبان کراچی
کتاب نما دہلی
کتابی دنیا کراچی
ماہِ نو کراچی
معارف اعظم گڑھ
مولوی دہلی
نصرت لاہور
نقش کراچی
نگار رام پور
نگار پاکستان کراچی
نئی قدریں حیدرآباد (پاک)
ہمدرد صحت کراچی

ہندوستانی ادب حیدرآباد دکن
اقدام لاہور
پرچم ہند دہلی
چٹان لاہور
سرکار مدراس
شہاب لاہور
صدق جدید لکھنؤ
قندیل لاہور
لاہور لاہور
لیل و نہار لاہور
ملاپ حیدرآباد (دکن)
نیا خواب رام پور
ہماری زبان علی گڑھ

اخبارات:

امروز لاہور
انجام کراچی
جنگ کراچی
حریت کراچی
نوائے وقت لاہور

کتابیات۔ عجائب خانے اور صحافت

شبیر احمد خاں غوری — اسلامی ہند کے نصف اول میں علوم عقلیہ کا رواج (۲)
معارف اعظم گڑھ — فروری ۶۳ء

افسر صدیقی امروہوی — گنج ہائے گراں مایہ (وضاحتی فہرست مخطوطات کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی)
قومی زبان جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۱
جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۲-۳

شانتی رنجن بھٹاچاریہ — بنگالی ڈاکٹروں کی اردو میڈیکل تصانیف
ہماری زبان علی گڑھ — ۲۲ فروری ۶۳ء

——— — نئی مطبوعات (تازہ شائع شدہ کتب)
قومی زبان کراچی جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۲-۳

بشیر احمد ڈار — علمی رسائل کے خاص خاص مضامین
ثقافت لاہور — فروری ۶۳ء

قیصر ابن حسن اور زاہدہ خاتون — نئے خزانے (اگست ۶۲ء کے اردو اخبارات اور رسائل کے مضامین کا اشاریہ)
قومی زبان کراچی جلد نمبر ۲۲، شمارہ نمبر ۱

قیصر ابن حسن و زاہدہ خاتون — نئے خزانے (ستمبر ۶۲ء کے اردو اخبارات و رسائل میں شائع شدہ مضامین کی وضاحتی فہرست)
قومی زبان کراچی - جلد نمبر ۲۲، شمارہ نمبر ۲

صفی صفدر — لاہور کا عجائب گھر
لیل و نہار لاہور — ۱۰ فروری ۶۳ء

شجر نقوی — پریس کی ترقی طباعت اور ٹائپ
جنگ کراچی — ۱۴ فروری ۶۳ء

مسعود شیر زادہ — فکری تعمیر اور صحافت کا کردار
قندیل لاہور — ۱۰ فروری ۶۳ء

اٹیکنسن، آرٹسٹ — برطانوی پریس کا جائزہ
حریت کراچی — ۶ فروری ۶۳ء

——— — جام جہاں نما — اردو کا پہلا اخبار
پرچم ہند دہلی — ۳ فروری ۶۳ء

خورشید، عبدالسلام — مولانا ظفر علی خاں کے غیر سیاسی ا
استقلال لاہور — فروری ۶۳ء

جمیل الزماں — غالب صحافت (حمید نظامی)
لاہور — ۲۵ فروری ۶۳ء

محمد باقر — حمید نظامی کی صحافت
اقدام لاہور — ۲۴ فروری ۶۳ء

مسکین حجازی — حمید نظامی کی اداریہ نویسی
اقدام لاہور — ۲۴ فروری ۶۳ء

فلسفہ

گلزار احمد — حسن اور جمالیات
ساقی کراچی — فروری ۶۳ء

شمس نوید عثمانی — امید اور خوف (زندگی پر اکسا۔ والے دو عظیم ترین داعیے)
برہان دہلی — فروری ۶۳ء

میر بشیر — زندگی کی لکیر - پامسٹری
نوائے وقت لاہور — ۳، ۱۰ فروری

امیر عالم
خودی کا رد
لاہور ۴ جنوری ۱۹۶۳ء

مذہب

عباس محمود العقاد
ولادت مسیح کے وقت مذہبی حالت
نصرت لاہور فروری ۱۹۶۳ء

ولی الدین
وجود باری " ذہنی ارتقا کی ایجاد "
ترجمان القرآن لاہور فروری ۱۹۶۳ء

امیر عالم
ابلیس کی خصوصیات
لاہور ۱۸ فروری ۱۹۶۳ء

—
عید اقوام " تاریخ اور واقعات کی روشنی میں
چٹان لاہور ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

اسلام

خالد کمال مبارک پوری
جامع اسلامیہ مدینہ منورہ - پس منظر موجودہ حالات اور مستقبل کے عزائم
البلاغ بمبئی فروری ۱۹۶۳ء

محمد فیاض
انڈونیشیا اور اسلام (۲)
برہان دہلی فروری ۱۹۶۳ء

طاہر احمد
مذہب کے نام پر خون (اسلام کی حقیقی روح کو کچل دینے والی پالیسی)
لاہور ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

طاہر احمد
اشاعت اسلام اور تلوار
لاہور ۴ فروری ۱۹۶۳ء

قرآن اور حدیث

محمد شفیع
معارف القرآن
؟ [illegible] فروری ۱۹۶۳ء

نعیم صدیقی
قرآن کا ادبی اعجاز
سیارہ لاہور فروری ۱۹۶۳ء

ابو الاعلیٰ مودودی
تفہیم القرآن (تفسیر سورہ یٰسین (۳))
ترجمان القرآن لاہور فروری ۱۹۶۳ء

عبد الحلیم چشتی
تفسیر سورۂ فاتحہ از حضرت سید احمد شہیدؒ
نبیات کراچی فروری ۱۹۶۳ء

محمد شفیع
معارف القرآن (تفسیر سورہ انعام رکوع ۱۴ آیات ۱۰۸ - ۱۲۰ ، رکوع ۱۵)
شہاب لاہور ۳ و ۱۰ فروری ۱۹۶۳ء

ابو الاعلیٰ مودودی
معارف الحدیث
شہاب لاہور ۳ ، ۱۰ ، ۱۷ ، ۲۴ فروری ۱۹۶۳ء

فقہ — عبادات اور معاملات

محمد جعفر پھلواری
قرآن اور تجیرت
ثقافت لاہور فروری ۱۹۶۳ء

ابو الاعلیٰ مودودی
نماز پر ایک تحقیقی نظر (مسلسل)
انجام کراچی ۴ ، ۱۲ فروری ۱۹۶۳ء

اشرف علی تھانوی
برکت کے دن - رحمت کی راتیں (رمضان شریف)
اقدام لاہور ۱۰ فروری ۱۹۶۳ء

کاظم علی
ماہ رمضان اور اس کی فضیلت
حریت کراچی ۱۳ فروری ۱۹۶۳ء

محمد جعفر پھلواری — رمضان المبارک کی فضیلت — ثقافت لاہور — فروری ۱۹۶۳ء

ابوالاعلیٰ مودودی — روزہ پر ایک تحقیقی نظر — انجام کراچی — ۲۰ فروری ۱۹۶۳ء

ابوالاعلیٰ مودودی — روزے کا اصل مقصد — انجام کراچی — ۴ فروری ۱۹۶۳ء

انور، انوار الحسن — روحانی تربیت کا اسلامی نصاب — روزہ — اقدام لاہور — ۳ فروری ۱۹۶۳ء

انور، انوار الحسن — روحانی تربیت کا اسلامی نصاب — روزہ — مولوی دہلی — فروری ۱۹۶۳ء

عبدالرشید — روزہ اور اس کی روح — صدق جدید لکھنؤ — ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء

نظمی، وحید اللہ — جمعۃ الوداع — حریت کراچی — ۲۳ فروری ۱۹۶۳ء

محمود احمد — لیلۃ القدر کے بارے میں اخفا کیوں؟ — لاہور — ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

ابوالاعلیٰ مودودی — زکوٰۃ کی حقیقت — جنگ کراچی — ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء

ابو یحییٰ — زکوٰۃ اور صدقہ کی مدیں - ۲ - — امروز لاہور — یکم، ۸ فروری ۱۹۶۳ء

محی الدین — ایام حج — البلاغ بمبئی — فروری ۱۹۶۳ء

محمد اسمٰعیل — مسئلہ سود خوری

ثقافت لاہور — فروری ۱۹۶۳ء

توقیر مرزا رزقی — کتاب المیراث — فاران کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

ولی حسن ٹونکی — عائلی قوانین شریعت کی روشنی میں (۲) — بینات کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

حسام اللہ شرفی — اسلام کا تصور عقد — فاران کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

سلیم — اسلام کا عدالتی نظام — امروز لاہور — ۸ فروری ۱۹۶۳ء

نیاز فتحپوری — اسلام کا نظام حکومت (طٰہٰ حسین کے نقطۂ نظر سے) — نگار پاکستان کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

علم الکلام والعقائد

خورشید احمد — "سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ سے مجھے" — سیارہ لاہور — فروری ۱۹۶۳ء

حفیظ اللہ لاری — بشارات خاتم الانبیاء بزبان مسیح و دیگر انبیاء — بینات کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

امینی، محمد تقی — کائنات میں انسان کا مقام (اسلامی نقطۂ نظر سے) — برہان دہلی — فروری ۱۹۶۳ء

تصوف اور اخلاق

بھگوان، رانا بھگوان داس — فقیری — انجام کراچی — ۴ فروری ۱۹۶۳ء

محمد مسلم — تصوف کا ارتقا
ثقافت لاہور — فروری ۱۹۶۳ء

ملا واحدی دہلوی — جینے کا سلیقہ
فاران کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

عبدالحمید صدیقی — توکل و استقامت
مولوی دہلی — فروری ۱۹۶۳ء

آزاد، ابوالکلام — فلسفۂ عید
انجام کراچی — ۲۷ فروری ۱۹۶۳ء

محی الدین ایوبی — مسلمانوں کی عید
انجام کراچی — ۲۷ فروری ۱۹۶۳ء

نامی، غلام دستگیر — عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ تاریخ کے آئینے میں
انجام کراچی — ۲۷ فروری ۱۹۶۳ء

سیرت اہل بیت و سیر الصحابہ

صالح محمد صدیق — ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ
نوائے وقت لاہور — ۷ فروری ۱۹۶۳ء

بھگوان داس، رانا بھگوان — اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ
حریت کراچی — ۷ فروری ۱۹۶۳ء

عکس، محبوب عالم — حیدر کرار
حریت کراچی — ۷ فروری ۱۹۶۳ء

صالح محمد صدیق — حضرت ابوہریرہؓ
نوائے وقت لاہور — ۱۴ فروری ۱۹۶۳ء

کامل، محمد وارث (مرحوم) — ابولبابہؓ بن عبدالمنذر اور حنظلہؓ بن ابی عامرؓ
چٹان لاہور — ۴ فروری ۱۹۶۳ء

کامل، محمد وارث (مرحوم) — ابوالیسر کعبؓ بن عمرو، خزیمہؓ بن ثابت
چٹان لاہور — ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

کامل، محمد وارث (مرحوم) — عبادؓ بن بشر، عتبانؓ بن مالک
چٹان لاہور — ۱۸ فروری ۱۹۶۳ء

کامل، محمد وارث (مرحوم) — عبداللہؓ بن زید، عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی
چٹان لاہور — ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

—— — حضرت حسن بصریؒ
نوائے وقت لاہور — ۱۴ فروری ۱۹۶۳ء

سماجیات

وارث سرہندی — پاکستانی ثقافت
فاران کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

ڈریکرز، ڈالف — کیا آپ شادی کرنا چاہتے ہیں؟ ترجمہ افضل صدیقی
نشاط کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

صلاح الدین — وطنیت کا تصور
چٹان لاہور — ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

—— — نیفا (NEFA)
چٹان لاہور — ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

—— — اسمگلنگ
انجام کراچی — یکم فروری ۱۹۶۳ء

تعلیمات

قمر شیرازی — افلاطون کا نظریۂ تعلیم
آرگس لاہور — شمارہ ۱۹۶۳ء

ذاکر حسین — تعلیم اور روایتی قدریں
نصرت لاہور — فروری ۱۹۶۳ء

محمد مجیب — تعلیم اور روایتی قدریں اردو ترجمہ
از عبدالطیف اعظمی
جامعہ دہلی — فروری ۱۹۶۳ء

اشتیاق بجرائیونی — نظم ونسق (اسکولوں اور کالجوں میں)
جام نو کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

سر، ڈبلیو شنلے — تعلیم کی نئی بنیادیں (جرمنی)
جوار بھاٹا دہلی — فروری ۱۹۶۳ء

آفتاب حسن — اردو ذریعہ تعلیم
حریت کراچی — ۱۳ فروری ۱۹۶۳ء

عاشق حسین بٹالوی — پبلک اسکول (برطانیہ)
قندیل لاہور — ۳ فروری ۱۹۶۳ء

عاشق حسین بٹالوی — آکسفرڈ اور کیمبرج
قندیل لاہور — ۱۰ فروری ۱۹۶۳ء

" رمضانی، — سرسید گرلز کالج (کراچی)
انجام کراچی — ۵ فروری ۱۹۶۳ء

تجارت

اطہر مبارکپوری — عرب وہند کے قدیم تجارتی تعلقات (۲)
معارف اعظم گڑھ — فروری ۱۹۶۳ء

ادیب، اویس احمد — پاکستان کی تجارت اور یوروپی مشترکہ منڈی
حریت کراچی — ۱۳ فروری ۱۹۶۳ء

عورت اور قومی تقاریب

جبار توقیر — عورت ہماری حریف

آرگس لاہور — شمارہ ۳، ۴

نصیرالدین ہاشمی — سلطان محمد تغلق کے دورِ حکومت کی قومی تقریبیں
سب رس حیدرآباد دکن — جنوری فروری ۱۹۶۳ء

اردو زبان — لسانیات

شریف الحسن — نمونہ لغت اردو (مرتبہ ترقی اردو بورڈ کراچی) — استنبول میں
آرگس لاہور — شمارہ ۳، ۴

نیّر — لے بے ڈوف (ایک روسی سیاح جو ۱۷۸۵ء میں ہندوستان آیا تھا اور جس نے ہندوستانی ملی جلی بولیوں کی صرف ونحو مرتب کی)
اردو ادب علی گڑھ — شمارہ ۲، ۱۹۶۲ء

اظہر، اے۔ ڈی — بے چاری ہماری زبان
نوائے وقت لاہور — ۵ فروری ۱۹۶۳ء

محمد یوسف — برما میں اردو اور اردو مدارس
ساز کلکتہ — شمارہ ۱، ۲ ۱۹۶۳ء

محمد تقی — قومی زبان — انگریزی کیوں نہیں؟
انشار کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

وارث سرہندی — پاکستان میں اردو
فاران کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

متین حیدرآبادی — اردو میں علم ہجا
ساقی کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

احسان دانش — شعر میں وزن کی اہمیت
سیارہ لاہور — فروری ۱۹۶۳ء

حسن، ایم۔ اے — اصول متعلق اعراب
ہماری زبان علی گڑھ — ۸ فروری ۶۳ء

سائنس

عبدالرشید نعمانی، محمد — کیا حساب تقویم کی رو سے سنہ ہجری کے دن اور تاریخ کا تعین ہو سکتا ہے؟
معارف اعظم گڑھ — فروری ۶۳ء

باری ملک — وادیٔ گندھارا کے آثار قدیمہ
نوائے وقت لاہور — ۷ فروری ۶۳ء

پاکستان، انجمن ترقی اردو — علمی اصطلاحات (حیاتیات)
قومی زبان — جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۱
جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۲-۳

انور مقبول — ارتقا — ایک جائزہ
افکار کراچی — فروری ۶۳ء

عصمت اللہ جاوید — مسئلہ ارتقا (مسلسل)
نگار پاکستان کراچی — فروری ۶۳ء

عبدالرشید — وائرس اور جین
آرگس لاہور — شمارہ ۳،۲ ۶۳ء

احمد راؤ — جانوروں میں رنگ کا احساس
قندیل لاہور — ۳ فروری ۶۳ء

سلطان عارف — جانوروں میں شفقتِ پدری
نوائے وقت لاہور — ۳ فروری ۶۳ء

علوم مفیدہ

امیر احمد خاں — مغربی پاکستان کے جنگلات
جنگ کراچی — ۱۹ فروری ۶۳ء

عبدالرشید — تمباکو نوشی کے اثرات (۳)

اقدام لاہور — ۳، ۱۰ فروری ۶۳ء

صوفی، ایم۔ اے — دانتوں کی سائنس کی نشو و نما
اقدام لاہور — ۳ فروری ۶۳ء

علی ناصر زیدی — آنکھوں کے بنیک — قابل تقلید مثال
استقلال لاہور — فروری ۶۳ء

— — ایٹمی بھٹی
لیل و نہار لاہور — ۳ فروری ۶۳ء

نصیر احمد چیمہ، محمد — مغربی پاکستان میں کلر اور سیم
لیل و نہار لاہور — ۱۰ فروری ۶۳ء

فدا احمد کاردار — تربیلہ ڈیم
استقلال لاہور — فروری ۶۳ء

نجم عالم — چھتہ (شہد کی مکھیوں کا)
حریت کراچی — ۱۱ فروری ۶۳ء

فنونِ لطیفہ

بلیغ الدین — ہماری مسجدیں
انجام کراچی — ۲۷ فروری ۶۳ء

شمیم بھیروی — مسجد مہابت خان (پشاور)
انجام کراچی — ۲۰ فروری ۶۳ء

عزیز جاوید — فلم سازی — ایک فن
آرگس لاہور — شمارہ ۳، ۶۳ء

حاصل عباسی اعظمی — ہلکی پھلکی سنگیت
صبح امید بمبئی — فروری ۶۳ء

محمد اقبال — فنِ موسیقی
آرگس لاہور — شمارہ ۲، ۶۳ء

تاجی، نذیر احمد — موسیقی اور فلمی موسیقی

	لیل و نہار لاہور ۳ فروری ۱۹۶۳ء	
منظور انور قریشی	پنجابی لوک گیت	استقلال لاہور فروری ۱۹۶۳ء
سیف الحق	فرصت کے اوقات کا مصرف	حریت کراچی ۲۳، ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء
صادق کاشمیری	کوہ پیمائی (وادیٔ سوات)	استقلال لاہور فروری ۱۹۶۳ء
رفعت مبارز الدین	ہمارا ایک قدیم فنکار ـ بھانڈ	شاعر بمبئی سالنامہ ۱۹۶۳ء

ادب

وارث علوی	نظریۂ شعر کی تشکیل (ابتدا سے افلاطون تک)	شاعر بمبئی سالنامہ ۱۹۶۳ء
منظور حسین بھٹی	فنون لطیفہ میں شاعری کا مقام	قندیل لاہور ۱۰ فروری ۱۹۶۳ء
نیاز فتح پوری	کچھ باتیں اپنے شعرا سے	نگار پاکستان کراچی فروری ۱۹۶۳ء
رفیق خاور جسکانی	شاعری میں شعر محض کے نظریئے	نئی قدریں حیدرآباد جنوری فروری ۱۹۶۳ء
محمد احسن فاروقی	ادب اور اس کی ترقی	نئی قدریں حیدرآباد جنوری فروری ۱۹۶۳ء
شیام کنول	فن کار اور موضوعِ فکر	ملاپ حیدرآباد دکن ۱۳ فروری ۱۹۶۳ء
محمد کاظم	انگلستان و فرانس کا جدید ادبی ماحول	نصرت لاہور فروری ۱۹۶۳ء

کینن، جارج الف	تاریخ اور ادب کا تعلق مترجمہ ممتاز لیاقت	اقدام لاہور ۳ فروری ۱۹۶۳ء

اردو رسائل

تبیداد، عابد رضا	اودھ پنچ، انیسویں صدی میں	اردو ادب علی گڑھ شمارہ ۱۹۶۳ء
معراج دھولپوری	انیسویں صدی کے چند اکبرآبادی رسائل اور اخبار	ہماری زبان علی گڑھ ۱۵ فروری ۱۹۶۳ء
معراج دھولپوری	رسالہ آفتاب جھالاواڑ (راجستھان)	ہماری زبان علی گڑھ ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء
ویریندر پرشاد سکسینہ	رسالہ نقیب مرحوم (فروری ۱۹۱۹ء ـ جنوری ۱۹۲۲ء)	جامعہ دہلی فروری ۱۹۶۳ء
ـــــ	رسالوں پر طائرانہ نظر (ادیب علی گڑھ، آج کل دہلی، کاروانِ ادب بمبئی)	کتابی دنیا کراچی فروری ۱۹۶۳ء

مشاعرے

عرشی، امتیاز علی خاں	دلی کے چند مشاعروں کی کہانی غالب کی زبانی	تحریک دہلی فروری ۱۹۶۳ء
شہاب مالیر کوٹلوی ـ مہر محمد خاں	دہلی کا ایک یادگار آخری مشاعرہ (بعہد بہادر شاہ ظفر)	آج کل دہلی فروری ۱۹۶۳ء
عثمان عرفانی	بابائے اردو کا مشن اور نواب سا	

(روداد مشاعرہ منعقدہ ۲۳ نومبر ۶۲ء)
نئی قدریں حیدرآباد جنوری فروری ۶۳ء

اردو ادب — تاریخ تنقید

جیلانی کامران — کیا ہمارا ادب پاکستانی اقدار کی نمائندگی کرتا ہے؟
آرگس لاہور — شمارہ ۱۲، ۶۳ء

راجیو سکسینہ — چیکوسلواکیہ میں ہندوستانی ادب کا مطالعہ
جوار بھارتا دہلی — فروری ۶۳ء

ارف منصور — عابد علی کی انتقاد
آرگس لاہور — شمارہ ۶۳، ۶۴ء

اردو — شعر و شاعری

بوکمال احمد شمسی طہرانی — نوارد و سرقہ (غالب)
نگار پاکستان کراچی — فروری ۶۳ء

یات خاں سیال — اردو شاعری میں عید
جنگ کراچی — ۲۷ فروری ۶۳ء

لیم شوالوی — اردو شاعری میں عید
قندیل لاہور — ۲۴ فروری ۶۳ء

ور شام — اردو شاعری میں ایک لسانی تجربہ
قندیل لاہور — ۳ فروری ۶۳ء

ور واجد — اُردو کی وطنی شاعری
شاعر بمبئی — سالنامہ ۶۳ء

یونس خالدی — اردو میں مثنوی نگاری
شہباز گلبرگہ — شمارہ ۱۹ ۶۳ء

یدر ملک — غزل اور اس کا معنوی دائرہ
شاعر بمبئی — سالنامہ ۶۳ء

سلیم سعید مترجم — اردو غزل میر سے فراق تک
ملاپ حیدرآباد دکن — ۲۰ فروری ۶۳ء

نادم سیتاپوری — شعلہ جوالہ (اُردو کے واسوخت نگار شعرا کا ایک تذکرہ)
اردو ادب علی گڑھ — شمارہ ۶۳ء

عثمان صدیقی — مظہر جانجاناں کی شہادت
نگار پاکستان کراچی — فروری ۶۳ء

شاہد حمید الدین — محمد قلی اور اس کی شاعری کا حسن کارانہ پہلو
جنگ کراچی — ۲۴ فروری ۶۳ء

سیدہ جعفر — 'من سمجھاون' (صوبہ مدراس صوفی منش بزرگ شاہ تراب ولادت ۱۱۲۰ھ کی صوفیانہ خیالات پر مشتمل دکنی زبان میں منظوم تصنیف کا تعارف)
شاعر بمبئی — سالنامہ ۶۳ء

محمود الہٰی — میر کا ایک غیر مطبوعہ مرثیہ
اردو ادب علی گڑھ — شمارہ ۶۲ء

منظور حسین کھٹی — میر کا تصور غم
چٹان لاہور — ۱۸ جنوری ۶۳ء

عبدالحمید یزدانی — خواجہ میر دردؔ اور ان کا خاندان
ادیب علی گڑھ — جنوری فروری ۶۳ء

خدیجہ رحمانی — نظیرؔ بحیثیت غزل گو
فروغ اردو لکھنؤ — فروری ۶۳ء

نسیم، الف۔ د — محمد فقیہ دردمند اور ان کا ساقی نامہ

نئی قدریں حیدرآباد جنوری فروری ۱۹۶۳ء

سید قدرت نقوی — غالب کا رابطۂ فرنگ — ماہ نو کراچی فروری ۱۹۶۳ء

عزیز حسن — مشرق کا عظیم شاعر غالب — انجام کراچی ۱۸ فروری ۱۹۶۳ء

عمر مہاجر — غالب کے آنسو — حریت کراچی ۱۷ فروری ۱۹۶۳ء

مالک رام — ذکرِ غالب (کچھ نئے حالات) — آج کل دہلی فروری ۱۹۶۳ء

مالک رام — غالب اور صہبائی — نگار رامپور فروری ۱۹۶۳ء

مالک رام — مولانا آزاد بنام غالب — ماہ نو کراچی فروری ۱۹۶۳ء

مدثر حسین رضوی — غالب اور ان کا جدید ذہن — شاعر بمبئی سالنامہ ۱۹۶۳ء

محمد عتیق — غالب - معاصرین کی نظروں میں — اردو ادب علی گڑھ شمارہ ۱،۲ ۱۹۶۲ء

مہر، غلام رسول — غالب - دو شعر دو ستارے — ماہ نو کراچی فروری ۱۹۶۳ء

محمد منور — بہادر شاہ ظفر اور استاد ذوق — سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء

اکبر الدین صدیقی، محمد — ظفر اور ان کی شاعری — سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء

حفیظ قتیل — بہادر شاہ ظفر — سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء

رفعت، مبارز الدین — ظفر کی شاعری — سب رس حیدرآباد دکن جنوری فرو

سیدہ جعفر — ظفر کی غزل گوئی — سب رس حیدرآباد دکن جنوری فرو

ص، عظیم آبادی — نساخ (عبدالغفور نساخ) — تحریک دہلی فروری ۱۹۶۳ء

فضل المتین — مراد علی ہوشیار (بیمار) — غال کے ایک شاگرد — ہماری زبان علی گڑھ ۲۲ فروری ۱۹

نظیر، سعادت — بہادر شاہ ظفر کی غزل — سب رس حیدرآباد دکن جنوری ف

محمد عتیق صدیقی — رشکِ عرفی و فخر طالب مُرد (غا کی وفات پر میر مہدی مجروح کا ت بند) — ماہ نو کراچی فروری ۱۹

نادم سیتاپوری — غالب کا ایک گمنام شاگرد (حکی شریف طالب سیتاپوری) — نگار رامپور فروری ۱۹

رشید حسن خاں — دیوان کامل و شاداں (زین العابدین خاں عارف کے ل باقر علی خاں کامل اور حسین علی شاداں) — نگار رامپور فروری ۱۹

ابوطاہر فارانی — چکبست لکھنوی — لاہور ۱۸ فروری

ادباقر رضوی — اکبر اور ہندی مسلمانوں کی تہذیب
ادب لطیف لاہور — فروری ۱۹۶۳ء

رعلیم — اکبر اور انقلاب
استقلال لاہور — فروری ۱۹۶۳ء

مسیتاپوری — ریاض خیرآبادی کی ایک غیر معروف نظم
سرکار مدراس — ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء
ہماری زبان علی گڑھ — ۱۵ فروری ۱۹۶۳ء

کاظمی مصلح الدین — سہیل تاباں (اقبال احمد سہیل)
ادیب علی گڑھ — جنوری فروری ۱۹۶۳ء

یل بخاری — اقبال کی غزل
کامران سرگودھا — جلد ۲ شمارہ ۴

رلظفر — فانی اپنے اشعار کے آئینے میں
شاعر بمبئی — سالنامہ ۱۹۶۳ء

اج زیدی — جگر مرادآبادی
ادیب علی گڑھ — جنوری فروری ۱۹۶۳ء

احمد صدیقی — جذبات جگر
جام نو کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

شادانی — سیماب کی شاعری میں رجائی عناصر
حریت کراچی — یکم فروری ۱۹۶۳ء

کوٹی — جدید نظم اور سیماب
جنگ کراچی — یکم فروری ۱۹۶۳ء

درپرشاد — پنڈت رام پرشاد بسمل (ہیرو

بینہ بدایونی — کاکوری کیس
چٹان لاہور — ۴ فروری ۱۹۶۳ء

خاور جبلپوری — بے خود بدایونی کی خود نوشت منظوم رام کہانی
اردو ادب علی گڑھ — شمارہ ۳ و ۴ ۱۹۶۳ء

ناصر کاظمی — شخص اور عکس (میراجی)
ادب لطیف لاہور — فروری ۱۹۶۳ء

میکش صدیقی، مجیب اللہ — عکاس عرفانیات امجد
انجام کراچی — ۴ فروری ۱۹۶۳ء

اختر الفضلی اکبرآبادی — قابل اجمیری
نئی قدریں حیدرآباد — جنوری فروری ۱۹۶۳ء

بیدار، عابد رضا — راز یزدانی (احمد ولی خاں راز ۱۹۰۸ — ۱۹۶۳، رام پور میں مقیم تھے)
کتاب نما دہلی — فروری ۱۹۶۳ء

محمد اسمٰعیل خاں — فراق گورکھپوری — ایک تجزیہ
ادیب علی گڑھ — جنوری فروری ۱۹۶۳ء

میکش صدیقی، محمد مجیب اللہ — بیسویں صدی کا سخنور سلطان (میر عثمان علی خاں عثمان)
انجام کراچی — ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

سعادت نظیر — علی اختر کی شاعری (۱۹۵۸ء —)
انجام کراچی — ۴ فروری ۱۹۶۳ء

جوش ملیح آبادی — ابر قدوائی (منشی واحد علی ابر قدوائی)
نیا خواب رامپور — پہلی فروری ۱۹۶۳ء

ظہیر کاشمیری — میرے فن کا فکری پس منظر
انشا ر کراچی — فروری ۱۹۶۳ء

تبسم، غلام مصطفیٰ — میری ادبی زندگی

ادب لطیف لاہور فروری ۶۳ء

کمار پاشی — کیلاش ماہر کی غزلیں — ایک جائزہ
تخلیق نئی دہلی فروری ۶۳ء

سید محمد کاظمی — "نقش جمیل" پر ایک نظر (مجموعہ کلام جمیل مظہری)
نگار پاکستان کراچی — فروری ۶۳ء

کریم الدین احمد — زیدی — ایک نیا آذر (مصطفیٰ زیدی)
نئی قدریں حیدرآباد جنوری فروری ۶۳ء

اردو — ڈرامہ، ناول اور افسانہ

عصمت اللہ بیگ — اندر سبھا کے بعد
ادیب حیدرآباد دکن ۲۰ فروری ۶۳ء

اختر، ح۔ ن — اردو افسانہ — ایک مختصر جائزہ
کامران سرگودھا جلد ۸، شمارہ ۴

کبیر احمد جائسی — سرشار کا عکاس معاشرت
ادیب علی گڑھ جنوری فروری ۶۳ء

محمد عقیل — امراؤ جان آدا
چٹان لاہور ۱۱ فروری ۶۳ء

بلیغ الدین — تشنہ لب (سعادت حسن منٹو)
انجام کراچی ۴ فروری ۶۳ء

اردو — نثر و مکاتیب

وقار عظیم — اردو نثر میں طنز
جنگ کراچی ۲۷ فروری ۶۳ء

اکبر علی خاں — غالب سے متعلق دو خط صاحب آب حیات کے نام
نگار رامپور فروری ۶۳ء

عبادت بریلوی — غالب کا ایک غیر مطبوعہ خط
افکار کراچی فروری ۶۳ء

عبادت بریلوی — غالب کا ایک غیر مطبوعہ خط (مولوی نعمان احمد تعلقہ دار مہیوا پرگنہ مہولی سیتاپور کے نام)
نگار رامپور فروری ۶۳ء

مناظر احسن گیلانی — مکاتیب بنام مولانا سید سلیمان ندوی
معارف اعظم گڑھ فروری ۶۳ء

وفا راشدی — وحشت خطوط کے آئینے میں
ادیب علی گڑھ جنوری فروری ۶۳ء

بنگالی — ادبیات

عمر علوی شاہین — بنگالی ادب — ٹیگور سے پہلے
قندیل لاہور ۱۰ فروری ۶۳ء

عثمان رمز — نذر الاسلام، انقلاب اور بنگلہ ادب
سیارہ لاہور فروری ۶۳ء

وفا راشدی — نذر الاسلام
ساقی کراچی فروری ۶۳ء

پنجابی — ادبیات

وقار انبالوی — پنجابی اور پشتو
استقلال لاہور فروری ۶۳ء

فرخ درانی — خواجہ فرید کی شاعری — میں غم کا پہلو
نرگس لاہور شمارہ ۶۳ء

فارسی — ادبیات

غلام مصطفےٰ خاں عثمان مختاری (۲)
معارف اعظم گڑھ فروری ۱۹۶۳ء

محمد عمر ہفت تماشائے مرزا قتیل
برہان دہلی فروری ۱۹۶۳ء

مرتضیٰ حسین فاضل غالب کی مثنوی بے نام کا نام (فارسی مثنوی)
نگار رامپور فروری ۱۹۶۳ء

بھگوان رانا بھگوانداس علی شیر قانع (وفات ۱۲۰۳ھ)
انجام کراچی ۱۸ فروری ۱۹۶۳ء

حسنین کاظمی بدری — ایرانی شاعرہ
النشار کراچی فروری ۱۹۶۳ء

کشمیری — ادبیات

پریم ناتھ بزاز کشمیری زبان اور اس کے شعراء
جنگ کراچی ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

مظفر علی سید حبہ خاتون — وادئ کشمیر کی نامور شاعرہ
جنگ کراچی ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

عربی — ادبیات

عبدالمجید اصلاحی عربوں کی بلاغت
فاران کراچی فروری ۱۹۶۳ء

ظہیر احسان علی ابو تمام — عرب کا ایک عظیم شاعر
چٹان لاہور ۴ فروری ۱۹۶۳ء

محمد مبین صریع الغوانی — عہد عباسی کا ایک زبردست (عربی) شاعر
چٹان لاہور ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

سفرنامے اور جغرافیہ

افضل صدیقی سندھ کا تہذیبی سرمایہ
الشجاع کراچی فروری ۱۹۶۳ء

اختر، محمد خالد ابن جبیر کا سفرنامہ (۸)
نصرت لاہور فروری ۱۹۶۳ء

عباسی، ح۔ع۔ع ۹۱۲ دن میں مشرق و مغرب کا سفر
انجام کراچی ۱۱، ۱۸، ۲۲، ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

سعید وارثی عظمت و تقدیس کی سرزمین — مکہ معظمہ
انجام کراچی ۴ فروری ۱۹۶۳ء

مشفق خواجہ بابائے اردو کے ساتھ ایک سفر
نئی قدریں حیدرآباد جنوری فروری ۱۹۶۳ء

شہاب ہاشمی، نقی وادئ کرم کے پھل اور چشمے
استقلال لاہور فروری ۱۹۶۳ء

عارف شاہ گیلانی کوئٹہ یا ثمرستان پاکستان
جنگ کراچی ۴ فروری ۱۹۶۳ء

عمر عامر ڈھاڈر (قلات ڈویژن کا سرمائی صدر مقام)
استقلال لاہور فروری ۱۹۶۳ء

کلیم اختر کشمیر — تزک جہانگیری میں
قندیل لاہور ۱۷ فروری ۱۹۶۳ء

احمد حمید ندی نالوں کا دیس (مشرقی پاکستان)
حریت کراچی ۹ فروری ۱۹۶۳ء

سوانح

ثاقب ندوی حمید نظامی مرحوم

	قندیل لاہور ۲۴ فروری ۶۱ء	سید محمد	بہادر شاہ ظفر
خورشید عبدالسلام	حمید نظامی اور مسلم طلبہ		سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۶۱ء
	اقدام لاہور ۲۴ فروری ۶۱ء	وزیر حسن دہلوی	ظفر۔ خزاں اور بہار
عباد اللہ فاروقی	سرسید کے مذہبی افکار		سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۶۱ء
	ثقافت لاہور فروری ۶۱ء	یوسف حسین خاں	مجنوں میں چراغ (ایک آخری تاجدار)
اقبال حامد	سچل سرمست		بہادر شاہ ظفر کے متعلق پہلا تجزیاتی
	جنگ کراچی ۹ فروری ۶۱ء		سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۶۱ء
بھگوان، بھگوانداس	سچل سرمست	خورشید عبدالسلام	مٹیا برج کی کہانی ۔ اودھ اخبار کی زبانی
	جنگ کراچی ۹ فروری ۶۱ء		چٹان لاہور ۲۵ فروری ۶۱ء
شاکر مصطفیٰ	حضرت سچل سرمست	تصدق حسین	نواب حضرت محل صاحبہ
	نوائے وقت لاہور ۱۲ فروری ۶۱ء		انجام کراچی ۱۱ فروری ۶۱ء
شاکر مصطفیٰ	درویش درازی	باسط، م۔ ع	سروجنی دیوی ۔ ایک شاعر ایک
	حریت کراچی ۱۰ فروری ۶۱ء		ہندوستانی ادب حیدرآباد دکن
مستقیم احسن حامدی	شیخ مخدوم علی مہائمی ۔ ایک		جنوری فروری ۶۱ء
	جید عالم اور عارف باللہ (م ۸۳۵ھ)	حسین اعظمی	قائد اعظم کا معتمد سپاہی ۔ لـ
			جنگ کراچی ۱۵ فروری ۶۱ء
	البلاغ بمبئی فروری ۶۱ء	فاروق احمد اکبرآبادی	سردار نشتر
ضیاء الحسن موسوی	عجوبۂ روزگار آدمی (لوویل تھامس)		حریت کراچی ۵ فروری ۶۱ء
	حریت کراچی ۶ فروری ۶۱ء	—	سردار نشتر کی کہانی اُن کی اپنی زبانی
طیب نفیسی	نپولین ـــ ہنر کا ڈرامہ		جنگ کراچی ۱۵، ۱۸، ۲۱، ۲۷ فروری ۶۱ء
	انشا کراچی فروری ۶۱ء	عین۔ الف	محمد علی بوگرہ مرحوم
ابراہیم شفیق	بہادر شاہ ظفر کی کتاب زندگی		الشجاع کراچی فروری ۶۱ء
	سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۶۱ء	احسن، گوپی ناتھ	ڈاکٹر ذاکر حسین
اطہر الحق، محمد	ظفر اور جنگ آزادی		تحریک دہلی فروری ۶۱ء
	سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۶۱ء	سید سلیمان ندوی	سر شیخ عبدالقادر

حریت کراچی ۱۰ فروری ۱۹۶۳ء

محمد احسن قریشی — شیخ عبدالقادرؒ
نوائے وقت لاہور ۹ فروری ۱۹۶۳ء

سعد اللہ خاں بلوچ — شاہ پور کا رستم (کیانی مرحوم)
لیل و نہار لاہور ۳ فروری ۱۹۶۳ء

شکیل، عبدالغفار — سر سید اسٹیج پر
اردو ادب علی گڑھ شمارہ ۱۹۶۲ء

ذوالفقار علی بخاری — بخاری کی سرگزشت
حریت کراچی ۴، ۱۱، ۱۸، ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

قرۃ العین حیدر — آئینہ خانے میں
افکار کراچی فروری ۱۹۶۳ء

نفیس فاطمہ صدیقی — حضرت علامہ راشد الخیری
حریت کراچی ۴ فروری ۱۹۶۳ء

عزیز جاوید — نیاز فتح پوری
آرگس لاہور شمارہ ۱۳، ۱۴

وقار راشدی — مشرقی پاکستان کے صوفیائے کرامؒ
شہاب لاہور ۱۰، ۱۷، ۲۴ فروری ۱۹۶۳ء

رشید اختر — مسلمان مورخین (مسلسل)
ثقافت لاہور فروری ۱۹۶۳ء

تاریخ — ہندوستان

وقار خلیل — رپورتاژ یوم بہادر شاہ ظفر
ظفر کی صد سالہ یادگاری تقریب جو ۲۶ دسمبر ۱۹۶۲ء
کو ادارہ ادبیات اردو کے زیر اہتمام
حیدرآباد دکن میں منائی گئی،
سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء

ریاض پرویز — تاریخ ملتان کا ایک بھولا بسرا خونچکاں
واقعہ (امیر تیمور کا حملہ)
نوائے وقت لاہور ۱۷ فروری ۱۹۶۳ء

— — دیپالپور - تاریخی و معاشرتی جائزہ
نوائے وقت لاہور ۱۵ فروری ۱۹۶۳ء

عبدالمجید صدیقی — قطب شاہی تہذیب کے چند نقوش
سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء

تصدق حسین — بیگمات اودھ (۳)
چٹان لاہور ۴، ۱۱، ۱۸، ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

— — نواب علی خاکوانی - عروج و زوال کی
داستانِ عبرت
نوائے وقت لاہور ۳ فروری ۱۹۶۳ء

نصیر الدین ہاشمی — احمد نگر کی ملکہ چاند سلطانہ کی موت
کس طرح ہوئی
جامعہ دہلی فروری ۱۹۶۳ء

عبدالرسول نظامانی — میانی — ایک عوامی جنگ
بلوچ — جنگ کراچی ۱۸ فروری ۱۹۶۳ء

خادم حسین بٹالوی — ماؤنٹ بیٹن اور تقسیم پنجاب
لاہور ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

— — لدّاخ تاریخ کے آئینہ میں
چٹان لاہور ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

ظفر اللہ خاں — مسئلہ کشمیر اور پاکستان
جنگ کراچی ۱۰ فروری ۱۹۶۳ء

تاریخ — منگولیا اور تبت

مسعود سید حیدرآبادی — زوالِ تبت

لاہور ۴ فروری ۱۹۶۳ء

باری علیگ (مرحوم) — یورش تاتار — آرگس لاہور شمارہ ۱۹۶۳ء

تاریخ — عرب - ایران - عراق - لبنان افغانستان اور ویٹ نام

حبیب حسین — برامکا کا عروج و زوال — چٹان لاہور ۴، ۱۱، ۱۸، ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

رضا شاہ پہلوی شہنشاہ ایران — مملکت ایران کا وہ دور (ڈاکٹر مصدق) — حریت کراچی ۱۴، ۱۹، ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء

حسین اعظمی — عراق - دو دریاؤں کی سرزمین — جنگ کراچی ۱۲ فروری ۱۹۶۳ء

حیات اللہ انصاری — عراق کا دوسرا فوجی انقلاب — پرچم ہند دہلی ۲۴ فروری ۱۹۶۳ء

مہدی شہریار — عراق — ساڑھے چار سال کے بعد ایک اور خونی انقلاب کی گرفت میں — لاہور ۱۸ فروری ۱۹۶۳ء

— عراق کا خونین انقلاب — چٹان لاہور ۱۸ فروری ۱۹۶۳ء

شاہد رزاقی — لبنان — نوائے وقت لاہور ۷ فروری ۱۹۶۳ء

سید محمد افغان — افغانستان میں شخصی اقتدار کی کشمکش — شہاب لاہور ۱۷ فروری ۱۹۶۳ء

حسین اعظمی — آگ اور خون کی سرزمین — ویٹ نام — جنگ کراچی ۲ فروری ۱۹۶۳ء

تاریخ — مصر

عبدالقیوم — انقلاب مصر کا پس منظر — جامعہ دہلی فروری ۱۹۶۳ء

— انقلاب — مصر کی داستان — حریت کراچی ۱، ۳ فروری ۱۹۶۳ء

— ہے پراسرار داستانِ جمال (جمال — حریت کراچی ۱۵، ۲۵، ۲۷ فروری ۱۹۶۳ء

— متحدہ عرب جمہوریہ — چٹان لاہور ۱۸ فروری ۱۹۶۳ء

تاریخ — افریقی ممالک

محمود الرؤف — "اول گوجا" — زنجبار) — لیل و نہار لاہور ۳ فروری ۱۹۶۳ء

ثروت صولت — افریقہ کا سب سے بڑا ملک - نائجیریا — حریت کراچی ۱۷ فروری ۱۹۶۳ء

ثروت صولت — افریقہ کے مسلمان ممالک - سینیگ — حریت کراچی ۹ فروری ۱۹۶۳ء

— افریقہ کے مسلمان ممالک - مالی — حریت کراچی ۷ فروری ۱۹۶۳ء

فروری ۱۹۶۳ء کے اردو رسائل اور اخبارات میں مندرجہ ذیل کتابوں اور رسالوں پر ریویو شائع ہوئے۔

نصیر الدین ہاشمی — کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد کے اردو مخطوطات جلد اول و دوم

شہباز گلبرگہ　شمارہ ۱۹　۱۹۶۳ء

— نفسیات اور عمل (ملکی اور غیر ملکی مختلف اصحاب کے ۲۷ مقالات کا مجموعہ)

چٹان لاہور　۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

— نفسیات کی روشنی (غیر ملکی مختلف اصحاب کے ۲۴ مضامین کا مجموعہ)

چٹان لاہور　۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

…علیم اللہ　کلیہ قانون و کاہرانی و مسرت

فاران کراچی　فروری ۱۹۶۳ء

…ام احمد　مسلمانوں کے فرقے

سب رس حیدرآباد دکن　جنوری فروری ۱۹۶۳ء

…اد میرٹھی　قاموس القرآن یعنی قرآنی ڈکشنری

…ین العابدین　جامعہ دہلی　فروری ۱۹۶۳ء

معارف اعظم گڑھ　فروری ۱۹۶۳ء

…الفا محمد عبدالقادر　سرچشمۂ قرآن

صدق جدید لکھنؤ　۲۲ فروری ۱۹۶۳ء

…ل الدین سیوطی　الاتقان حصہ اول مترجمہ محمد حلیم انصاری

ترجمان القرآن　فروری ۱۹۶۳ء

…سلیمان منصور پوری　الجمال والکمال (تفسیر سورہ یوسف)

ترجمان القرآن لاہور　فروری ۱۹۶۳ء

…محمد تقی　فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر

برہان دہلی　فروری ۱۹۶۳ء

…لی اللہ دہلوی　۹ فی احکام الاجتہاد

التقلید مترجمہ ساجد الرحمٰن صدیقی

معارف اعظم گڑھ　فروری ۱۹۶۳ء

محمد حنیف ندوی　تعلیمات غزالی (فقہ اسلامی کی تفصیلات تصوف کے رنگ میں)

ثقافت لاہور　فروری ۱۹۶۳ء

انوار الحسن شیرکوٹی　روح رمضان

قندیل لاہور　۱۰ فروری ۱۹۶۳ء

شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ　پرویز کے بارے میں علماء کا متفقہ فتویٰ

فاران کراچی　فروری ۱۹۶۳ء

حامد علی　خدا ہے

معارف اعظم گڑھ　فروری ۱۹۶۳ء

ابو العطا جالندھری　تحریری مناظرہ (الوہیت مسیح پر ایک مسیحی پادری عبدالحق سے مناظرہ)

صدق جدید لکھنؤ　۲۲ فروری ۱۹۶۳ء

تقی محمد خاں　اعجوبۂ اسرار

صدق جدید لکھنؤ　۸ فروری ۱۹۶۳ء

کتابی دنیا کراچی　فروری ۱۹۶۳ء

محمد اسمٰعیل شہید　عبقات مترجمہ مناظر احسن گیلانی

برہان دہلی　فروری ۱۹۶۳ء

ترجمان القرآن لاہور　فروری ۱۹۶۳ء

عبدالحلیم الیاسی　قول طیب ملفوظات الیاس برنی

فاران کراچی　فروری ۱۹۶۳ء

محب الدین خطیب　اسلامی پیغام کے اولین علم بردار مترجمہ محمد اسلم سیف فیروزپوری

	(خلفائے ثلاثہ اور حضرت علیؓ کے مابین خوش گوار اور پاکیزہ تعلقات کا ذکر) معارف اعظم گڑھ فروری ۱۹۶۳ء
—	ولائتی بھوت مترجمہ ایم۔ کوکب سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء
میری شیلے	فرینکسٹائن مترجمہ مظہر الحق علوی سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء
ولیگل، آرتھر	قلو پطرہ مترجمہ ناظر حسن زیدی چٹان لاہور ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء
—	کاروان — مجلہ گورنمنٹ کالج جھنگ۔ مدیر محمود شام، اختر سلیم اقدام لاہور ۱۷ فروری ۱۹۶۳ء
—	کاروان ادب — اردو لٹریری سوسائٹی سینٹ زیویرز کالج کا آرگن۔ ۱۴ واں شمارہ صبح امید بمبئی فروری ۱۹۶۳ء
—	ارم — (کاسموپولیٹن گرلز اسکول کراچی کا آرگن) مدیر زاہدہ رضا ابوالخیر اور طلعت سعید جنگ کراچی یکم فروری ۱۹۶۳ء
—	فضا — (کراچی کالج فار ویمن کا آرگن) ادارہ راشدہ ظفر اور ریحانہ عیسیٰ جنگ کراچی یکم فروری ۱۹۶۳ء
غلام حسین	تاریخ اورینٹل کالج (لاہور) ادیب علی گڑھ جنوری فروری ۱۹۶۳ء
انجم قزلباش	بلوچوں کے رومان (لوک کہانیاں اور شخصیات) لیل و نہار لاہور ۱۰ فروری ۱۹۶۳ء
یوسف بخاری دہلوی	خطّاطی اور ہمارا رسم خط نگار پاکستان کراچی فروری ۱۹۶۳ء
ڈیوڈسن، مارٹن	مہ و انجم مترجمہ ثناء الحق صدیقی لیل و نہار لاہور ۳ فروری ۱۹۶۳ء
طہیر نفیسی	آگ کی کہانی انشا کراچی فروری ۱۹۶۳ء
یوسف حسن، محمد	صنعت اکبر (کشتہ سازی) لاہور ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء لیل و نہار لاہور ۳ فروری ۱۹۶۳ء
—	(ہفتہ وار) طلوع بمبئی۔ بین الاقوامی سیاست نمبر صبح امید بمبئی فروری ۱۹۶۳ء
—	(پندرہ روزہ) نیا خواب رام پور جامعہ دہلی فروری ۱۹۶۳ء
—	(ماہنامہ) اردو ڈائجسٹ لاہور۔ سالنامہ — ادارہ الطاف حسن قریشی جنگ کراچی یکم فروری ۱۹۶۳ء
—	آندھرا پردیش حیدرآباد — محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش کا آرگن سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء

— (ماہنامہ) بزمِ ہند اسنسول ——
ہند و پاک نمبر
کتابی دنیا کراچی فروری ۱۹۶۳ء
کتاب نما دہلی فروری ۱۹۶۳ء

— (ماہنامہ) پرتو پٹنہ — مرتبین وائق
نظام پوری اور شمیم احمد استھانوی
تخلیق نئی دہلی فروری ۱۹۶۳ء

— (ماہنامہ) ترجمان حقیقت لاہور —
میر حسن اللہ بن ہاشمی
لیل و نہار لاہور ۲۴ فروری ۱۹۶۳ء

— (ماہنامہ) تلاش دہلی — مدیر وشوا
ناتھ در
النجاع کراچی فروری ۱۹۶۳ء

— (ماہنامہ) جامعہ دہلی — سالنامہ
کتابی دنیا کراچی فروری ۱۹۶۳ء

— (ماہنامہ) ستیارہ لاہور ——
شمارہ ۱ — ۷۔ مدیر نعیم صدیقی
ادیب علی گڑھ جنوری فروری ۱۹۶۳ء

— (ماہنامہ) نگارش امرتسر — شمارہ
نومبر دسمبر اڈیٹر مہندر بادا
الشار کراچی فروری ۱۹۶۳ء
جامِ نو کراچی فروری ۱۹۶۳ء

— (سہ ماہی) بصائر کراچی — شمارہ ۲،۱
مدیر معین الحق
ادیب علی گڑھ جنوری فروری ۱۹۶۳ء

۹ (سہ ماہی) الزبیر بہاولپور — شمارہ
نمبر ۵
لیل و نہار لاہور ۱۷ فروری ۱۹۶۳ء

— (سہ ماہی) مجلس حیدرآباد دکن —
عبدالحق نمبر — مرتبہ منظور احمد
شہباز گلبرگہ شمارہ ۱۹ ۱۹۶۳ء

— بانو دہلی — سالنامہ۔ مدیران زینت
کوثر اور ادریس دہلوی
سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء
ہندوستانی ادب حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء

— حریم لکھنؤ — سالنامہ
ہندوستانی ادب حیدرآباد دکن
جنوری فروری ۱۹۶۳ء

— خاتون دکن حیدرآباد —— ادارہ
صالحہ الطاف وغیرہ
سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۱۹۶۳ء

— کھلونا دہلی —— سالنامہ
ہندوستانی ادب حیدرآباد دکن
جنوری فروری ۱۹۶۳ء

— (ماہنامہ) ہمدرد نونہال کراچی —
مدیر اعلیٰ محمد سعید دہلوی
جامِ نو کراچی فروری ۱۹۶۳ء
لاہور ۲۵ فروری ۱۹۶۳ء

ابن فرید نیرنگِ نظر (تنقیدی مضامین)
شہباز گلبرگہ شمارہ ۱۹ ۱۹۶۳ء

آغا صادق　برورش ہواؤ تنقیدی اور ادبی مقالے　جوہر، محمد علی　دیوانِ جوہر مرتبہ نور الرحمٰن
جو ریڈیو پاکستان کوئٹہ سے نشر ہوئے　کتابی دنیا کراچی　فروری ۱۹۶۳ء
لاہور　۱۸ فروری ۱۹۶۳ء　حمید اکیڈوی　جذبات حمید
سحر، ابو محمد　تنقید و تجزیہ　صبح امید بمبئی　فروری ۱۹۶۳ء
ادیب علی گڑھ　جنوری فروری ۱۹۶۳ء　احمد محی الدین　روئداد خیال
گوپال متل　ادب میں ترقی پسندی　ساقی کراچی　فروری ۱۹۶۳ء
شہباز گلبرگہ　شمارہ ۱۹ ۱۹۶۳ء　اشک، واجد علی خاں　رنگِ اشک
نظیر صدیقی　تاثرات و تعصبات (تنقیدی مضامین)　ساقی کراچی　فروری ۱۹۶۳ء
ہماری زبان علی گڑھ　۱۵ فروری ۱۹۶۳ء　(علامہ) پاکٹ مار　قینچیاں
سرور، میر محمد خاں　عمدہ منتخبہ یعنی تذکرہ سرور　لیل و نہار لاہور　۲۴ فروری ۱۹۶۳ء
مرتبہ خواجہ احمد فاروقی　؟ فروری ۱۹۶۳ء　پرکار، رتنا گیروی　عکس حیات
محشر بدایونی　شاعر نامہ (پچاس نامور شعرا کے　اسمٰعیل　صبح امید بمبئی　فروری ۱۹۶۳ء
منظوم حالات)　ثمر، عبد الکریم　شعر و الہام
فاران کراچی　فروری ۱۹۶۳ء　چٹان لاہور　۲۵ فروری ۱۹۶۳ء
گوپی چند نارنگ　ہندوستانی قصوں سے ماخوذ اردو　لاہور　۱۸ فروری ۱۹۶۳ء
مثنویاں　حیرت شملوی　آئینۂ حیرت
اردو ادب علی گڑھ　شمارہ ۲ ۱۹۶۳ء　ساقی کراچی　فروری ۱۹۶۳ء
برہان دہلی　فروری ۱۹۶۳ء　سحر، مہندر سنگھ بیدی　طلوعِ سحر
کتابی دنیا کراچی　فروری ۱۹۶۳ء　تحریک دہلی　فروری ۱۹۶۳ء
خلیل، عبد الاحد خاں　اردو غزل کے پچاس سال　سرشار صدیقی　پتھر کی لکیر (مجموعۂ کلام)
کتاب نما دہلی　فروری ۱۹۶۳ء　جام نو کراچی　فروری ۱۹۶۳ء
نیاز فتحپوری　مشکلاتِ غالب　جنگ کراچی　یکم فروری ۱۹۶۳ء
کتابی دنیا کراچی　فروری ۱۹۶۳ء　الشجاع کراچی　فروری ۱۹۶۳ء
شوکت سبزواری　غالب فکر و فن　شمیم جونا گڑھی، مشکیزہ
قومی زبان کراچی　جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۱　بیگم صاحبہ　ساقی کراچی　فروری ۱۹۶۳ء

ظفر گورکھپوری	بتیشہ			نگار پاکستان کراچی	فروری ۱۹۶۳ء
	نگار پاکستان کراچی	فروری ۱۹۶۳ء	نصرت قریشی	ظرفِ غزل	
عندلیب میرٹھی	گلبانگ			اقدام لاہور	۱۰ فروری ۱۹۶۳ء
	صدق جدید لکھنؤ	۲۲ فروری ۱۹۶۳ء	نظر زیدی	نوائے خامہ	
غلام محمد	حرفِ شیریں			اقدام لاہور	۱۷ فروری ۱۹۶۳ء
	ساقی کراچی	فروری ۱۹۶۳ء	وفا صدیقی	تارِ پیراہن (مجموعۂ کلام)	
کامل جوناگڑھی	مطلع الانوار (غیر منقوط مرثیہ)			فاران کراچی	فروری ۱۹۶۳ء
	ساقی کراچی	فروری ۱۹۶۳ء	سلیم الرحمٰن	شام کی دہلیز (منظوم ڈرامے)	
مجاہد لکھنوی	شرطِ وفا			لیل و نہار لاہور	۱۰ فروری ۱۹۶۳ء
	سب رس حیدرآباد (دکن)		عشرت رحمانی	کالا سورج	
		جنوری فروری ۱۹۶۳ء		قومی زبان کراچی جلد نمبر ۱۴ شمارہ نمبر ۱	
محسن بھوپالی	شکستِ شب		ماجدہ مسرور	وہ لوگ	
	نقش کراچی	فروری ۱۹۶۳ء		ادب لطیف لاہور	فروری ۱۹۶۳ء
موج رام پوری	اشک و تبسم		پریم چند	زادِ راہ بترتیب و تہذیب و مقدمہ	
سنتوش کمار سکسینہ	معارف اعظم گڑھ	فروری ۱۹۶۳ء		محمد زکریا	
موہن، کرشن موہن	تماشائی			چٹان لاہور	۱۱ فروری ۱۹۶۳ء
	ساقی کراچی	فروری ۱۹۶۳ء		قندیل لاہور	۱۰ فروری ۱۹۶۳ء
موہن، کرشن موہن	دلِ ناداں			لیل و نہار لاہور	۳ فروری ۱۹۶۳ء
	تحریک دہلی	فروری ۱۹۶۳ء	خدیجہ مستور	آنگن	
	تخلیق نئی دہلی	فروری ۱۹۶۳ء		ادب لطیف لاہور	فروری ۱۹۶۳ء
	صبح امید بمبئی	فروری ۱۹۶۳ء	بنکٹ پرشاد	امرجوت	
مظہر امام	زخمِ تمنا			کتاب نما دہلی	فروری ۱۹۶۳ء
	تحریک دہلی	فروری ۱۹۶۳ء	جوگندر پال	میں کیوں سوچوں؟	
	ساقی کراچی	فروری ۱۹۶۳ء		ساقی کراچی	فروری ۱۹۶۳ء
نسیم امروہوی	مراثی نسیم جلد اوّل			صبح امید بمبئی	فروری ۱۹۶۳ء

جوہر میر	تنہائی کا زہر	لیل و نہار لاہور ۲۴ فروری ۶۲ء
ضیا، شکیل احمد	ایڈولف ایشمین	جام نو کراچی فروری ۶۲ء
عارض علیگ	یہ حسرت رہ گئی	جام نو کراچی فروری ۶۲ء
فیاض حسین	روپ متی	لیل و نہار لاہور ۳ فروری ۶۲ء
عبدالواحد سندھی	لال بندر (بچوں کے لئے)	لیل و نہار لاہور ۱۷ فروری ۶۲ء
ہرمزی جلیل قدوائی	ننھی پروین (۶ سے ۸ سال تک کے بچوں کے لئے کہانیاں)	ساقی کراچی فروری ۶۲ء
سلیم پانی پتی،	مضامین سلیم مرتبہ محمد اسمٰعیل پانی پتی	ادیب علی گڑھ جنوری فروری ۶۲ء
وحید الدین		معارف اعظم گڑھ فروری ۶۲ء
سلیم احمد	نئی نظم اور پورا آدمی	نرگس لاہور شمارہ ۲۳/۲۲
سجاد حسین	حاجی بغلول مرتبہ جمیل جالبی	قومی زبان کراچی جلد ۲۲ شمارہ ۱
کنھیا لال کپور	جنگ و رباب	چٹان لاہور ۱۱ فروری ۶۲ء
		لیل و نہار لاہور ۳ فروری ۶۲ء
مشتاق احمد یوسفی	چراغ تلے	افکار کراچی فروری ۶۲ء

ٹیگور، رابندرناتھ	گل نغمہ (گیتا نجلی کا منظوم اردو ترجمہ از عبدالعزیز خالد)	ادیب علی گڑھ جنوری فروری ۶۲ء
		کتاب نما دہلی فروری ۶۲ء
		کتابی دنیا کراچی فروری ۶۲ء
نذر الاسلام	جام کوثر (نذر الاسلام کی ۴۲ اسلامی نظموں کا منظوم ترجمہ از اختر ماہ پوری)	ساقی کراچی فروری ۶۲ء
سرت چندر چٹرجی	برہمن کی بیٹی مترجمہ مائل ملیح آبادی	سب رس حیدرآباد دکن جنوری فروری ۶۲ء
ظل الرحمٰن ندوی الازہری	ترجمہ منتخب العربیہ مکمل	فاران کراچی فروری ۶۲ء
——	خدا اور دیوتا مترجمہ انور عارف	ساقی کراچی فروری ۶۲ء
نان کنگ یو	اور یانگسی بہتا رہا مترجمہ جلیس عابدی	ساقی کراچی فروری ۶۲ء
اردو اکاڈمی بہاولپور	اردو سفر نامے	فاران کراچی فروری ۶۲ء
محمد ابوزہرہ	حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ [مترجمہ] رئیس احمد جعفری	فاران کراچی فروری ۶۲ء
نقی محمد خاں	سرمد شہید	صدق جدید لکھنؤ ۸ فروری ۶۲ء
ضیاء الدین احمد برنی	عظمت رفتہ	ادیب علی گڑھ جنوری فروری ۶۲ء

گلڈ اِشاعت گھر کی مطبوعات

ُے والا ۔ (ناول) اے حمید۔ قیمت ۴ روپے

اے حمید کی نثر میں پھولوں کی شگفتگی اور چاندنی راتوں کی دلکشی ہے زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات سے اپنے ناولوں کا تانا بانا بنتا ہے مصور کی ارح ان میں رنگ بھرتا اور سنگتراشی کی طرح اپنے کرداروں کی نوک پلک رست کرتا ہے۔ چائے والا اس کی تازہ ترین تصنیف ہے۔ اردو کا ایک بصورت ناول۔

ٹکے پارسے ۔ خدیجہ مستور:۔ اردو افسانے کا کوئی تذکرہ خدیجہ مستور بغیر نامکمل ہے وہ ان افسانہ نگاروں میں ہیں، جنہوں نے اردو افسانے کے بڑھایا اور شہرت دوام بخشی۔ "ٹھکے پارسے" ان کے نئے افسانوں کا عہ۔ ان افسانوں میں روح عصر بھی ہے اور جابکدستی۔ قیمت ۵ روپے ۵۰ پیسے

پاکستان کی شاعری (انگریزی)

رجمہ۔ جی الانا:۔ پاکستانی شاعری کا ایک نمائندہ انتخاب جس کو انگریزی ن میں پہلی بار کتابی صورت میں پیش کیا گیا ہے مسٹر جی الانا جو خود بھی یزی کے خوش گوار ہیں، انہوں نے اس انتخاب کو مرتب کیا ہے۔

صفحات ۲۰۰ قیمت:۔ دس روپے

ہفت کشور

جعفر طاہر:۔ صفحات ۲۳۵ ۔ قیمت ۷ روپے

رطاہر کا پہلا مجموعہ، جس پر ۱۹۶۲ کا آدم جی انعام ملا۔ جعفر طاہر بید شاعری کی آبرو ہے اور "ہفت کشور" سنگ میل ہے۔

جاگتے جزیرے

احسن احمد اشک:۔ قیمت ۲ روپے پچاس۔ اشک کی شاعری۔ ارض پاکستان کے اس خطے کی شاعری ہے جو گنگناتی ندیوں اور لہلہاتے کھیتوں کی سرزمین ہے، ان انسانوں کا نغمہ ہے جن کی زندگی میں دکھ بھی ہے اور سکھ بھی بنگلہ دیس کے اردو شاعر اشک کے پچیس سالہ مشق سخن کا حامل ہے

پونر پری آکاس

شیخ ایاز سندھی کلام کا مجموعہ وادی مہران کے خوش گوار شاعر شیخ ایاز کا سندھی ادب میں ایک ممتاز درجہ ہے اور ان کا یہ مجموعہ کلام سندھی شاعری میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ قیمت ۸ روپے ۲۵ پیسے

پنجابی لوک کہانیاں

مرتب و مترجم شفیع عقیل۔ شفیع عقیل، اُردو کے ممتاز ادیب و صحافی ہیں انہوں نے پنجابی لوک کہانیوں کا یہ مجموعہ بڑی محنت و جدوجہد کے مرتب کیا ہے اور اردو ادب میں ان کہانیوں سے ایک نئے باب کا اضافہ ہوتا ہے یہ نیا باب اُردو کے ذخیرے میں ایک بیش بہا اضافہ ہے (زیر طبع)

ہاڑے

سائیں فیروز کے پنجابی کلام کا مجموعہ ۔ سائیں فیروز پانچ دریاؤں کے دیس پنجاب کا شاعر ہے اس کی شاعری میں فن کی عظمت اور زندگی کی تلخی اور گہما گہمی ہے۔ قیمت:۔ ۳ روپے ۵۰ پیسے

گلڈ اشاعت گھر ... طبع کراچی

سلسلہ نمبر ۵

علمی اصطلاحات

حیاتیات

مرتبہ

انجمن ترقی اردو پاکستان

فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ	ایک روپیہ
فرہنگ اصطلاحات فلکیات	ایک روپیہ پچاس پیسہ
اصطلاحات فلکیات	دو روپے پچیس پیسے
وضع اصطلاحات از مولوی وحید الدین سلیم	پانچ روپے پچھتر پیسے
اصطلاحات بنکاری	چار روپے پچاس پیسے
اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ (بابائے اردو)	پچاس پیسے
اردو زبان میں علمی اصطلاحات کی تاریخ (انگریزی) از بابائے اردو	پچاس پیسے

شائع کردہ

انجمن ترقی اردو پاکستان۔ کراچی

ecdemic	اجنبی
ecderon	بردمہ
ecderonic	بر دمی
ecdysis	انسلاخ - کینجلی جھاڑنا
echard	اکاردے مص پانی
echinate	شوکی
echinochrome	شوکی لون
echinococcus	شوکی بقہ
echinoid	شوکہ نما
echinopaedium	خار ادمہ سروہ
echinopluteus	سوکہ ادمہ سقفہ
echinulate	سویکہ دار
eclesion	براءگی۔ کھٹک
ecology	در ماحولیات
ectadenia	معاون تناسلی غدود
ectamnion	برون امنیان
ectental line	در بر ملاپ خط
ectepicondylar	برون بر فلطاحی
ectethmoid	برون مصفاتی
ecthoraeum	نیشہ
ectoblast	برون بیوض
ectobronchus	برون شعبہ
ectocarpous	بر ادمی مولد
ectocondrostosis	برون غضروفی تعظم
ectochone	قیفہ بیرون
ectocoelic	برون قعری
ectocondyle	بیرونی فلطاح
ectocaranial	برون قحفی
ectocuneiform	برون خانہ شکل
ectocyst	برون انبان
ectoderm	برون ادمہ
ectogenous	آزاد باش
ectoglia	بیرونی سرشش
ectolecithal	بیرونی محی
ectoloph	برون مید
ectomere	برون پارہ
ectoparasite	بیرونی طفیلی
ectopatagium	خفاسی پر نما غشاء
ectophyte	بیرونی قرص دار
ectoplasm	برون مایہ
ectoplast	برونہ ساز
ectopterygoid	بیرونی پر نما
ectosarc	برون لحمہ
ectosome	بیرونی جسم
ectosphere	بیرونی کرہ
ectospere	برون بذرہ۔بیرونی بذرہ
ectostosis	بیرونی تعظم
ectotheca	بیرونی صرہ
ectotrachea	بیرونی قصبہ
ectotrophic	برون پرورش یابہ

ectoturbinal	بیرون تربینی۔بیرون تربانی
ectozoon	بیرون حیوان
edaphic	خاکی اریضی
eddis	بھنور
edentate	بے دندان
edriophthalmic	اخوصی۔دب انکھیالا
effector	متعمل
efferent	بر آرندہ
effusion	انصباب
egest	خارج کرنا
egesta	مخرجات
egestion	برانداز
egg	انڈا
egg-albumin	انڈا البومن
egg-apparatus	انڈا آلہ
egg-case	انڈا غلاف
egg-cell	انڈا خلیہ
egg-membrane	انڈا جھلی
egg-nucleus	انڈا مرکزہ
egg-tooth	انڈا پھوڑ
ejaculatory	قاذف
borate	ارمیان
eoblast	مرصون
eodochon	دھن نہوض۔زیت نہوض
ioplast-elaiosome	روغن جسم۔روغن ساز
elastic fibro-cartilage	لچکیلی ریشہ دار غضروف
elastica externa	خارجی لدینہ
elastica interna	داخلی لدینہ
elastin	الاسٹن
elaster	ناشر
electosome	تخیہ۔انحالی جسم
electric organ	برقی عضو
electroendosmotic layer	بیرون درون و لوجی تہ پرت
electroplax	برقی تختی
electrotaxis	برقی ترتیب
electrotonic	برقی تنشی
electrotonus	برقی تنیدگی
eleidin	ایلڈن
eleutherodactyl	آزاد انگشت
eleutheropetalous	آزاد پنکھڑی
eleutherophyllous	آزاد برگ
eleutherosepalous	آزاد کاسہ
elliptical	ناقصی هلیلجی
eliolation	خیرنگی حالت
elytra	پر
elytriform	پرپوش شکل
elytroid	پرپوش نما
elytrum	پرپوش

emarginate	کٹاؤ سر	encephalon	دماغ
embole	در افگندگی	encephalespinal	دماغی نخاعی
embolic	در افگندہ	enchyle	خلیہ سیال مایہ
embolium	در افگن	enchylema	خلیہ سیال مایہ
embolomerous	جر در افگندہ	encyst	در انبان ہونا
embryo	جنین۔مزغہ	encystation-encystment	در انبانگی۔در انبانی
embryo cell	جنین خلیہ ۔ مزغہ خلیہ		
embryo sac	جنینی تھیلی۔مزغئی تھیلی	endarch	دروں آغازی
embryogeny	جنین تکوین۔مزغہ تکوین	endaspidean	دروں سپری
embryology	جنینیات۔مزغیات	end-bulbs	منتہائی بصلے
embryonic	جنینی ۔ مزغیاتی	endemic	مقامی
embryophore	مزغہ بردار ۔ جنین بردار	enderon	درونی جلد
embryotegia	جنین غلیقہ	enderonic	دروں جلدی
embryotrophy	جنین پرورش	endites	درونیے
emergence	برزائیدہ	endoblast	دروں نہوض
emersed	طافی	endocardiac	دروں قلبی
eminence	فراز	endocardium	دروں قلبہ
emissary	وسیط	endocerite	دروں محسہ
empodium	بین‌ارلا صابع	endocarp	دروں ثمرہ
emulsin	ایملسن	endocarpoid	دروں ثمرہ نما
enamel	مینا	endochondral	دروں غضروفی
enamel cells	مینا خلیے	endochondrostisis	دروں غضروفی تعظم
enantioblastic	مقابل نہوضی	endochone	دروں قیفہ
enarthrosis	ہمہ رخی مفصل	endochrion	دروں سلیا
encephalocoel	قعرِ دماغ	endochrome-plate	دروں لونی تختی

endochylous	درون کیلوسی
endocoelar	درون قعری
endocone	درون محروط
endocranium	درون قحفه
endocrine	درون افرازی
endocrinology	درون افرازیات
endocycle	درون دور
endocyclic	درونی دوری
endocyst	درون انبان
endoderm	درون ادمه
endoerm disc	درون ادمی قرص
endoderm lamella	درون ادمی ورقچه
endoderims	درون ادمه
endogamy	درون زواجیت
endogastric	درون معدئی
endogehous	درون زائیده
endogenous-multiplication	درون زائیده تکسیر ـ درون زائیده افزائش
endogeny	درون زائیدگی
endognath	درون فکه
endognathion	درون فک
endogonidium	درون مولود
endolabium	درون لب ـ درونی شفت
endolaryngeal	درون حنجری
endilymph	درون لمف
edolymphangial	درن لمفی
endolymphatic	درون لمفاوی
endolysin	انڈو لائیسن
endome - trium	درون رحم
endomixis	درون آمیزی ـ درون محا لطت
endomysium	عضله درون
endoneurium	عصبه درون
endoparasite	درونی طفیلی
endoperidium	درونی تامورک
endophragm	اینڈو فرام
endophragmal	اینڈوفرامی
endophyte	درون عزسی
endophytic	درون نباتی
endoplasm	درون مایه
endoplastule	درون مایک
endopleura	درون جانب
endopleurite	,,
endopodite	درونی پا
endoral	دهن درون
endorhachis	درون واصل
endosarc	درون لحمه
endosiphuncle	درون نیچه
endoskeleton	درونی ڈھانچه
endosmosis	درون ولوج
endosome	درون جسم

endosperm	درون تخم
endospore - endosporium	درون ذره
endosteal	درون عظمی
endosternite	درون قص
endosteum	درون عظم
endostosis	درون تعظم
endostracum	درون صدف
endostyle	درون سلائی
endotergite	درون سسه
endotheca	درون صره
endothecial	درون صری
endothecium	درون صره
endothelium	درون حلمه
endothorax	درون صدر
endotrachea	درون قصبه
endotrophic	درون پرورش یاب
end - plates	منتہائی تختیاں
end - sac	منتہائی تھیلی
endysis	استسرار
energesis	بروز توانائی
energid	نکارہ - اینر جڈ
enervose	بے رگ
engram	آثار - نقش - نگاشتہ
engraved	کندہ
ensiform	اقتضا - سیف شکل
entelechy	میان برقلطاحی
enteral	معائی - رودکی
enteroceel	معائی قعر
enterokinase	انیرو کائنسین
enteron	معا - رودک
enterosympathetic	معائی مشا کی
entire	کامل
ento	درون
entobranchiate	درون خیشوبی
entobronchium, entobronchus	ثانوی شعبیه
entochondrostosis	درون غضروفی تعظم
entocodon	جرس درونه
entosoel	قعر درونه
entocondyle	درون فلطاج
entoconid	مخروط درونه
entocuneform	درون فانه شکل
entocyemate	درون مضغئی - درون جنینی
entoderm	درون ادمه
entodermal	درون ادمی
entogastric	درون معدی
entoglossal	درون سانی
entoglossum	درون سان
entomology	حشرا ئیات
entomophilous	حشرات پسند

entophyte	درون نبات
entoplastron	درون صدریہ
entopterygoid	درون پرنما
entosphers	درون کرہ
entosternite	درون قص
entosternum	,,
entotarbinals	درون تربانی
entotympanic	درون طبلی
entovarial	درون بیضی
entozoo	درون حیوان
entozoic	درون حیوانی
entrochite	درون چرخ
enucleate	خارج مرکزہ ۔ بے نواۃ
envelope	لفافہ
environment	ماحول
enzootic	مضر حیوانی
enzyme	انزائم ۔ خامرہ
eocene	اغاز جدید زمانہ
eogaea	اغازی ارض
eosinophil	ایوسن پسند
epacme	قبل اوجی
epalpate	بے محسہ
epapillate	بے حلمہ
epapophysis	بر دوُر نامی
eparterial	بر شریانی

epaulettes	منکب ۔ دوشجہ
epaxial	بر محوری
epedaphic	بر خاکی
epencephalon	بردماغ
ependyma - ependyme	بر غلیقہ
ependymal	بر غلیقی
ephebic	شباجی
ephemerals	کم‌زی
ephippium	جفرہ نخامیہ ۔ زین نما
ephyra, ephyrula	اسیزہ
epibasal	برا ساسی
epibenthos	بر قعریہ
epiblast	بر نہوض
epiblema	برپوش
epibole	برانگن
epibolic	بر انگنی
epibranchial	بر خیشومی
epicalyx	بر کیامہ
epicanthus	بر ماقہ
epicardium	بر قلبہ
epicarp	بر ثمرہ
epicentral	بر مرکزینی
epicerebral	بر دماغی
epichilium	بر کبینہ
epicrordal	بر حبلی

epicoel	بر قعر
epicondylary	بر فلطاحی
epicondyle	بر فلطاح
epicoracoid	برزا عنوال
epicormic	بر حذعی
epicotyl	بر بیج پتہ
epicotyledonary	بر بیج پتا
epicoxite	بر ورکہ
epicranial	بر قحفی - بر جمجمی
epicranium	بر قحفہ - جمجمہ
epicritic	بر ناقد
epicyst	برا نیان
epicyte	بر خلیہ
epidemes	بر جسمہ
epidermis	برا دمہ
epididymis	برانثی - بربخ
epidural	برجافیہ
epigamic	بر زواجی
epigamous	بر زواجی
epigaster	بر شکمہ
epigastric	بر شکمی - برمعدی
epigastrium	بر شکمہ
epigastroid	بر شکمہ نما
epigeal	برارضی
epigenesis	بر پیدائش (نظریہ)
epiglottis	مزمار
epignathous	فکی
epigonial	تخمی
epigonium	تخمہ
epigynous	انوثی - برمادئی - برمادہ
epigyny	انوثیت
epihyal	لامی
epilabrum	کب
epimandibular	چانثی
epimeral	پارہ - برپارئی
epimere	پارہ
epimerite	ریزہ
epimeron	جزہ
epimorpha	شکلے
epimorphosis	شکلیت
epimysium	عضلہ
epinasty	ینی اجابہ - برا جایہ
epinephros	گردہ
epineural	عصبی
epineurium	عصبہ
epinotum	شت
epiopticon	صری
epiotic	نی
epiparasite	نی طفیلی
epipetalous	پھڑی

pipheryngeal	بربلعومی	episematic	عون الامارت
pipharynx	بربلعوم	episepalous	فوق برعوسی
pipharagm	برپوشش	episkeletal	بر کالبدی
piphysial	برنامی - بربالنده	episperm	برتحم
piphysis	برنامی - بربالا	episperangium	بر بدره دان
piphyte	برنبات	epispore	بر بذره
piphytic	برنباتی	epistatic	بر قائمی
piphytotic	نبات وبائی	episternalia	بر قصبه
iplankton	عالی عائم	episternite	بر قصبه
iplasm	برمایه	episturnum	برقص
iplastron	برصدریه	epistome	بر دهنه
ipleura	فوق الجنب	epistrophe	بر گردی
iploic	ثربی	epitropheus	محوری فقره - محوره
iploic, foramen	ثربی سوراخ	epithalamus	عرشه
iploon	ثرب	epithalline	بر غصنی
ipodial	برپائی	epitheca	بر صره
ipodite	برپایه	epithecium	بر صریه
ipodium	برپا - فوق الرجل،	epithelial	بر حلمی
iprecoracoid	بر پیش زاغنویه	epitheliofibrillae	سر حلمی ریشک
ipooric	بر جناحی	epithelium	بر حلمه
ipterygoid	بر جناحیه	epithem, epithema, epitheme	برو صفه
id	جناحیه	epitokous	بر پیدائشی
ipubic	برزهاری	epitrematic	بردوزنی
ipubis	برزهار	epitrichial	برموئی
irhizous	بربیخی	epirichium	برمو

مطبوعــات انجمن ترقی اردو پاکستــان

اردو روڈ کراچی - ۱

ک اصطلاحات جغرافیہ -

مرتبہ ابرار حسین صاحب قادری ایم - اے لکچرار جغرافیہ مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ اس سے قبل انجمن علمی مصطلحات کے سلسلے میں تین جلدیں یعنی فرھنگ اصطلاحات کیمیا ، اصطلاحات طبعیات اور اصطلاحات تاریخ و معاشیات و جغرافیہ شائع کر چکی ھے - یہ اس سلسلے کی چوتھی جلد ھے - قیمت ایک روپیہ -

ک اصطلاحات فلکیات -

یہ علمی اصطلاحات کی پانچویں جلد ھے - ان فرھنگوں میں انگریزی اصطلاحات کے مقابل اردو مترادف دئے گئے ھیں - اصطلاحات کے جمع کرنے میں بڑی تحقیق اور محنت سے کام لیا گیا ھے - قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے -

للاحات کیمیا -

فن کیمیا (کیمسٹری) کی انگریزی اصطلاحات کے بالمقابل اردو اصطلاحات انجمن نے ماھرین فن کی ایک جماعت سے تیار کرائی ھیں حتی الامکان آردو اصطلاحات کو عام فہم بنانے کی کوشش کی گئی ھے - صفحات کتاب ۱۲ دیباچہ کے علاوہ - قیمت غیر مجلد دو روپے پچیس پیسے مجلد تین روپے -

اصطلاحات -

یہ کتاب ملک کے نامور انشا پرداز و عالم مولوی وحید الدین سلیم مرحوم نے سالہا سال کے غور و فکر اور مطالعے کے بعد تالیف کی ھے - یہ بالکل نیا موضوع ھے - اس میں اصطلاحات کے ہر پہلو پر مفصل کے ساتھ بحث کی گئی ھے - ، اس کے اصول قائم کئے گئے ھیں - دوسرا ایڈیشن - قیمت پانچ روپے پچھتر پیسے -

ملنے کا پتہ

شاہ مارکیٹ ، بندر روڈ کراچی

No. 1138 Phone: 32784
gntly QUOMI ZUBAN Karachi

بابائے اردو کی تصانیف

(شائع کردہ انجمن ترقی اردو پاکستان)

خطبات عبدالحق

بابائے اردو کے معرکہ آرا خطبات کا مجموعہ جن میں اردو لسانیات اور تاریخ ادب کے بہت سے اہم پہلوؤں پر سیرحاصل بحث کی گئی ہے۔ بابائے اردو کے نظریات اور گذشتہ نصف صدی میں اردو تحریک ... کو سمجھنے کے لئے ان خطبات کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

قیمت چھ روپے پچاس پیسے

سر سید۔ حالات و افکار

اس کتاب میں سر سید کے حالات اور افکار کے بعض پہلوؤں پر نئے انداز سے لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کو حالی کی "حیات جاوید" کا ضمیمہ سمجھنا چاہیے۔ قیمت چار روپے۔

نصرتی

ملک الشعرائے بیجا پور ملا نصرتی کے حالات ور کلام کا ایسا مفصل ... کسی دوسری جگہ نہیں ملتا۔ بابائے اردو نے ... برس کی محنت شاقہ کے بعد یہ کتاب تالیف کی تھی اس میں نصرتی کی بہت سی نایاب تصانیف پر تفصیلی تبصرہ اور انتخاب شامل ہے۔ قیمت پانچ روپے

اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام

اس کتاب میں ... نے اردو ... یہ بتایا ہے کہ ... محمد ... الدین ... کے ...

صوفیائے کرام نے اردو زبان کی نشو ... کیا حصہ لیا۔ اس موضوع پر یہ ا... کی واحد کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ ...

اردو زبان میں علمی اصطلاحات

بابائے اردو نے اس کتاب میں بتایا ہے کہ وضع اصطلاحات کے سلسلے ... کیا کوششیں کی گئیں اور ان میں کامیابی ہوئی نیز اس موضوع پر کہ وضع اصطلاحات کے لئے کن اصول ... رکھنا چاہیے۔ قیمت پچاس ...

قدیم اردو

یہ قدیم اردو شعراء اور مصنف... میں گراں قدر تحقیقی مقالات کا مجم... مضامین امر اعتبار سے بڑی اہمیت ... کہ ان میں بعض اہم شعرا کے ایسے ... بعض نادر تصانیف کی ایسی تفصیل ... گئیں ہیں جو کسی دوسری جگہ نہ ... قیمت ... پچاس ...

ملنے کا پتہ ...
... اکیڈیمی ...